بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہرِ صُور (مدین)

کی

دریافت

تمدنِ صُور و شہرِ صُور کا محلِ وقوع

محقق

غلام ربانی۔ ایم اے۔ بی ایڈ (مہڑی)

قیمت:۔ ایک سو روپے (-/Rs. 100)

الٓمٓ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ
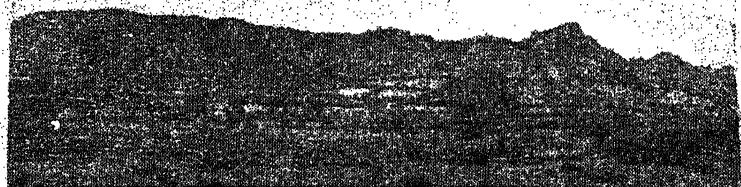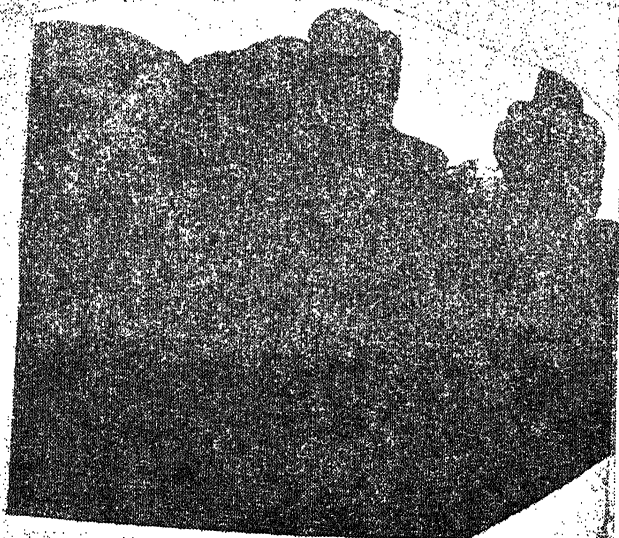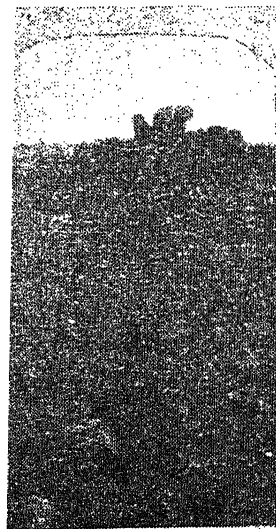
الْفَاتِحِ لِمَا غُلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا

سَبَقَ نَاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ ۃ الْھَادِیْ

اِلٰی صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

حَقَّ قَدْرِہٖ وَمِقْدَارِہِ الْعَظِیْمِ

بار .... اوّل

سنہ اشاعت .... جون ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچسو (۵۰۰)

نام مؤلف .... غلام ربانی

کتابت .... سید منظور محی الدین کلیانوی
اور راہبر صدیقی

مطبوعہ .... رفیق مفقن پریس حیدرآباد

قیمت .... ایک سو روپئے Rs 100/-

اس کتاب کی اشاعت میں اردو اکیڈیمی آندھراپردیش نے جزوی امداد دی۔

ملنے کا پتہ

غلام ربانی مکان نمبر 427 - 3 - 17
املی بن یاقوت پورہ حیدرآباد 500023

انتساب

نذرِ عقیدت بنام

خلیفۃ الرسول اللہ زوجِ بتول ابن عم رسول
یعسوب الملت دین مظہر العجائب و الغرائب
امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب
امیر المومنین امام الشجعین حضرت سیّدنا علیِ ابن
ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم کرم اللہ و
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

فہرست مضامین

دیباچہ

تمدن ہند کے درخشاں دور یعنی تمدن صور اور شہر صور ۔
محل وقوع کے عنوان سے ہم معزز قارئین کی خدمت میں ہمار
تحقیقی مقالے کا دوسرا حصّہ پیش کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ا
پہلے مقالے ۔ سکندر ذوالقرنین شخصیت و زمانہ میں اس بار
وعدہ کیا تھا کہ ہم شہر صور کے محل وقوع کے بارے میں مستند
اور ٹھوس شہادتوں کے ساتھ مقالہ پیش کریں گے ۔ چنانچہ اس مقا
میں ہم نے کتب قدیم کے حوالوں اور اُن تمام شہادتوں کو جمع کیا ہے
جس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ شہر صور بلادِ ہند ہی کا
شہر تھا ۔ جو ذوالقرنین اور ورثاء ذوالقرنین کا سولہ سو سال ۔
زائد عرصہ تک پایہ تخت رہا ۔ جہاں سے انہوں نے بحیثیت مق
اعلیٰ عالمگیر حکمراں کی حیثیت سے اقوام عالم پر حکومت کی چونکہ
بے حد قدیم دور سے تعلق رکھتا تھا ۔ نیز بلادِ ہند کی مخصوص جغرا
پوزیشن کی وجہ سے بعد کے سیاسی انقلابات نے تہذیب ا
اقوام عالم سے دور رکھا ۔ تہذیب صور کے عالم گیر غلبہ کی وجہ سے اور د
کسی امکانی پھیلاؤ کے اندیشے کی وجہ سے بھی بعد کی عالمگیر غلبہ
پھیلاؤ رکھنے والی طاقتوں نے تہذیب صور سے کنارہ کشی اخ
اور حتی الامکان کوشش اس بات کی کی کہ تہذیب صور کو بھ
جائے بلکہ مٹا دیا جائے اور اس کے باقی اثر و رسوخ کو محدو
محدود تر رکھا جائے ۔ نتیجتاً اس عالمی دباؤ کی وجہ سے تہذیب

تہذیب گم شدہ کی طرح عام تواریخ سے تقریباً نابود ہوگئی۔
لیکن مقدس صحیفوں نے تہذیب صور کو فراموش نہیں کیا۔
تہذیب صور کے سیاسی حریفوں نے اگرچہ کہ کامیابی کے ساتھ اُس کے
ذکر کو مٹا دیا۔ لیکن مقدس صحیفوں سے اِس کے ذکر کو مٹانا یا ختم
کرنا اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ چنانچہ انبیاء بنی اسرائیل کے
صحیفوں میں شاہانِ صور کا ذکر اور تہذیب صور کی عظمت بیان
کی گئی۔

خود بلادِ ہند میں کتب قدیم میں خاص طور پر مقدس سمجھی جانے والی
تمام کتب میں تہذیب صور کا ذکر بلواسطہ طور پر اور بعض صورتوں میں
بلاواسطہ موجود ہے۔ مجھے ان ہی کتب کے مطالعہ کے دوران بےشمار
آثار و شواہد اور دلائل تہذیب صور کے وجود کے بارے میں
فراہم ہوئے۔ جنھیں میں نے اپنے اِس مقالے میں ایک ترتیب
کے ساتھ یکے بعد دیگرے پیش کیا ہے۔ تمام کو یکجا پیش کرنا اِس
مختصر مقالے میں ممکن نہ تھا۔ صرف انتہائی ضروری حوالوں کو پیش کیا گیا۔
بائبل اور انبیاء بنی اسرائیل کی کتب قدیم میں جس شہر کا
ذکر موجود ہو۔ اس عظیم شہر کا بیسویں صدی عیسوی کے اِس روشن
دور تک بھی دریافت نہ ہونا صرف اس وجہ سے تھا کہ یہ شہر
بلادِ ہند میں واقع تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ مغربی ممالک کے محقیقین چونکہ تہذیب ہند کی
گیرائی اور گہرائی سے واقف نہ تھے ونیز شاید وہ سوچ بھی نہ سکتے
تھے کہ ایسا عظیم الشان تہذیب و تمدن بلادِ ہند میں موجود ہو سکتا
تھا۔ کیونکہ خود اہل ہند بھی اس تمدن سے بے خبر تھے جو کچھ حوالے

مقدس کتب میں بلادِ ہند میں موجود تھے۔ وہ ان کے بارے میں
عجیب و غریب نظریات رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے بھی ا
ضمن میں تحقیقی کام کو تقویت ماضی میں حاصل نہ ہوسکی۔
مغربی ایشیاء میں سب سے پہلے حضرت سیدنا داؤد خلیفہ
کے زمانے میں شاہ صور کا ذکر آتا ہے۔ متعدد مقدس صحیفوں
اس بات پر روشنی ڈالی کہ سب سے پہلے شاہ صور نے ہی حضرت
داؤد خلیفۃ اللہ کو خدا کا ممسوح بادشاہ تسلیم کیا اور اپنے دو
مقبوضات طرسیس اور اوفیر کو بطور نذر آپ کی خدمت میں پیش
کئے جس کے بعد ہی تمام مغربی ایشیاء کے حکمرانوں نے جو اس اہم واقعہ
بے حد متاثر تھے۔ حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کو خدا کا ممسوح بادشاہ
تسلیم کر لیا۔
تواریخ میں شاہان صور کا دوسرا ذکر شاہ سلیمان علیہ السلام
ذکر میں بھی آتا ہے اور بعض صحیفوں میں حضرت سیدنا شاہ سلیمان
علیہ السلام اور شاہ صور کے مکتوب بھی درج ہیں۔ جن سے پتہ چلتا
ہوتی ہے کہ شاہ سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں
شاہ صور کے تعاون سے خوش ہو کر کابل کا شہر اور اطراف
ملک شاہ صور کو بخشا۔ تیسرا ذکر شاہ صور کا حزقیل نبی کے صحیفے
ملتا ہے۔ جس میں آپ نے سقوط بیت المقدس (یروشلم) کے بعد
شاہ صور کی خوش فہمی سے اس کو متنبہ کرتے ہوئے بابل کے
حکمران بنوکدنصر (بخت نصر) کے حملہ سے اسکو مطلع کیا تھا۔
یہ ایسے اہم دستاویزی و تاریخی ثبوت ہے۔ جو شاہان صور کے
وجود، اُن کی سیاسی برتری عظمت و سطوت پر روشنی ڈالنے والے

حزقی ایل نبی کا فرمودہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ جہاں بنی اسرائیل کے حکمران (سامریہ کے حکمران) اور غیرو طرویسس اور شہر صور کے محل وقوع سے قطعی طور پر ناواقف تھے۔ وہاں انبیائے بنی اسرائیل کی رسائی شاہان صور تک تھی۔

الغرض تہذیب صور کی شہادت بلاد ہند کے کتب قدیم میں بھی موجود ہے۔ میں نے ان حوالوں میں سب سے زیادہ اہمیت اتھر وید کے حوالے کو دی ہے۔ جو بہت ہی واضح طور پر شہر صور کے محل وقوع پر روشنی ڈالتا ہے۔

حزقیل نبی کا صحیفہ شہر صور کے بلاد ہند میں ہونے کی خبر دیتا ہے۔ جبکہ اتھر وید۔ رشی کا فرمودہ یہ بتلاتا ہے کہ شہر صور کس طرح کا ہے۔ ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ اتھر و رشی نے شہر صور پر روشنی ڈالی ہے کہ شاید ہی کوئی دوسرا بیان اتنی جامعیت کے ساتھ ایک انتہائی مختصر جملے میں ایسی بڑی حکمتوں کو یکجا کرتا ہو۔

الغرض میں نے ایک حد تک کوشش کی اہم تاریخی شہادتوں کو جمع کروں اور ان کا ٹھیک ٹھیک انطباق کروں۔

شاہان صور اور قدیم باشندگان بابل کے تعلقات کی نوعیت شاہان صور اور ملک مصر کے سیاسی تعلقات۔ شاہان صور اور سلطنت اشور کے تعلقات کو ہم ورثاء ذوالقرنین کے بیان میں پیش کریں گے۔ اس مقالے میں شہر صور اور اس کے محل وقوع اور تمدن صور ہی سے متعلق ٹھوس شہادتوں اور تاریخی دلائل کو پیش کیا گیا ہے۔ فی الوقت بر سبیل تذکرہ سیدنا داؤد خلیفۃ اللہ اور شاہ سلیمان علیہ السلام اور دیگر شاہان بیت۔۔۔ اس اور شاہ۔۔ کا

تذکرہ سرسری طور پہ پیش کیا گیا ہے۔

حقیقی صورتِ حال یہ تھی کہ شاہان صور تاریخی طور پہ مسلسل تواتر کے ساتھ عالمی سیاسی صورتِ حال پر اپنے گہرے اثرات مرتب کرتے رہے تھے۔

چونکہ یہ بہت بڑا اور وسیع عنوان ہے۔ اس لئے یہاں پر ہم نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کرلی ہے۔ مناسب موقع پہ اس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ نیز یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ شاہان صور اور شاہان چین کے باہمی تعلقات بھی بڑے دلچسپ نوعیت کے تھے۔ یہ تمام امور بڑی احتیاط اور تفصیلی جائزے کے متقاضی ہیں۔

ہمارے پہلے مقالے سکندر ذوالقرنین شخصیت و زمانے میں (یہ مقالہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء شائع ہوا) ہماری پوری پوری توجہ سکندر ذوالقرنین کی تاریخی شخصیت اور ان کے خاندانی پس منظر کو پیش کرنے اُن کے زمانے کے تعین کرنے پر مرکوز تھی اور چونکہ آپ کی شخصیت و زمانے کا تعین آیات قرآنی کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اور آیات قرآنی کے مفہوم یا مراد الہٰی کے بارے میں چونکہ بہت تضاد مفسرین و محققین کی رائے میں تھا اسلئے مجھے تمام کی تمام سورہ کی آیاتِ قرآنی کے مفہوم کے بارے میں تحقیقی نقطہ نظر سے جائزہ لینا پڑا۔ و نیز اُس مقالے میں۔ میں نے حضرت سکندر ذوالقرنین کے دارالسلطنت شہر صور سے متعلق میرے چشم دید آثار کا بھی ذکر کیا تھا۔ اگرچہ مجھے اِس شہر کے محل وقوع کی تلاش میں بہت سرگردانی اٹھانی پڑی۔ جب میں نے اِس شہر کے آثار کو دریافت

دیکھا کہ شہر صور دو عظیم دائروں پر مبنی شہر ہے۔ پہلے دائرے میں آٹھ حفاظتی دائرے ہیں۔ جنکا ہر دائرہ اپنا ایک علیحدہ نشان یا نمونہ رکھتا تھا اور یہ تمام کے تمام آٹھ حفاظتی دائرے ایک ہی وسیع و عریض دائرے میں اس خوبی سے بنائے گئے تھے کہ ان حفاظتی دائروں کی مکمل تسخیر کے بعد ہی کوئی دشمن شہر صور تک پہنچ سکتا تھا یہ آٹھوں دائرے یکے بعد دیگرے مسلسل تواتر کے ساتھ بڑی حکمت سے بنائے گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے بتلایا تھا کہ شہر صور کے انتہائی قریب تک پہنچنے پر ہی شہر صور نظر آتا تھا۔ بعض صورتوں میں تو یہ فاصلہ صرف چند سو گز کا ہوگا۔ شہر کا نقشہ ملاحظہ ہو (صفحہ آخر)

یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ورثا ذوالقرنین کا شاہی قبرستان اور آٹھوں دائرے اور ان دائروں کے شاہی نشانات جنکی تصویریں میں نے اس کتاب میں پیش کی ہیں و نیز ورثا ذوالقرنین کے زمانے میں بنائے ہوئے مصنوعی کوہ پر ان کا شاہی نشان تصویر ہے جس میں عورت اور گھوڑے کو باہم مجامعت کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے۔ ہمارے اس دعوے کے ٹھوس تاریخی ثبوت سمجھے جائیں۔

آٹھوں دائروں کا ایک ہی مقام پر پایا جانا پھر بابل کے شاہی نشان کی طرح مقتدر اعلیٰ حکمران کے نشان کی مماثل شاہی نشان کا اس مصنوعی کوہ پر پایا جانا۔ یہیں پر شاہی قبرستان کا پایا جانا شاہی محل دیوان عام اور دیوان خاص کا ایک ہی خطہ ارض میں پایا جانا ہمارے اس دعوے کے ٹھوس ثبوت ہیں۔

میری ہر مکتب فکر کے دانشوروں اور اعلیٰ علمی حلقوں سے گزارش ہے کہ وہ
قرآن انجیل مجموعہ توریت اور ویدوں کے حوالوں کے انطباق سے تاریخی شہر قدیم کے وجود کو
سمجھائیں مادرِ ہند کی آنے والی نسلوں سے خواہش کروں گا کہ وہ مادرِ ہند
اس عظیم تہذیبی و ثقافتی ورثہ کی عظمت کو سمجھیں اور اگر ممکن
ہو تو اس کی حفاظت اور نشاۃ ثانیہ کی کوشش کریں۔ اپنے
حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہو کر میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھا
تھا اور رب العزت نے جس حد تک چاہا اسکو کامیاب بنایا۔ آئندہ
کا تحقیقی کام بھی خدا ہی کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے
توفیق دی تو انشاءاللہ المستعان تیسرا مقالہ "ورثائے ذوالقرنین"
بھی پائے تکمیل کو پہنچے گا۔

تحقیقی کام نظری عملی تلاش کے ساتھ اور پھر اس کی اشاعت
ہونے والے اخراجات بہت کثیر ہوتے ہیں۔ ممکن ہو بعض خوشحال
لوگوں کو یہ اخراجات معمولی نظر آتے ہوں۔ لیکن یہ میرے لئے
تقریباً ناقابل برداشت تھے۔ چنانچہ مجھے بہت زیر بار ہونا
پڑا۔ باوجود ان ناقابل برداشت دشواریوں کے میں اپنے
طور پر جس حد تک ممکن ہوا۔ اس اہم قومی کام کو جو صحیح معنی
میں ایک پراجیکٹ سے کم نہیں اپنے محدود سے محدود تر وسائل
کے باوجود پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کروں گا انشاءاللہ

میری خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ تصویریں جو شہر صود
کی باقیات سے متعلق ہیں اس کتاب میں شریک کر سکوں
لیکن سرمائے کی شدید کمی کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکا
آپ یہ جان کر شاید بے حد خوش ہوں گے کہ

میں نے اس مقالے میں شہر **مدین** سے متعلق تحقیقی کام کو بھی شریک کر لیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ قرآن مقدس میں جس عظیم شہر **مدین** کا اور مدین کے نبی سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اس عنوان پہ ایک علیحدہ مقالہ ایک دوسری کتاب کی شکل میں پیش کروں۔ لیکن بعض خاص وجوہات کی وجہ سے مجھے فوری اس عنوان کو بھی اسی کتاب میں شریک کر لینا پڑا۔

آپ یہ جان کر حیرت کریں گے کہ قدیم ترین شہر صور کا نام جس کو انگریزی میں Tyre city کہا جاتا ہے ماضی بعید میں **مدین** ہی تھا۔ جو کہ بعد میں پورا دھیا کے نام سے بھی مشہور ہوا۔ یہی شہر مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک میں شہر صور یا Tyre city کے نام سے مشہور ہوا تھا۔ قرآن پاک میں سورہ اعراف کی سترہ آیتوں میں شہر مدین اور مدین کے نبی سیدنا شعیب علیہ السلام کا بڑا تفصیلی احوال بتایا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے ان سترہ آیتوں کی روشنی میں اپنے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا ہے۔ ان آیتوں میں موجود مواد ربانی کی تاریخی حقیقتوں پر تحقیقی نقطہ نظر سے روشنی ڈالی ہے۔
روئے زمین پر شہر **مدین** کی دریافت بذات خود ایک بڑی تحقیقی پہل ہے۔ علمائے کرام اور مفسرین نے اس عنوان پر اختلاف رائے ظاہر کیا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ کوئی **قبیلہ** رہا ہوگا اور بعض نے کہا کہ یہ کوئی **معروف** شہر رہا ہوگا۔ جس کے محل وقوع کا انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنے آخری ایام میں جس مقام پر مقیم تھے وہاں پر جغرافیائی طور پر کسی عظیم شہر کے **آثار** ملتے ہیں کیونکہ عظیم شہروں کے لئے ایک جغرافیائی پس منظر (لینڈ) کی ضرورت ہوتی

ہے۔ وہ اس مقام پر قطعی یا اس کے گرد و نواح میں کہ
کر حاصل نہ تھی تھے۔ یہاں نے پوری کوشش کی کہ آیات
کی روشنی میں دلائل تاریخی سے ثابت کروں کہ شہر مدین
ذوالقرنین کا دارالسلطنت تھا جہاں پر آج تک بھی ان
دالی جٹان اور وہ مصنوعی قلعہ موجود ہے جس کو بعد کے زمانہ
درشانے ذوالقرنین نے بنوایا تھا۔ (۳) پر ایک عظیم سنہری
بنائی گئی تھی۔ حضرت ذوالقرنین کی مدفن دالی چٹان کے
ایک عظیم دائرہ نما میدان ہے۔ جو کہ چاروں طرف سے بلند
سے مکمل طور پر گھرا ہوا ہے اور جس میں جانب مغرب داخلے
ایسا دروازہ ہے جو بلندی کے ٹیلے پر بنایا گیا ہے۔ جس پر ا
تیز ہبر پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ (۴) دائرہ نما شہر کا ر
مربع میل کے قریب ہوگا۔ اس دائرہ نما شہر کے عین د
میں ایک بلند پہاڑی کوہ ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب
کوہ ہے جو کہ ہر سمت سے الگ الگ شبیہیں بناتا ہے۔ کبھی
بیٹھا ہوا پری زادیا فرشتہ نظر آتا ہے تو کبھی وہ کسی پرندے پر
کوئی اڑنے والا انسان کبھی اس کی شبیہ سکندر اعظم مقدونی کی
جیسے تصویر بناتا ہے تو کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی پری زاد
آسمان سے اترتے ہوئے کسی بلند مقام پر اپنا قدم رکھ رہا
الغرض ہر سمت سے یہ الگ الگ شبیہیں بناتا ہے۔ اس کوہ کے دامن
میں اس دائرہ نما میدان کے عین وسط ایک چھوٹی سی بستی جو زمانہ
قدیم ہی سے "مدین" کے نام سے ہی جانی جاتی ہے۔ تمام قدیم تر
نقشوں میں اس بستی کا نام مدین ہی ہے۔

میں اعلیٰ علمی حلقوں سے گذارش کروں گا کہ وہ میرے اس تحقیقی کام کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیں۔ مستند کتب قدیم سے جو حوالے بطور شہادت کے اکٹھے کئے ہیں ان کی افادیت پر غور کریں۔ آیات قرآنی توریت کے حوالوں اور ویدوں کے حوالے کا اسی ایک خاص مقام پر بیک وقت انطباق کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ شہر صور کا ایک ناقابل تسخیر دائرے کی شکل میں پایا جانا اس کے عین وسط میں ایک عجیب وغریب کوہ پر ایک نادر الوجود مجسمہ کا جو ہر سمت سے الگ الگ شبیہہ بناتا پایا جانا۔ اس طرح شہر صور کے حفاظتی دوسرے عظیم دائرے کے عین وسط بھی ایک دوسرے نادر الوجود کوہ پر ایسے مجسمہ کا پایا جانا جو بیک وقت پانچ مختلف سمتوں سے پانچ مکمل بے مثال شبیہیں بناتا ہو پایا جانا ہمارے دعوے کی ٹھوس دلیل سمجھا جائے نیز ہمارا یہ دعویٰ کہ اسی مقام پر مدفن ذوالقرنین موجود ہے صرف اس بنیاد پر ہے کہ ان دو عظیم دائروں کے نقطہ اتصال پر ایک عجیب وغریب بلند و بالا چٹان ہے جس کے دامن میں ایک بے مثال کتبہ ہے جس کا رنگ نیلا ہے جو ایک ناگ کے پھن کی وضع کی بلند و بالا چٹان پر رکھا گیا تھا جو بعد کے زمانے کے حملہ آوروں نے اسکو گرا دیا نیلا رنگ اہل ہند کے پاس بحد مقدس سمجھا جاتا ہے اسی چٹان کے قریب شاہان صور کے کوہ یعنی کیلاش پربت کا اسی مقام پر پایا جانا ایک بہت بڑا تاریخی ثبوت ہے۔ کیلاش کے معنی محوری کے ہوتے ہیں اسکے ایک معنی مصنوعی کوہ کے بھی ہوتے ہیں یہاں پر قریب ہی شاہان صور کا شاہی قبرستان موجود ہے جس میں سینکڑوں قبور محفوظ ہیں شہر صور کا قدیم ترین نام مدین تھا جو آج تک بھی اس قدیم ترین مقام کا نام ہی ہے۔ اگرچہ اب مدین کی بستی ایک چھوٹے سے گاؤں کی سی ہے

سرزمین ہند میں کثرت سے انبیائے مبعوث ہوئے ہیں

اعراف کی آیات سے ملتا ہے آیات قرآنی کی روشنی میں انبیا
دور آل ابراہیم ع میں حضرت اسحق ع و یعقوب ع و یوسف ع کا ہے
کی آیت نمبر ۱۰۲ تک مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شعیب ع
انبیا علیہ السلام بلاد ہند میں مبعوث ہوئے۔ یہ انبیا کا دوسرا
انبیا کا تیسرا دور حضرت موسیٰ ع اور دیگر انبیا بنی اسرائیل
کہ قرآن شریف کے مطابق "پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے
کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف نشانیوں کے سا
(سورہ اعراف ۱۰۲) یہ تمام انبیا ملک فلسطین اور مصر میں مبعوث
آل ابراہیم کا سب سے اہم اور آخری دور آل ابراہیم کی شاخ ا
یعنی آل اسماعیل میں رسول عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے جو ملک عرب میں ہے۔ رسول عربی ص نے فرمایا مجھے ہند سے
آتی ہے۔ سرزمین ہند بھی دولت اسلام سے مالا مال تھی۔ ہم
جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ بنی اسرائیل باوجود کتابوں اور انبیا
زوال کا شکار رہے۔ امت محمدیہ قرآن و عترت کے باوجود ز
ہے۔ اللہ پاک اس امت کی اصلاح فرمائے اس پر رحم فرمائے
بعد میں اہل ہند اسی طرح عروج و زوال کا شکار ہوئے۔ اس
کا بنیادی مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ملک ہند بھی ماضی بعید میں
عظیم الشان عالم گیر تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا تھا۔

مخلص غلام ربانی۔ ایم اے۔ بی ایڈ
مکان نمبر 429-3-17 - اعلیٰ بن یاقوت پورہ
حیدرآباد 500023۔ آندھرا پردیش۔ انڈیا

تمدن صور

شہر صور کا محل وقوع

شہر صور اور فونیقی تاجر عام طور پر شہر صور کے محل وقوع کے بارے میں سخت قسم کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اکثر و بیشتر محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس قدیم ترین وعظیم الشان شہر بشہر صور کا ذکر انبیاء بنی اسرائیل کے صحائف میں آیا ہے۔ وہ شہر صور ملک شام یا لبنان کا کوئی شہر ہوگا۔ خاص طور پر فونیقی تاجروں کے شہر کو وہ لوگ شام یا لبنان کا ہی کوئی شہر سمجھتے رہے۔

اگرچہ کہ فونیقی تاجروں کے باب میں اُن کے چند بڑے بڑے آباد شہروں کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً صور۔ صیدا۔ وغیرہ خاص طور پر شہر صور کے باشندوں کے طور پر فونیقی تاجروں کا حوالہ اکثر و بیشتر کتب قدیم میں موجود ہے۔

اس ضمن میں محققین کی پہلی غلطی تو یہ تھی کہ وہ فونیقیوں کو مشرق وسطیٰ کا باشندے سمجھتے رہے۔ جبکہ آج تک بھی اُن کے علاقے کا تعین ممکن نہ ہوسکا۔ اُن کے آباد کردہ بڑے بڑے شہر سواحل روم پر پائے جاتے تھے۔ ان شہروں کی دولت و تونگری بھی بے مثال تھی۔ جس سے سارے بحیرہ روم کے سواحل کے ممالک کے طاقت ور سے طاقت ور حکمراں خائف رہتے۔ فونیقی تاجروں کی بحری طاقت سے

بسا سواحل کے حکمراں خائف رہتے۔ اور سواحل کے

سب سے طاقت ور اور خوش حال ملک، ملکِ مصر کے حکمرا
جو فرعانانِ مصر کے نام سے تاریخ عالم میں جانتے جاتے ہیں ہمیشہ فونی
تاجروں کی بحری طاقت سے ہراساں رہتے۔

چنانچہ جب کبھی بھی فونیقوں کی دولت سے متاثر ہو کر ان حکومتو
کو کی کاروائی ان تاجروں کے خلاف کرنی چاہی۔ اس وقت صرف
تاجروں کی بحری طاقت ہی تھی۔ جس کے خوف سے انھوں نے ہمیشہ
کسی بھی کھلے عام اقدام سے اعتراض کیا اور اپنی کاروائیوں کو خفیہ
شب خون کی کاروائیوں تک ہی محدود رکھا۔ جنھیں وہ بڑی احتیا
کے ساتھ منظم کرتے اور ساری کاروائی کو اونچی سے اونچی سطح
پوشیدہ رکھا جاتا اور مالِ غنیمت لوٹا جاتا تھا۔

درحقیقت فونیقی ایسے متمول ایشائی تاجر تھے جو سارے
بحیرہ روم کے سواحل سے تجارت کرتے تھے۔ ان کی بحری طاقت
اتنی مضبوط تھی کہ بحرہ روم کے سواحل کے علاقوں میں کوئی علاقائی
طاقت ان کے خلاف کاروائی کرنے کی ہمت نہیں کرسکتی تھی

جس طرح حالیہ عرصے میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے جس کو
۱۶۰۰ء میں انگریز تاجروں کی منڈلی نے قائم کیا تھا۔ بحر ہند کے
تمام علاقوں میں آہستہ آہستہ اپنی گرفت مضبوط کرلی اور ایسے بڑے
بڑے خوش حال شہر مثلاً بمبئی۔ کلکتہ، مدراس۔ سنگاپور۔
ہانگ کانگ وغیرہ بحر ... متعلقہ سمندروں پہ آباد کیے
کہ اُن کی مثال نہیں ملتی و نیز جیسی بہادری نے ایسی سیاسی طاقت
اس علاقے میں بتدریج حاصل کرلی کہ اس علاقے کی تمام حکومتیں
ایسٹ انڈیا کمپنی کے تاجروں کے آگے بے بس ہو گئیں

اُنھیں خطوط پر فونیقی تاجروں نے بھی ماضی بعید میں بحیرہ روم کے علاقے میں ایسی ہی طاقت و قوت پیدا کر لی تھی۔

جہاں تک شہر صور سے فونیقی تاجروں کی نسبت کا تعلق ہے یہ ایسی ہی نسبت تھی جیسے ایسٹ انڈیا کمپنی کے تاجروں کو شہر لندن سے نسبت تھی۔ تقریباً ایسے ہی تاریخی پس منظر کی وجہ سے فونیقی تاجر شہر صور کے تاجر سمجھے جاتے تھے۔ مشرق وسطیٰ اور بحیرہ روم ساحلی علاقوں کے ممالک کی تواریخ میں فونیقی قوم کو ایک خوش حال اور طاقت ور قوم کے طور پر لکھا گیا ہے۔ محققین کو اس نقطہ کو اچھی طرح نوٹ کرنا ہوگا کہ تاریخ عالم میں فونیقی قوم کو ایک مضبوط اور طاقت ور تاجر قوم کے یاد کیا گیا ہے۔

دوسری اہم بات محققین کے پیش نظر ہونی چاہیے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے صحائف میں شاہان صور کا ذکر موجود ہے۔ اور شاہان صور کے ذکر کے ساتھ روئے زمین کے بے مثال حکمران شاہ سلیمانؑ اور داؤدؑ خلیفۃ اللہ کے ساتھ اِن کے دوستانہ روابط کے مستند حوالے موجود ہیں۔

شاہانِ صور اور بنی اسرائیل

عہد نامہ قدیم ۲ سموئیل ب ۵ ۱۱ پر درج ہے:-

" اور صور کے بادشاہ حیرام نے ایلچیوں کو اور دیودار کی لکڑی بڑھیوں اور معماروں کو داؤدؑ کے پاس بھیجا۔ اور انھوں نے داؤدؑ کے لئے ایک محل بنایا اور داؤدؑ کو یقین ہوا کہ خداوند نے اُسے اسرائیل کا بادشاہ بنا کر

قیام بخشا۔ اور اُس نے اُس کی سلطنت کو اپنی قوم کی خاطر ممتاز کیا ہے۔"

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات جہاں صاف طور پر وا ہے کہ صُور حیرام بادشاہ تھا۔ چنانچہ اس کے فوری بعد اس کا ذکر آیا کہ اُس نے ایلچی بھیجے۔ عام طور پر ایک بادشاہ ہی بادشاہ کے پاس ایلچی روانہ کرتا ہے۔

ورثاء ذوالقرنین نے جو صور کے حکمران تھے۔ سب سے پہلے داؤد خلیفۃ اللہ کے مرتبہ ظاہری و باطنی کو سمجھا۔ جب ا بات پوری طرح ظاہر ہو گئی کہ حضرت داؤد خلیفۃ خدا کے بادشاہ بنائے گئے ہیں۔ تب انہوں نے خدا قدوس کے آ آگے سر تسلیم خم کر لیا اور حضرت سیدنا داؤد خلیفۃ اللہ کے عا اعلیٰ کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ اگرچہ کہ ورثاء ذوالقرنین کی وحکومت ہفت اقالیم پر محیط تھی۔ باوجود اس کے انھوں نے مقبوضات اوغیرا ور طرسیس حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کو نذر پیش کئے اور اس طرح دو عظیم طاقتوں کے درمیان د دوستانہ مراسم قائم ہوئے۔ ایک ماضی کی مقتدر اعلیٰ عالم تھی تو دوسری ایسی انعام یافتہ طاقت تھی۔ جو مستقبل میں عظیم کارنامے انجام دینے والی تھی۔

مقبوضات اوغیرا ور طرسیس کا حوالہ: نبیاء بنی اسرائیل مقدس صحائف میں موجود ہے۔ خود بنی اسرائیل کی تمام بات کی شاہد ہے کہ حضرت داؤد خلیفۃ اللہ اور شاہ سلی قبل کبھی بھی قوم بنی اسرائیل کی رسائی ان مقبوضات تک نہیں ہوئی

تاریخ اسرائیل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خود منقسم اسرائیلی ریاستوں میں سامریہ کے اسرائیلی حکمرانوں کو صدیوں تک ان مقبوضات کے محل وقوع کے بارے میں کچھ پتہ نہ تھا۔

چنانچہ کتاب اسلاطین ب ۲۲ ۴۸ میں لکھا ہے کہ

"یہوسفط نے ترسیس کے جہاز بنائے۔ تاکہ وہ اوفیر کو سونے کیلئے جائیں۔ پر وہ گئے نہیں کیونکہ وہ عصیون جابر ہی میں ٹوٹ گئے۔ تب اخی اب کے بیٹے اخزیاہ نے یہوسفط سے کہا۔ اپنے خادموں کے ساتھ میرے خادموں کو بھی جہازوں میں جانے دے پر یہوسفط راضی نہ ہوا۔ یہاں یہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہوسفط مملکت یہوداہ کا حکمران تھا۔ داؤد خلیفۃ اللہ اور شاہ سلیمانؑ کا وارث جبکہ اخی اب کا بیٹا سامریہ کا حکمران تھا۔ اس نے ریاست اسرائیل پر صرف دو سال حکومت کی۔

فونیقی تاجر مقبوضات اوفیر سے بہت بڑے پیمانے پر مختلف وسائل اور دیگر اشیاء تجارت بحرۂ روم کے ممالک کی منڈیوں میں پہنچاتے تھے اور خوب فائدہ اٹھاتے تھے۔ سامریہ کا حکمران کسی طرح دیار ڈاکمر مقبوضات اوفیر تک رسائی اور یہاں کی دولت پر قبضہ چاہتا تھا۔ باوجود انتہائی مشکل سیاسی حالات کے شاہ یہوداہ یہوسفط اس بھید سے سامریہ کے حکمرانوں کو واقف کروانے پر راضی نہ ہوا۔

جہاں تک اوفیر اور ترسیس کے مقبوضات کو شاہ صور کے نذر کرنے کا پس منظر تھا، وہ یہ شہر صور سرزمین فلسطین سے ہزاروں میل دور تھا۔ لیکن شہر صور یا با الفاظ دیگر صور کے مفادات مملکت فلسطین کے اطراف کی تمام ریاستوں میں موجود تھے۔ یہ تمام ریاستیں صور کے مقبوضات تھے۔

مملکت داؤدی کا از خود فطری پھیلاؤ ایک لاز
سمجھا گیا۔ جسکے منفی اثرات والی صور کے اِس علاقے کے م
پر پڑھتے اور یہ تمام علاقے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے والی صور کی امار
نِکل جاتے ونیز مملکت داؤدی کے پھیلاؤ کے نتیجے میں آفریقہ
شمالی آفریقہ اور بحرہ روم کے سواحلی علاقے کی تجارت پر بھی
صور کے مفادات کے خلاف اثرات مرتب ہوتے۔
چنانچہ والی صور نے کمال دانشمندی کے ساتھ اقبال داؤد
ساتھ سمجھوتہ کرلیا اور مملکت داؤدیہ کی مستقبل کی ضرورتو
کرنے کے لیے اپنے خوشحال وذرخیز مقبوضات ادنیرا
کو بطور نذر کے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کے حضور میں قبل ا
کر دیئے۔

اِس اچانک دوستی اور تعاون کے بڑے خوش گوار
مرتب ہوئے۔ صدیوں تک دو برگزیدہ حکمران گھرانوں میں
تعلقات باقی رہتے۔ ونیز شاہ صور کے خصوصیات اِس علا
پوری طرح محفوظ رہے۔ مصر کے حکمرانوں اور بحرہ روم کی
منڈیوں پر اسکے دوررس نتائج مرتب ہوئے۔ اِس علا
شاہ صور کے عالمی دنیا کے لئے پیدا ہونے والا خطرہ ہمیشہ ہمیش
ختم ہو گیا۔
اول اول مصر کے فرعونوں نے مقبوضات ادنیرہ پہ اپنی نظ
رکھیں۔ لیکن اپنی کمزور بحری طاقت اور مغربی ایشیا کی
کے پیچیدہ حکمت عملیوں کی وجہ سے فرعانان مصر ہمیشہ مقبو
کی طرف پیش قدمی سے باز رہتے ایسے کسی اقدام کے

عواقب ونتائج کا انھیں پورا پورا علم تھا۔

اب قارئین بتدریج اس بات سے واقف ہوتے جا رہے ہوں گے کہ فونیقی شہر صور درحقیقت بلاد ہند ہی کا شہر صور تھا۔ فونیقی ہندوستانی نژاد رومی تاجر تھے۔ جو سواحل بحرہ روم کے تمام ممالک سے تجارت کرتے تھے۔ ان کا راست تعلق بلاد ہند میں شہر صور سے تھے جیسا کہ حزقی ایل نبی کا صحیفہ بتلاتا ہے۔ سیعیاہ نبی ب ۲۳ کے۔

کس نے یہ منصوبہ صور کے خلاف باندھا تھا جو تاج بخش ہے۔ جس کے سوداگر امراء اور جس کے بیوپاری دنیا بھر کے عزت دار ہیں آگے کے بیان میں اس حوالے پر مزید روشنی پڑھے گی۔

فونیقی تاجروں کی عمدہ۔ بحری طاقت عالمی رابطہ اور تجارت میں ممد و معاون تھی۔ جس کی سرپرستی شاہان صور کرتے تھے۔

شاہان صور کی حیثیت۔ شاہان بنی اسرائیل کے ساتھ ایک ہم عصر اور برابر کے درجے کے حکمران کی سی تھی جبکہ فونیقی صرف تاجر تھے۔ اگر شہر صور کا محل وقوع بلاد شام یا فلسطین یا لبنان یا اسکے گرد و نواح میں ہوتا تو یقیناً حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور یوشع و کالوت کے زمانے میں ہونے والے معرکوں میں کہیں نہ کہیں ان کا ذکر موجود ہوتا۔ جبکہ کسی تاریخی کتاب میں شاہان صور اور بنی اسرائیل کے تعلقات کا ذکر نہیں ہے۔ جو کچھ شاہان صور کا ذکر ہے وہ پہلی بار شاہ صور حیرام کے حضرت داؤد علیہ السلام کے نام مراسلت ہی سے ہوتا ہے۔ جو سموئیل نبی کی کتاب میں درج ہے۔

انبیاء بنی اسرائیل اور شہر صُور

بنی اسرائیل کی تمام کتب میں یہ بات خاص طور پر تا
ہے کہ جب شاہان یہوواہ (یروشلم) کا ذکر آتا ہے۔ وہاں ا
ذکر کے ساتھ اُن کتب میں اُن کے لئے لفظ بادشاہ استعمال ہوا۔
ایسا ہی شاہانِ صور کے ساتھ لفظ بادشاہ استعمال ہوا ہے۔ ا
صاف طور پر یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ یہ شاہان صور
طور پر مشرق وسطیٰ کے کسی علاقے کے حکمران نہیں تھے بلکہ یہ شا
صور بلادِ ہند کے جلیل القدر حکمران تھے۔ جو شاہان یہوواہ دوست
اگر ہم یسعیاہ نبی کی پیش گوئی پر غور کریں تو ہم کو اُس زمانے
احوال کا بڑی حد تک پتہ چلتا ہے۔ یسعیاہ نبی نے جس طرح
کو مخاطب کیا اور اس کے حق میں بددعا کی اور اُس کے بعد حزقی
نبی نے جس عمدہ پیرائے میں شہر صور کے محل وقوع اُس کے تمد
اور اس کے عظمت رفتہ کے احوال بیان کئے۔ اِن کا اطلا
صرف بلادِ ہند کے شہر صور ہی پر ممکن ہے۔ تمام محققین اور
مورخین ملکر بھی اس بات کی مشترکہ کوششیں کریں گے۔ حزقی ا
نبی کے اور یسعیاہ نبی کے بیان کردہ احوال شہر صور کے محل وقو
اور اُس کے مرتبے سے متعلق احوال کو جو تاریخ کی بہت بڑی سند
حیثیت رکھتے ہیں۔ مغربی اشیاء کے کسی شہر پہ انطباق کریں
وہ شاید ہی وہ ایسا کر پائیں۔ بلکہ انھیں سخت ناکامی کا سامنا کرنا ہو گا
حزقی ایل نبی نے جس اعلیٰ وارفع پیمانے پر شہر صور کا تجزیہ پیش
کیا اور جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک انتہائی جامع تقریر میں

مشہور صور کے محل وقوع اور اُس تاریخی و سیاسی سماجی اور معاشی معاملات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ زبان و ادب کا انمول شہہ کار ہے اور آج کے محققین کے لئے مشعل راہ۔

یسعیاہ نبی اور صور کے متعلق پیش گوئی

یسعیاہ نبی صور کے بابت بار نبوت ب ۲۳ ۱

اے طرسیس کے جہازو واویلا کرو۔ کیونکہ وہ اُجڑ گیا۔ وہاں کوئی گھر اور کوئی داخل ہونے کی جگہ نہیں۔ کتیم کی سرزمین سے اُنکو یہ خبر پہنچی۔ اے ساحل کے باشندو جنکو صیدانی سوداگروں نے جو سمندر کے پار آتے جاتے ہیں مالا مال کر دیا۔ خاموش رہو سمندر کے پار سیحور کا غلہ اور وادئ نیل کی فصل اُس کی آمدنی تھی۔ سو وہ قوموں کی تجارت گاہ بنا۔

یسعیاہ نبی ب ۲۳ ۵

جب اہل مصر کو یہ خبر پہنچگئی تو وہ صور کی خبر سے سب غمگین ہوں گے اے ساحل کے باشندو تم نالہ زار روتے ہوئے طرسیس کو چلے جاؤ۔ کیا یہ تمھاری شادماں لبتی ہے۔ جس کی ہستی قدیم ہے۔ اُس کے پاؤں اُسے دُور دور لے جاتے کہ پردیس میں رہے۔ کس نے یہ منصوبہ صور کے خلاف باندھا جو تاج بخش ہے۔ جس کے سوداگر امرا اور جس کے بیوپاری دنیا بھر کے عزت دار ہیں۔

اے طرسیس کے جہازو۔ واویلا کرو۔ کیونکہ تمہارا قلعہ اجاڑا گیا اس وقت یوں ہوگا کہ صور کسی بادشاہ کے ایام کے مطابق ستر برس فراموش ہو جائے گا۔

یسعیاہ نبی آگے یوں بیان فرماتے ہیں۔

اس کے بعد یوں ہوگا کہ خداوند صور کی خبر لے گا۔

ب ۲۳ ۱۸ یسعیاہ نبی۔

" لیکن اُس کی تجارت اور اُس کی اُجرت خداوند کے ہوگی اور اُس کا مال نہ ذخیرہ کیا جائے گا اور نہ جمع رہیگا۔ بلکہ تجارت کا حاصل اُن کے لیئے ہوگا، جو خداوند کے حضور رہتے ہیں اور نفیس پوشاکیں پہنیں۔

یسعیاہ نبی کے کلام کا تاریخی پس منظر بڑا دلچسپ (دو معنی) ہے کلام سے چند اہم باتوں پر روشنی پڑھتی ہے۔

شاہ صُور کا مرتبہ

پہلی بات یہ ہے کہ شہر صور قوموں کی تجارت گاہ تھا۔ جد مالیہ عرصے میں دولت مشترکہ کے تمام ممالک کے لئے شہر لن بڑی تجارت گاہ تھی۔

یسعیاہ نبی کا اُسکو تاج بخش قرار دینا۔ تاریخ کا کوئی معمو نہیں ہے۔ اُس کے ساتھ ایک عظیم تاریخی پس منظر پر روشنی ہے۔ یہاں پر بلواسطہ طور پر شاہانِ صور یعنی ورشاہ ذوالقرنیو شاندار ماضی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ شاہان صور کتنے عا تھے کہ وہ دوسروں کو امارتیں اور ریاستیں عطا کرتے تھے۔ و نیز ساتھ ہی فوری طور پر شاہان صور کے ساتھ شہر صور کے عوا بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ شہر صور کے سوداگر و شان وشوکت دوسرے علاقوں کے امراؤں کی شان وشو

برابر تھی۔

شہر صور کے سوداگروں کو دوسرے ممالک کے امراؤں کے مماثل قرار دینا۔ یہ بات بذاتِ خود شہر صور کے بے پناہ تمول کے اظہار کے لئے تھی۔ونیز سبعیاہ نبی نے شہر صور کے بیوپاریوں کو دنیا بھر کے عزت دار قرار دیا تھا۔

یہ تمام باتیں ایک برگزیدہ ہستی کی طرف سے بیان ہونا بذاتِ خود ایک تاریخی سند ہے۔ جو شہر صور کی عظمت رفتہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شہر صور ایک بہت بڑا بین الاقوامی سیاسی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ عالم گیر تجارتی مرکز بھی تھا۔

مندرجہ بالا تاریخی پس منظر میں شہر صور کا محل وقوع قطعی طور پر حضرت داؤد علیہ السلام اور شاہ سلیمان علیہ السلام کے شہر یروشلم (بیت المقدس) کے اطراف واکناف میں ممکن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں دو عظیم سیاسی مرکزوں کا ایک ہی جغرافیائی خطہ میں ہونا قطعی طور پر ممکن نہیں۔

اگر ایسا ہوتا یعنی شہر صور کا محل وقوع شام یا لبنان کے کسی خطے میں واقع ہوتا تو یقینی طور پہ دو عظیم دولتوں میں ٹکراؤ یا تصادم جنگ وجدال یقینی طور جاری رہتا۔ جب کہ تاریخی طور پہ کوئی ایسا ریکارڈ نہیں پایا گیا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں اور دولت صور میں کبھی کوئی جنگ وجدال یا کم از کم باہمی نزاع ہی پیدا ہوا ہو۔

ایسے کسی ریکارڈ کا دو عظیم سیاسی مرکزوں کے درمیان پایا نہ

جانا صرف اِس لئے تھا۔ بنی اسرائیل کی مملکتوں اور دولت
درمیان میں بے پناہ جغرافیائی فاصلہ تھا یعنی یروشلم سے چھ
کلومیٹر سے بھی زیادہ۔ بحری و برّی فاصلہ دونوں مملکتوں کے مست
کے درمیان تھا۔ یہ عظیم فاصلہ دونوں مملکتوں کے درمیان پُرامن
باہم کا بھی ایک وسیلہ تھا۔

حزقی ایل نبی اور شہر صُور

تاریخی طور پر صرف ایک ریکارڈ ایسا ہے جو مشرق وس
کے کسی حکمران کا دولت صور پر حملے کا مستند مواد فراہم کرتا ہو
اور یہ مستند ریکارڈ حزقی ایل نبی کا صحیفہ ہے۔
جس کے باب ۲۶ 7 پر درج ہے:۔
"خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں شاہ بابل بنوکدنضر
(بخت نصر) کو جو شہنشاہ ہے گھوڑوں، رتھوں اور سواروں ا
فوجوں اور بہت سے لوگوں کے انبوہ کے ساتھ شمال سے صور
چڑھا لاؤنگا۔"
باب ۲۹ ۱۰ پر درج ہے:۔
اے آدم زاد شاہ بابل بنوکدنضر نے اپنی فوج سے صور کی
مخالفت میں بڑی خدمت کروائی۔ ہر ایک سر بے بال ہو گیا او
ہر ایک کندھا چھل گیا۔ پر نہ اُس نے اور نہ اُس کے لشکر نے صور سے
اِس خدمت کے واسطے جو اُس نے اُس کی مخالفت میں کی تھی کچھ اجرت
اس صحیفے میں شمال سے صور پر چڑھا لاؤنگا۔ یہ جملہ بڑا معنی خیز
شہر صور جو بلاد ہند میں ہی واقع تھا۔ شہر بابل جو بخت نصر کا

مستقر تھا۔ عین اس کے شمال میں ہی واقع تھا اور صرف شمالی سمت ہی سے شاہ بابل بخت نصر شہر صور پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ چنانچہ:۔

حزقی ایل نبی کا یہ صحیفہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے۔ ب۲۷ میں ہے کہ:۔

پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد تو صور پر نوحہ شروع کر اور صور سے کہہ تجھے جس نے سمندر کے مدخل میں جگہ پائی اور بہت سے بحری ممالک کے لوگوں کی تجارت گاہ ہے۔

حزقی ایل نبی نے نہایت واضح طور پر شہر صور کے محل وقوع کے بارے میں بیان کر دیا کہ "اور صور سے کہہ جس نے سمندر کے مدخل میں جگہ پائی۔ بہت سے بحری ممالک کے لوگوں کی تجارت گاہ ہے"۔

یہاں پر بحری ممالک سے مراد مانسونی خطہ ارض کے ممالک مراد ہیں جو عام طور پر کثرت بارش والے علاقے ہیں جو بحرۂ عرب بحر ہند۔ خلیج بنگال اور بحر الکاہل کے سمندروں کے اطراف کے ممالک ہیں و نیز سب سے پہلے شہر صور کی طرف اشارہ ہے یعنی صور سے کہہ جس نے سمندر کے مدخل میں جگہ پائی۔ ان الفاظ سے مراد یہ ہے کہ شہر صور ایسا شہر ہے۔ جو مانسونی خطہ ارض کے سب سے پہلے ملک یعنی ہند میں واقع ہے۔ مشرق وسطیٰ کے تمام باشندوں کے لیے بحری ممالک یعنی مانسونی خطہ ارض کے ممالک میں سب سے پہلا ملک ہند ہی ہے۔

جس طرح عصر جدید میں آزاد دنیا یا مغربی ممالک کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور ان ممالک کے باشندے باقی دنیا کو مشرق،

غریب (مشرقی یوروپی ممالک مشرق وسطیٰ (مغربی ایشیا۔ دعر
ممالک) یا مشرق بعید (انڈونیشیا، ملائشیا۔ برما۔ تھائی لینڈ و
کے ممالک سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی طرح بحری ممالک کی ا
بھی اسرائیل ماضی بعید میں ماتسونی خطہ ارض کے ممالک کے
کے لئے استعمال کرتے تھے۔

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شہر صور بحر
کی تجارت گاہ تھا جیسے کہ شہر لندن دولت مشترکہ کے مما
کے لئے سب سے بڑی تجارت گاہ تھا۔

شہر صور اور بابل کا بنوکد نصر بخت نصر

جہاں تک حزقیل نبی کے دوسرے حوالے کا تعلق ہے۔
اس بات کا غمازی ہے کہ شاہ بابل شہر صور کو فتح کرنے میں قا
ناکام رہا۔ اگرچہ یہ پہلی پیشن گوئی کو پورا کرنے والا ہے۔ یعنی
شاہ بابل کو شمال سے صور پر چڑھا لاؤں گا۔ یہاں پر یہ نقطہ
اہم ہے کہ شاہ بابل بخت نصر وہ حکمران تھا جس نے مشرق
کے تمام حکمرانوں سے اپنی طاقت کا لوہا منوا لیا تھا۔

بیت المقدس جو بنی اسرائیل کا چار سو سال سے سیا
مرکز تھا۔ بابل کے بخت نصر کے ہاتھوں فتح ہو چکا تھا۔ یاد
اس کے شاہ بابل کا شہر صور کو فتح کرنے میں ناکام رہنا۔
بات کی مضبوط دلیل ہے کہ ضرور شہر صور مشرق وسطیٰ کے مما
میں سے نہ تھا۔ جس کے تمام علاقے وہ فتح کر چکا تھا۔ ق
صور کی مہم میں شاہ بابل نے سخت مصائب والالام برداشت

بیان کیا گیا ہے کہ بنوکدنصر نے اپنی فوج سے صور کی مخالفت میں بڑی خدمت کروائی۔ ہر ایک سر بے بال ہو گیا اور ہر ایک کندھا چھل گیا۔ پر اُس نے اور نہ اُس کے لشکر نے صور سے اِس خدمت کے واسطے جو اُس نے اُس کی مخالفت میں کی تھی کچھ پایا۔ اگر فونیقوں کے شہر صور کو مغربی ایشیا کا ایک شہر تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات بالکل مشتبہ ہو جاتی ہے کہ شاہ بابل پورے مشرق وسطیٰ کا حکمران تھا۔ کیونکہ مغربی ایشیاء ہی میں اگر شہر صور ایک آزاد سیاسی طاقت تھا تو دونوں حکمرانوں کی باہمی آویزش مستقبل میں بھی جاری رہتی جبکہ شاہ بابل بخت نصر کے بعد اُس کے ورثاء یعنی کلدانیوں کا شہان صور سے مغربی ایشیا ہی میں متصادم ہونا لازمی امر ہو جاتا ہے۔

تاریخی طور پر وارث بخت نصر بیلشفر سے دارا مادی نے تخت و تاج چھین لیا اور ساری مملکت میں ۱۲۰ ناظم مقرر کئے۔ ان ۱۲۰ ناظموں پر تین وزیر مقرر کئے۔ جن میں سے ایک دانیال نبی بھی تھے۔ اس تاریخی واقعہ کا اپنا ایک جداگانہ تاریخی پس منظر ہے۔ یہاں پر اس سے متعلق بحث طوالت کا باعث ہو گئی۔ سوائے اس ایک واقعہ کے جو بڑا فیصلہ کن بھی تھا۔ اور کوئی واقعہ ایسا نہیں جس میں شاہان بابل نے دوسرے حکمرانوں سے آویزش جاری رکھی ہو۔

کے خسرو سائرس اعظم اور شہر صور

مشرق وسطیٰ کی تاریخ کے دوسرے جلیل القدر حکمران سائرس اعظم

کا مقابلہ اس کی اپنی تمام تر زندگی میں کبھی بھی شاہان صور سے
شاہ بابل بخت ونصر کے صرف نوے برس بعد سائرس ا
خسرو کو شہر صور کا پتہ نہ چلتا۔ ایسا ممکن نہ تھا۔

درحقیقت شہر صور بلاد ہند میں تھا۔ جبکہ سائرس اع
خسرو نے بلاد ہند میں صرف دریائے سندھ تک ہی پیـ
کی۔ کیونکہ سائرس اعظم اپنی دانست میں حضرت ذوال
کے مغرب الشمس تک پہنچ چکا تھا۔ بلاد ہند میں دریا
کے طاس کے قریب سے شروع ہونے والا کالی مٹی کا وسیع و
بلٹ جو سوراشٹرا اور مہاراشٹرا کا کالی مٹی کا علاقہ ہے اور
روئے زمین کا سب سے زرخیز کالی مٹی کا بلیٹ ہے۔ س
اعظم کے خسرو کے لئے اتمام حجت کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ سا
نے دریائے سندھ کے عین وسط میں چکنی مٹی کو کاٹ کر
شہر مہنجو دارو کی تسخیر ہی پر اکتفا کیا اور وہیں سے وہ واپـ
گیا۔ سائرس اعظم کے لئے بلاد ہند میں شہر مہنجو دارو کی تسخیر اتنی
دشوار تر تھی۔ جتنی شہر بابل کی تسخیر سائرس اعظم نے یہاں
وہی حکمت عملی اختیار کی تھی۔ جو اس نے شہر بابل کو فتح کر
کے لئے اختیار کی تھی۔ یہاں پر بھی سائرس اعظم نے دریائے
کا رخ موڑ کر اس شہر کو فتح کیا اور اس زمانے سے آج تک
شہر مہنجو دارو دریائے سندھ کے مغربی حصہ سے خشکی کے
ذریعہ ملا ہوا ہے۔ ابتدا میں شہر مہنجو دارو دریائے سندھ
عین وسط میں آباد تھا۔ دریائے سندھ اس کے اطراف
بہتا تھا۔ جیسا کہ حالیہ عرصے میں محققین نے شہر مہنجو دارو

مغرب میں بھی دریائے سندھ کے ہزاروں سال تک بہتے
رہنے کے آثار دریافت کئے گئے ہیں۔

زمانے قدیم میں دریائے سندھ کا مرکزی دھارا شہر مہنجو دارو
کے مغربی سمت میں ہی بہتا تھا۔ دریائے سندھ کا مشرقی دھارا
جو آج تک موجود ہے۔ دریا کی چکنی لال مٹی کو کاٹ کر بنایا
گیا تھا۔ اس طرح ابتداء میں یہ شہر چاروں طرف سے دریائے
سندھ سے محصور تھا۔

ماضی بعید میں شہر مہنجو دارو شاہان صور کا ایک عظیم تجارتی
مرکز تھا۔ جس طرح ریاست متحدہ امریکہ کا صدر مقام واشنگٹن اور
ریاست امریکہ کا اعظم مالی مرکز شہر نیویارک ہے۔ جو آج بھی دنیا کی آدھی سے
زیادہ تجارت پر اپنے اثرات مرتب کرتا۔ اسی طرح شہر مہنجو دارو شاہان صور
کے معاشی یا مالی مرکز کے طور پر کام کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی عمارتوں میں
غیر معمولی سادگی پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ جرمن پروفیسر جانسن (جنہیں نشان
پاکستان کے اعزاز سے نوازا گیا) نے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ
یہ ایک جداگانہ شہری تہذیب کا مرکز تھا۔ اگر واقعی ایسا ہوتا تو ضرور
یہاں کے حکمران اپنی عمارتوں میں شان و شوکت اور اپنے جاہ و جلال کو
ظاہر کرنے کی کوشش کرتے۔ ایسا کرنا سیاسی مقاصد کے لئے بھی
کارآمد ہوتا۔ میں نے پروفیسر مذکور کے روبرو سالار جنگ میوزیم لائبریری
ہال میں۔ پروفیسر کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش
کی تہذیب سندھ۔ تہذیب ہند ہی کا ایک حصہ تھی جو شاہان صور کے
ماتحت تھی۔ میں نے پروفیسر کے سامنے رکھا کہ ہڑپہ اور مہنجو دارو ہندوستانی
نام ہیں۔ ماضی میں اہل ہند اپنے شہروں، قصبوں اور چھوٹے چھوٹے مقام

مقام کے نام جنگلوں پہاڑوں اور کوہستانوں کے نام بھی بڑ
رکھتے۔ مثلاً ماضی بعید کے مشہور و معروف شہروں کے نامور
پاٹلی پترا کی خصوصیت پر غور کیا جائے تو اس میں ایک اہم
پر روشنی پڑھتی ہے۔ لفظ ترو پتی دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔
ترو سے مراد مشرق ہے اور پتی سے مراد مالک یعنی اس لفظ
مالکِ مشرق ہوتے ہیں۔ اس طرح پاٹلی پترا کے معنی ہیں۔ پاتال
کہتے ہیں پترا۔ بیٹے کو معنی ہوئے سمندر کا بیٹا۔ اس طرح معنی
ایسا مقام جو دریا کے بیچ میں ہو۔ جو دریا سے گھرا ہوا ہو۔ بڑا
ہم وزن ہند میں آج تک بھی ایک شہر کراپہ کے نام سے آندھ
میں موجود ہے۔ الغرض وادی سندھ کی تہذیب بلاد ہندھی کی
تہذیب کا ایک جز تھی۔ لیکن چونکہ اس عالم گیر تہذیب کا علم
اس وجہ سے یہ غلط نظریہ پروان چڑھا کہ وادی سندھ کی تہذ
شاہان ایران کی تسخیر سندھ کے بعد شہر منجو دارو کا تعلق
سے ختم ہو گیا اور نتیجتاً رفتہ رفتہ یہ شہر اپنی اقتصادی اور مو
گنوا بیٹھا رفتہ رفتہ برباد ہو گیا۔ یہ شہر اس وقت تک اور یہ شہ
وقت تک شاہان ایران کی گرفت میں رہا۔ جب تک کے
یونانی نے شہنشاہ ایران دارائے سوم کو شکست نہ دے دی
یہ شہر ہند و یونان کی مشترکہ حکمت عملی کے تحت پھر سے بلاد
وابسطہ ہوا۔ لیکن ماضی کی عظمت اور معاشی خوش حاصل
کیونکہ پے در پے عالمی سیاست میں ہونے والی تبدیلیاں خود بلا
کی معاشی خوش حالی پر بہت خراب اثرات مرتب کر چکے تھے
وادی سندھ میں شہر ملتان زمانہ دراز تک ایک اہم تجارتی مر

شاہانِ صور کے لئے شہر کابل شمال مغربی ہند میں ایک اہم فوجی چھاؤنی کا رول انجام دیتا رہا۔

شاہ صور حیرام کو شاہ سلیمان علیہ السلام نے اسکی خصوصی خدمات اور تعاون اشتراک کے عوض یہ علاقہ واپس عطا فرمایا تھا۔

جیسا کہ کتاب سلاطین اوّل میں لکھا ہے۔

اور بیس برس کے بعد سلیمانؑ نے وہ دونوں گھر یعنی خداوند کا گھر اور شاہی محل بنائے۔ ایسا ہوا کہ چونکہ صور کے بادشاہ حیرام نے سلیمانؑ کے لئے دیودار کی اور صنوبر کی لکڑی اور سونا اُس کی مرضی کے مطابق مہیا کئے تھے۔ اسلئے سلیمانؑ بادشاہ نے گلیل کے ملک میں (۲۰) بیس شہر حیرام کو دیئے اور حیرام نے اُن شہروں کو جو سلیمانؑ نے اسکو دیتے تھے۔ دیکھنے کے لئے صور سے نکلا۔ پھر وہ اُسے پسند نہ آئے سو اس نے کہا۔ اے میرے بھائی یہ کیا شہر ہیں۔ جو تو نے مجھے دیئے اور اُس نے اُن کا نام کابل رکھا۔ جو آج تک چلا آرہا ہے (یہاں بر گلیل سے صرف خاص کا علاقہ مراد ہے) اُس زمانے سے شاہ صور کے لئے شہر کابل برصغیر کے دفاع کیلئے ایک اہم فوجی چھاؤنی بنا دیا۔ اور شہر ہنجودارو ایک اہم معاشی مالی و تجارتی مرکز۔

جیسا کہ حالیہ عرصے میں شہر ہنجوداروں کی کھدوائیوں کے دوران برآمد ہونے والے آثار اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شہر دنیا کے اور شہروں کے برخلاف بڑی عمدگی کے ساتھ پہلے سے تیار کئے گئے منصوبہ کے مُطابق ایک خاص مقصد اور ارادے کے ساتھ عین وسط دریا میں بنایا گیا تھا یہ شاہان صور کا خاص مالی مرکز تھا۔

شہر کی تمام عمارتیں بھی عمدہ دریائی مٹی کے ٹیلے کے عین وسط میں

منظم طریقہ سے پہلے بنائے گئے منصوبے کے تحت بنوائی گ
شہری رابطہ اور شہروں کی طرح کھلے میدانوں سے قطعی نہ
عمارتوں کی تعمیر ایک مخصوص دائرے میں منصوبے بند طریقہ سے
کے ساتھ کی گئیں تھیں جیسا کہ حالیہ عرصے میں ریاست متحد
فورٹ فاکس میں روئے زمین کے سب سے بڑے سونے کے ذ
تقریباً ایسے ہی مقاصد کے لئے یہ شہر منصوبہ بندی کے ساتھ تع
ماہرین آثار قدیمہ آج تک بھی شہر موہنجو دارو میں بنوائے گئے پا
کنوؤں کا معمہ حل نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ پکی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے
کنویں تھے۔ کیونکہ وہ اس بات پر متفق نہ تھے کہ سہارے کا سا
منصوبہ بند تھا۔ اس لئے ان پانی کے کنوؤں میں استعمال کی گئی اینٹوں
بھید سے واقف نہ ہو سکے۔ یہ ایک خاص قسم کی ٹیکنک تھی ج
ہی سے بنائے گئے کنوؤں میں ممکن تھی۔ کنویں بنانے کی یہ ٹکنی
شہر صور میں ورنہ ذوالقرنین کے زمانے میں بنائے گئے۔ اُس مص
میں تعمیر کردہ پانی کے جھیل نما کنویں میں بھی استعمال کی گئی تھی۔ یعنی انھو
منصوبہ بند طریقہ پر اس کوہ رفیع الشان کے عین وسط میں ایک و
کنواں جو ایک چھوٹی سی جھیل نما کنواں ہے۔ استعمال کی ہے۔ جو آج تک
بھی محفوظ ہے۔

یہ کنواں سطح زمین سے کئی سو فٹ بلند کوہ پر پورے کا پورا صح
و سالم موجود ہے اور شدید سے شدید موسم گرما یا خشک سالی کے
موسم میں بھی صحت بخش میٹھے پانی سے بھرپور رہتا ہے۔ موہنجو دارو کے
کنوؤں کے برخلاف یہ کنواں غیر تراشیدہ پتھروں اور ان کے اطر
چکنی مٹی دے کر بنایا گیا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سطح مر

کئی سو فٹ بلندی پر ایک کوہ رفیع الشان پر مٹی کو کھود کر بنایا گیا ہے۔
جبکہ سارا کوہ ایک انتہائی جامع منصوبہ بندی کے ساتھ بنایا گیا۔
منصوعی کوہ ہے جس کا نام کیلا پربت ہے جو تعمیر کنندہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یہاں پر اپنی شخصی دلچسپی سے ایک دلچسپ نوٹ لکھ رہا ہوں
جس کا تعلق اس تحقیق سے نہیں ہے۔ وہ بلکہ تاریک سے تاریک
رات میں بھی جب میں نے اس کوہ کا مشاہدہ کیا تو مجھے ایک ہلکی سی چادر
روشنی کی اس کوہ پر محسوس ہوتی تھی۔ جو میرے لئے ایک دلچسپ
معمہ سے کم نہ تھی ---- گذشتہ سال دامن کوہ سے قریب پائی جانے والی
شاید روئے زمین کی ایک نادر اور بے مثال تصویر غائب ہو گئی۔ یہ تصویر
ایک چار میٹر سے زائد بلند اور ۲ میٹر سے چوڑی چٹان پر منقش تھی
جو پورے ایک سین پر مشتمل تھی۔

تصویر میں آسمان کی منظر کشی کی گئی تھی جس میں بادل اُڑ رہے ہوں
اور سورج کی کرنیں ان اُڑتے ہوئے بادلوں میں سے منعکس ہو رہی ہوں
یہاں پر تصویر میں سورج کی شبیہ نہیں تھی۔ صرف بادلوں میں سے سورج
کی کرنوں کے گذرنے سے بادلوں میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اُس کو
تبلایا گیا تھا۔ پورا ماحول منور تھا اور اس تمام بادلوں سے بھرے آسمانوں کو
ایک بندر نما جانور اپنے سر کے آگے اپنے ہاتھ کو رکھ کر بڑی گہرائی و گیرائی کے
ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے تبلایا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی نگہبان
کسی چیز کی نگہبانی کر رہا ہو۔ اس بندر نما جانور کے تمام جسم پر برف کی
طرح سفید بال دکھلائے گئے۔ یہاں پر اس بات کا تذکرہ دلچسپ ہو گا کہ
یہ بندر نما جانور کی تصویر بلاد ہند کی جانی پہچانی صورت ہنومان جی کی
مورتی سے قطعی مختلف تھی۔ ہنومان جی کے بال کیسری رنگ کے

بتلائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مورتی کے ساتھ اور
باتوں کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ یہ سب باتیں اس تصویر میں
ایک ہی چٹان پر ایسی عمدہ منظر کشی میں نے اپنی زندگی میں
مقام پر نہیں دیکھی۔ وہ چٹان کیسی عمدہ چٹان ہوگی جس میں بغیر
آمیزی کے اِن تمام باتوں کو ظاہر کیا گیا تھا۔ چٹان کا نچلا حصہ
۲ میٹر بلندی تک بالکل عام چٹانوں جیسا تھا۔ صرف چٹان
حصہ میں منظم طریقہ پر ایک مستطیل کی شکل میں اس تصویر کو
تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شہر صور کے سنگ تراش اپنے فن
کمال رکھتے تھے۔ اِن کی پتھروں کی پہچان بام عروج پر تھی۔ شاید
نام بجرنگ بلی ہو۔ کیونکہ اس بندر نما جانور کا جسم چمکدار سفید ہیرے
مانند ہی تھا۔ بجرنگ بلی کے معنی بھی سفید شفاف ہیرے کے بدا
یا رنگ والا ہی ہوتے ہیں اور شاید ہنومان اور بجرنگ بلی بھی
علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہوں۔ جس طرح خورشید اور مہر دو
علیحدہ دیوتا سمجھے جاتے ہیں پر انھوں نے ایک انتہائی چھو
سے پتھر سے سہارا دیکر ایک مہیب چٹان کو روک رکھا ہے۔ آتنی
چٹان کا سارا وزن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس چھوٹے سے پتھ
ہے۔ لیکن ہزاروں سال سے آج تک یہ پتھر اس پوری چٹان کا
اُٹھائے ہوئے ہے۔ یہ چھوٹا سا پتھر اور وہ مہیب چٹان آ
محفوظ ہے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے چلنا ہے کہ الھیل یا اس سے کچھ عر
یہ تصویر اچانک غائب ہو گئی ہے۔ اتنی بڑی چٹان پر کندہ اس نا
تصویر کا اچانک لاپتہ ہو جانا باعث حیرت ہے۔ شاید آپ یقین

جوں ہی مجھے اس بات کا پتہ چلا اپنے مقام پر تصویر نہیں ہے۔ میں نے
قرب و جوار میں اُس کو تلاش کرنے کی کوشش کی جس مقام پر
یہ تصویر ہمیشہ سے موجود رہتی تھی۔ مجھے اِسکا ٹھیک سے اندازہ تھا۔
اس مقام پر توڑ پھوڑ کے کوئی آثار نہ تھے۔ مقامی افراد سے دریافت
کرکے وہ بھی کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے پائے۔ تصویر کے
غائب ہو جانے کا انھیں بھی افسوس تھا۔

کاش یہ تصویر مٹائی نہ جاتی اور اپنے ہی مقام پر موجود رہتی تو
تحقیقی کام کرنے والوں کیلئے یہ نادر الوجود تصویر ایک عمدہ دلیل ثابت ہوتی
کیونکہ تصویر کا اعلیٰ ترین معیار بذات خود ایک متمدن تہذیب کا گواہ بن
جاتا۔ الغرض یہ سب میرے شخصی مشاہدات تھے اس سے آپ کا
اتفاق کرنا ضروری نہیں۔ میں اپنی حیرت کو چھپا نہ سکا۔

اہل صور کے ماہر سنگ تراشوں کی صلاحیتوں کی خبر وہ چٹانیں
بھی دیتی ہیں جو شہر صور کے راستوں پر پائی گئی ہیں۔ شہر صور کے شمالی
راستوں پر تھوڑے تھوڑے فاصلوں پہ اونچے پہاڑی ٹیلوں پر
ایک خاص قسم کی چٹانیں نشان راہ کے طور پر بلندی رکھی ہوئی ہیں۔
جنکا صرف ایک ہی رُخ زرد رنگ کا نظر آتا ہے اور باقی کے
تینوں رُخ عام پتھروں کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ زرد رنگ کی چٹانیں
تھوڑے فاصلے پہ اونچے پہاڑی ٹیلوں پہ ایک خاص قسم کی
چٹانیں نشان راہ کے طور پہ بلندی پر رکھی ہوئی ہیں۔ جنکا صرف
ایک ہی رُخ زرد رنگ کا نظر آتا ہے اور باقی کے تینوں رُخ عام
پتھروں کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ زرد رنگ کی چٹانیں تھوڑے
تھوڑے فاصلے سے منزل بہ منزل شہر صور کی طرف چلنے والے

راستوں پر ایسی بلندی پر جو نیٹ دور سے نظر آ سکتی ہو
ہوتی ہیں جنکا ایک ہی رُخ زرد رنگ کا پایا گیا ہے۔
اگر آپ جانب شمال سے شہر صور کی طرف جا رہے ہ
تمام منزلوں پر ایسی چٹانیں نشان راہ کے طور پر موجود ہی
اُن کا صرف شمالی رُخ جو آپ کے سامنے ہوتا ہے۔ گہرا
مائل ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ آپ شہر صور کی طرف صحیح س
میں پیش قدمی کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ چٹانیں تیزی سے ٹو
رہی ہیں۔ اس علامت سے بھی شاہان صور نے دشمن کو جنگ کے آ
مرحلے میں خوب دھوکہ دیا ہے۔ یعنی جب حملہ آور شہر صور کے آخ
دائرے کو توڑ چکے ہوتے ہیں تو اس آخری درّے کے سرے
زنگ کی چٹان رکھی ہوئی ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ شہر صور کا راستہ ادھر
دشمن اپنی سابقہ معلومات سے دھوکا کھاتے تو اس تنگ
مہلک درّے میں اسکو شہر صور کے داخلے کا راستہ سمجھتے ہوئ
داخل ہو جاتا ہے۔ بُری طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔
دوسری اہم بات جو مری تحقیق میں آئی ہے۔ وہ یہ کہ بعض مقا
زیر زمین پانی کو تلاش کرکے اُس پر ایک خاص قسم کا سُرخی مائل
رکھا گیا جو یہ بتلاتا ہے کہ یہاں پر زیر زمین پانی موجود ہے۔ صا
دماغ میں وہ لشکر کو اس زیر زمیں پانی کے نشانوں سے وقت ض
بہت بڑی مدد مل جاتی ہے۔
وہ چٹان جس میں حضرت ذوالقرنین دفن ہیں اس کے دا
پر ناگ کے پھن سے مماثل ایک بہت بڑی چٹان رکھی ہوئی ہے او
اس کے پاس ہی ایک نیلے رنگ کے انتہائی مضبوط پتھر پر جو ایک

سِل کی شکل میں تراشا ہوا ہے۔ چاروں طرف تحریر لکھی ہوئی پائی جاتی ہے۔ یہ مقام بڑا نمایاں ہے۔ جو دور سے دکھائی دیتا ہے۔ ایسا معلوم پڑتا ہے کہ بعد کے زمانے میں جب حملہ آوروں نے شہر صور پر قبضہ کر لیا۔ اس مضبوط نیلے رنگ کی سِل کو جو ناگ کے پھن کی چٹان رکھی ہوئی تھی۔ گرا دیا۔ بلندی سے گرنے کے باوجود بھی اس سِل نما کتبے کو نقصان نہیں پہنچا۔

گرانے والوں کا مقصد شاید جانب مشرق اس سِل نما کتبے کو گرانا مقصود تھا۔ لیکن وہ جانب مغرب گر گئی اور اب وہ زمین میں دھنسی ہوئی اسی مقام پر موجود ہے۔ اس کا صرف اوپری حصّہ نظر آ رہا ہے۔

لیکن جس ڈھنگ سے اس کتبے کو اس ناگ کے پھن والی چٹان سے گرایا گیا۔ اس کے واضح نشانات اس مقام پر موجود ہیں۔ وہ بڑی چٹان بھی یہاں پر گر پڑی ہوئی ہے۔ جس میں ایک چوکور مربع نما خانہ واضح نظر آ رہا ہے۔ جس میں یہ چٹان رکھی گئی تھی۔ جس مقام پر ناگ کے پھن والی چٹان کے عین سر پر یہ دوسری چٹان رکھی گئی تھی جس پر وہ نادر الوجود سِل نما کتبہ رکھا تھا۔ اس کے عین نیچے ناگ کے پھن کے منھ کے قریب نیچے کے خم دار مقام کو توڑ کر اس سِل کو نیچے گرانے کی کوشش کی گئی تھی اور اتفاق سے یہ سِل جس چٹان پر استادہ تھی۔ اس کے حرکت ثقل کی وجہ سے یہ چٹان اور سِل جانب مغرب گر کر زمین میں دھنس گئی۔

الغرض مندرجہ بالا تفصیلات سے قطع نظر اگر ہم حیرام شاہ صور کے بارے میں کتاب سلاطین اول کے حوالے پر غور کریں تو یہ بات

اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دور مشرق کے ملک گلیل کے علاقے میں
شہر شاہ سلیمانؑ نے حیرام کو عطا کئے۔ اس پر حیرام شاہ صور کا رد
یہ تھا اے بھائی تو نے کیسے شہر مجھے عطا کئے اور اس نے اسکا
کابل رکھا۔ جو آج تک چلا آتا ہے ملک گلیل بھی صرف خاص
ہوا ہے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے ہی خلافت دا
کی عظمت و شوکت مسلمہ تھی۔ پھر شاہ سلیمان کے دور اقتدار
۲۰ بیس برس کے بعد حیرام شاہ صور پر شاہ سلیمانؑ کی
ہوئی اور انھیں ۲۰ شہر عطا ہوئے یہ تمام عرصہ آناطولیہ
بادشاہت سلیمانی کا رعب اور دبدبہ تمام کرۂ ارض پر قائم
تھا۔ اس کے باوجود شاہ صور کا روئے زمین کے جلیل القدر روئے
بادشاہ کو اپنا بھائی قرار دینا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ شاہ
صور کا درجہ شاہ سلیمان کے دربار میں برادرانہ اور انتہائی قر
۔ آل اسحاق آذر بنی اسرائیل کے خون کے رشتے ناتوں
وجہ سے ایسے بے تکلیفانہ سفارتی تعلقات ممکن ہو سکے
تھے۔ عام حکمران شاہ سلیمان علیہ السلام جیسے عالی مرتبت
فرماں روا کے ساتھ السلمی خط و کتابت نہیں کر سکتے تھے
بلاد شام یا لبنان کے حکمرانوں کے ساتھ اس سطح پر تعلقات
مملکت یروشلم کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ اور
ملک شام یا لبنان کے حکمرانوں کو دور مشرق میں گلیل کے ملک
میں ۲۰ بیس شہر بالکل بے معنی اور مملکت یروشلم کے
مفاد کے خلاف مہلک اثرات مرتب کرنے والے ثابت
ہوتے۔ شاہ سلیمان علیہ السلام جیسے حکیم و دانا فرماں روا سے

یسی کوتاہی ممکن ہی نہ تھی۔

جبکہ بلاد ہند کے حکمران یعنی شاہ صور کے لئے یہ عطیہ بڑے
دور رس نتائج کا حامل تھا اور خود مملکت فلسطین کے طویل
تی مفادات کے تحفظ کا باعث بھی کیونکہ یہی وہ عمدہ جغرافیائی
نام تھا۔ جہاں سے پورے برصغیر کا تحفظ انتہائی عمدگی کے
ساتھ ممکن تھا۔ و نیز مملکت فلسطین کی مشرقی سرحدوں پر
س کے خوشگوار اثرات مسلسل مرتب ہوتے رہتے۔

بہت جلد شاہ صور حیرام کو اس علاقے کی جغرافیائی
حیثیت کا اندازہ ہوگیا۔ تب اس نے اس علاقے کو اپنے دوسرے
زند کو عطا کیا۔ و نیز اس کو شاہ جمشید کا لقب اور شاہ کابل
درجہ عنایت فرمایا

لفظ جمشید۔ لفظ خورشید کے وزن پر ہے۔ ہر دو لفظ اپنے
ے میں ایک مخصوص تاریخی پس منظر رکھتے ہیں۔ ان الفاظ
ں ایک معنویت بھی پائی جاتی ہے۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر
کہ تاریخ ایران میں لفظ خورشید اور لفظ "مہر" دو علیحدہ
لقاب ہیں ہر دو القاب دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کے لیے
ستعمال ہوتے تھے۔ غلط فہمی کی وجہ سے بعضوں نے انہیں
ہی سمجھا۔ خورشید ہی کی مہر دیوتا سمجھا گیا۔ تحقیقی
پر ایسا ثابت نہیں ہے۔ اسی مہر دیوتا کو اہل ہند سوریہ
تا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ خود بلاد ہند میں سوریہ دیوتا کا
س خاص انداز میں بھگوت گیتا میں ذکر آیا ہے۔ اس سے
عض علمی حلقوں میں سوریہ دیوتا کا وجود ایک سوالیہ انداز میں

ابھرا ہے اس سلسلے میں ورثاء ذوالقرنین کے بیان میں خود
روشنی پڑے گی۔ الغرض حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
کی مقدس کتاب انجیل میں بھی ایک خاص انداز سے شہر
ذکر بلواسطہ موجود ہے۔

باب ۲۱-۱ اے خرازین تجھ پر افسوس اے بیت صید
تجھ پر افسوس کیونکہ وہ معجزے تم میں ظاہر ہوئے۔ اگر صور اور
صیدا میں ہوتے تو وہ ٹاٹ اوڑھ کر خاک میں بیٹھ کر کب کے
توبہ کر لیتے۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ عدالت کے دن صور اور
صیدا کا حال تمہارے حال سے زیادہ برداشت کے لائق ہوگا
شہر صور کے محل وقوع کے بارے میں مندرجہ بالا حوالوں
علاوہ ہم ایسے اہم تاریخی وثیقے پیش کرنے کی کوشش کریں
گے جس کے بعد خود بخود یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی کہ شہر
صور مغربی ایشیا کا شہر ہے اور سب کو یقین ہوگا کہ شہر
صور بلاد ہند ہی کا ایک شہر ہے۔ جو ورثہ ذوالقرنین کا
دارالسلطنت تھا۔

یہ اہم تاریخی وثیقہ ہم نے حزقی ایل نبی کے صحیفے سے
حاصل کیا ہے جو ایک عظیم تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالنے
والا و نیز عمدہ اقوال پر مبنی ہے جو تاریخ کی اہم کڑیوں کو
مربوط کرتا ہے۔ ایسا مستند کلام ہے جو نسل انسانی کے ایک
درخشاں دور کی تصدیق کرتا ہے۔ انداز بیان ایسے عمدہ
پیرائے میں ہے کہ محققین کے لئے نشان راہ کا کام دیتا ہے۔
ورثہ ذوالقرنین کے عظیم تاریخی پس منظر ان کی شان و شوکت

جاہ و جلال پر روشنی ڈالنے والا کلام ہے۔

اِس کلام کا پس منظر یہ تھا کہ جب شاہ بابل بنوکدنصر نے یروشلم پر خروج کیا اور اُس کی سیاسی طاقت ختم کر ڈالی اُس وقت شاہ صور نے سقوط بیت المقدس سے متاثر ہو کر اِس بات کا کھلے عام اظہار خیال کیا کہ وہ شرف جو گذشتہ چار سو سال سے بنی اسرائیل کو حاصل رہا وہ جاتا رہا اور شاہ صور کا کھویا ہوا شرف جو چار سو سال قبل اسکو حاصل تھا۔ وہ دوبارہ اس کو حاصل ہو جائے گا اور وہ پھر ایک بار روئے زمین کا مقتدر اعلیٰ حکمران ثابت ہو گا۔ قومیں اُس سے رجوع کریں گے۔

شاہ صور کے اِن عزائم سے واقف ہو کر حزقی ایل نبی نے خود شاہ صور کے خلاف شاہ بابل بنوکدنصر (بخت نصر) کے حملے کی پیشن گوئی فرمائی کہ بہت جلد شاہ بابل شہر صور پر حملہ آور ہو گا۔ جس طرح شاہ یروشلم کا وہ شرف چھین چکا ہے۔ اس سے برا سلوک وہ شاہ صور سے کر سکتا ہے۔

یہ پیشگوئی حرف بہ حرف بعد میں صحیح ثابت ہوئی۔

شاہ بابل بنوکدنصر نے ایک عظیم فوج کے ساتھ شہر صور پر حملہ آور ہوا۔ اور اس نے بہت کوشش کی کسی طرح شہر صور کے حفاظتی دائروں کو توڑ کر شہر صور کو پامال کر ڈالے لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔ اگرچہ اُس نے اس کے گرد و نواح بے پناہ تباہی مچادی۔ مہم پوری طرح کامیاب نہ ہو پائی۔

شاہِ بابل کا شہر صور پہ حملہ اور اُسکے نتائج

جیسا کہ اِسی صحیفے سے ظاہر ہے۔
حزقی ایل نبی ب ۲۹ ۱۸۔

اے آدم زاد۔ شاہ بابل بنوکد نصر نے اپنی فوج سے صور کی مخالفت میں بڑی خدمت کروائی۔ ہر ایک سر بے بال اور ہر ایک کندھا چھل گیا۔ نہ اِس نے اور نہ اُس کے لشکر نے صور سے اُس خدمت کے واسطے جو اُس نے اُس کی مخالفت کی تھی۔ کچھ اُجرت نہ پائی۔

شاہ بابل بنوکد نصر (بخت نصر) شہر صور کے وسیع و عریض حفاظتی دائروں کو توڑ نہ سکا۔ اسکا لشکر اس مہم کے دوران بے پناہ جانی و مالی نقصانات اٹھا کر بے نیل و مرام ناکام واپس لوٹا۔

شہر بابل سے ہزاروں میل دور تک جا کر بلاد ہند میں شہر صور پہ حملہ کرنا۔ اور اس بڑی مدت تک اسکا محاصرہ جاری رکھنا۔ شاہ صور کی تمام تمناؤں کے خون کرانے کے برابر تھا۔ شاہ صور کی سیاسی ساکھ کو اس حملے سے شدید دھکا لگا اور برصغیر میں اس حملے سے بڑے طویل مدتی اثرات مرتب ہوئے شاہ بابل بخت نصر کا یہ حملہ ۵۷۰ ق م قبل مسیح یا اس کے لگ بھگ ممکن ہے۔

صحیفے حزقی ایل میں اِس تمام واقعے کے پس منظر پر پوری روشنی ڈالی گئی۔

حزقی ایل نبی کی پیشگوئی

صحیفے حزقی ایل نبی باب ۲۶ ۱

اور گیارھویں برس میں مہینے کے پہلے دن خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد چونکہ صور نے یروشلم پر کہا۔ ہاہا! وہ قوموں کا پھاٹک توڑ دیا گیا ہے اب وہ میری طرف متوجہ ہوں گی۔ اب اس کی بربادی سے میری معموری ہو گی۔ اس لیے خداوند تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

دیکھ اے صور۔

میں تیرا مخالف ہوں اور بہت سی قوموں کو تجھ پہ چڑھا لاؤں گا۔ جس طرح سمندر اپنی موجوں کو چڑھاتا ہے۔ اور وہ صور کی شہر پناہ کو توڑ ڈالیں گے اور اس کے برجوں کو گرا دینگے اور میں اس کی مٹی تک کھرچ پھینکوں گا اور صاف چٹان بنا دوں گا۔ وہ سمندر میں جال پھیلانے کی جگہ ہو گا۔ کیونکہ میں نے فرمایا۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اور وہ قوموں کے لئے غنیمت ہو گا اور اُسکی بیٹیاں جو میدان میں ہیں تلوار سے قتل ہوں گی اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں۔ کیونکہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ :۔

دیکھ میں شاہ بابل نبوکدنضر کو جو شہنشاہ ہے گھوڑوں اور رتھوں اور سواروں اور قوموں اور بہت سے لوگوں کے انبوہ کے ساتھ شمال سے صور پر چڑھا [illegible] گا۔ وہ تیری بیٹیوں کو

میدان میں تلوار سے قتل کریگا اور تیرے ارد گرد مورچہ بندی
کرے گا اور تیرے مقابل دمدمہ باندھے گا اور تیری مخالفت
میں ڈھال اُٹھائیگا۔ وہ اپنے منجنیق کو تیری شہر پناہ پر چلا
اور تیروں سے تیرے برجوں کو ڈھاؤں گا۔ اُس کے گھوڑوں کی
کثرت کے سبب سے اتنی گرد اڑیگی کہ تجھے چھپا لیگی۔ جب
وہ تیرے پھاٹکوں میں گھس پڑے گا۔ جس طرح رخنہ کرکے
شہر میں گھس جاتے ہیں تو سواروں اور گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ
کی آواز سے تیری شہر پناہ ہل جائے گی۔ وہ اپنے گھوڑوں کے
پنجوں سے تیری سب سڑکوں کو روند ڈالیگا اور تیرے لوگوں کو
تلوار سے قتل کریگا۔ اور تیری توانائی کے ستون زمین پر گر جائینگے
اور وہ تیری دولت لوٹ لیں گے اور تیرے مال کو غارت کریں گے
اور تیری شہر پناہ توڑ ڈالیں گے اور تیرے رنگ محلوں کو
ڈھا دینگے اور تیرا پتھر لکڑی اور تیری مٹی سمندر میں ڈال دینگے
اور تیرے گانے کی آواز بند کر دونگا اور تیرے ستاروں کی صدا
پھر نہ سنی جائے گی اور تجھ کو صاف چٹان بنا دونگا تو جال
پھیلانے کی جگہ ہوگا اور پھر تعمیر نہ کیا جائے۔

خداوند صور سے یوں فرماتا ہے۔ جب تجھ میں قتل کا کام
جاری ہوگا اور زخمی کراہتے ہوں گے تو کیا بحری ممالک تیرے
گرنے کے شور سے نہ تھرتھرائینگے۔

تب سمندر کے امرا اپنے تختوں پر سے اُترینگے اور اپنے
جبے اُتار ڈالینگے اور اپنے زردوز پیراہن اُتار پھینکینگے۔
وہ تھرتھراہٹ سے ملبس ہو کر خاک پر بیٹھینگے وہ ہر دم کانپینگے۔

اور تیرے سبب سے حیرت زدہ ہوں گے اور وہ تجھ پر نوحہ
کریں گے اور کہیں گے۔ ہائے تو کیسا نابود ہوا۔ جو بحری ممالک
سے آباد اور مشہور شہر تھا جو سمندر میں زور آور تھا۔ جس کے
باشندوں سے سب اُس میں آمد و رفت رکھنے والے خوف
کھاتے تھے۔ اب بحری ممالک تیرے گرنے کے دن تھرتھرائینگے۔ ہاں
سمندر کے سب بحری ممالک تیرے انجام سے پریشان ہوں گے۔
کیوں کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ جب میں تجھے اُن شہروں کے مانند
بے چراغ ہیں ویران کردوں گا۔ جب میں تجھ پر سمندر بہادوں گا۔
ور جب سمندر تجھے چھپا لیگا۔ تب میں تجھے اُن کے ساتھ جو پاتال میں
ترتا پرانے وقتوں کے لوگوں کے درمیان نیچے اُتاردوں اور زمین کے
سفل میں اُن اُجاڑ مکانوں میں جو قدیم سے ہیں۔ اُن کے ساتھ جو پاتال
ں اُتر جاتے تجھے بسا دونگا: تاکہ تو پھر آباد نہ ہو۔
پھر میں زندوں کے ملک کو جلال بخشوں گا"
حزقی ایل 27 ، 3 اور صور سے کہہ تیری حدیں سمندر کے درمیان
۔ تیرے معماروں نے تیری خوشنمائی کو کامل کیا ہے انہوں نے سنیر کے
روں سے تیرے جہازوں کے تختے بنائے۔
بسن کے بلوط سے ڈانڈ بنائے۔ اور تیرے تختے جزائر کتیم کے صنوبر سے
ی دانت جڑ کر تیار کئے گئے۔ تیرا بادبان مصری منقش کتان کا تھا۔
کہ تیرے جھنڈے کا کام دے۔ تیرا شامیانہ جزائر الیسہ کے نیلوی اور ارغوانی
ـا کا تھا۔ صیدا اور اروَد کے رہنے والے تیرے ملاح تھے۔
اے صور تیرے دانشمند تجھ میں تیرے ناخدا تھے"
جبل کے بزرگ اور دانشمند تجھ میں تھے۔ کہ رخنہ بندی کریں سمندر کے

سب جہاز اور اُن کے ملاح تجھ میں حاضر تھے کہ تیرے لئے تجارت کا[illegible]
کریں۔

فارس اور لود اور فوط کے لوگ تیرے لشکر کے جنگی بہادر تھے۔ وہ تجھ[illegible]
سپر اور خود کو لٹکاتے اور رونق بخشتے تھے۔ ارود کے مرد تیری ہی فوج کے
ساتھ چاروں طرف تیری پناہ پر موجود تھے اور بہادر تیرے برجوں [illegible]
حاضر تھے۔ انہوں نے اپنی سپریں چاروں طرف تیری دیواروں پر لٹکا[illegible]
اور تیرے جمال کو کامل کیا۔ ترسیس نے ہر طرح کے مال کی کثرت
کے سبب سے تیرے ساتھ تجارت کی وہ چاندی اور لوہے اور رانگا
اور سیسا لاکر تیرے بازاروں میں سوداگری کرتے تھے۔

یاوان۔ توبل اور مسک تیرے تاجر تھے۔ وہ تیرے بازاروں [illegible]
غلاموں اور پیتل کے برتنوں کی سوداگری کرتے تھے۔

اہل تجرمہ نے تیرے بازاروں میں گھوڑوں۔ جنگی گھوڑوں اور خچروں
کی تجارت کی۔ اہل ددان تیرے تاجر تھے۔

سب بحری ممالک تجارت کے لئے تیرے اختیار میں تھے وہ ہاتھی
دانت اور آبنوس مبادلہ کے لئے تیرے پاس لاتے تھے۔ ارام تیری
دستکاری کی کثرت کے سبب سے تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے
وہ گوہر شب چراغ اور ارغوانی رنگ اور چکندوزی اور کتان اور مونگا
اور لعل لاکر تجھ سے خرید و فروخت کرتے تھے۔ یہوداہ اور اسرائیل کا ملک
تیرے تاجر تھے۔ منیت اور پنگ کا گیہوں اور شہد اور روغن بلسا[illegible]
لاکر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے۔

اہل دمشق تیری دستکاری کی کثرت کے سبب سے اور قسم قسم کے
مال کی فراوانی کے باعث حلبون کی مے اور سفید اون کی تجارت

ہاں کرتے تھے۔

ودان۔ یاوان۔ اوزال سے تجھ اور آبدار فولاد اور اگر تیرے
زاروں میں لاتے تھے۔

ودان تیرا تاجر تھا۔ جو سواری کے چار جامے تیرے ہاتھ بیچتا
ا۔ عرب اور قیدار کے سب امیر تجارت کی راہ سے سب تیرے
ۃ میں تھے۔ وہ بچھڑے اور مینڈھے اور بکریاں لاکر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے۔
سبا اور رعماہ کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔
ہر قسم کے نفیس مسالحے اور ہر قسم کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے
ادوں میں لاکر خرید و فروخت کرتے تھے۔

حران اور کنہ اور عدن اور سبا کے سوداگر اور اسور اور کلمد کے
شندے تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ یہی تیرے سوداگر تھے۔
لاجوری کپڑے کمخواب اور نفیس پوشاکوں سے بھرے۔ دیوار کے
ندوق ڈوری سے کسے ہوئے۔ تیری تجارت گاہ میں فروخت
نے کو لاتے تھے۔ ترسیس کے جہاز تیری تجارت کے کاروان تھے۔
تو معمور اور وسط بحر میں نہایت شان و شوکت رکھتا تھا۔ تیرے
ح تجھے گہرے پانی میں لائے۔ مشرقی ہوا نے تجھ وسط بحر میں توڑا
ا مال واسباب اور تیرے اجناس کی تجارت اور تیرے اہل جہاز و
خدا اور تیرے رخنہ بندی کرنے والے تیرے کاروبار کے گماشتے اور
ب جنگی مرد جو تجھ میں ہیں۔ اس تمام جماعت کے ساتھ جو تجھ میں ہیں
ری تباہی کے دن سمندر میں گرینگے۔ تیرے ناخداؤں کے چلانے کے شور سے
ام نواحی تھرا جائیگی اور تمام ملاح اور اہل جہاز اور سمندر کے سب
خدا اپنے اپنے جہازوں پر سے اتر یں گے۔ وہ خشکی پر کھڑے ہونگے۔

اور اپنی آواز بلند کر کے تیرے سبب سے چلائیں گے اور زار زار روئیں
اور اپنے سروں پر خاک ڈالیں گے اور راکھ میں لوٹیں گے۔ وہ تیرے سبب
سر منڈائینگے۔ ٹاٹ اوڑھینگے وہ تیرے لئے دل شکستہ ہو کر روئیں
اور جانگداز نوحہ کریں گے اور نوحہ کرتے ہوئے تجھ پر مرثیہ خوانی کریں
اور تجھ پر یوں روئیں گے کہ
"کون صور کے مانند ہے جو سمندر کے درمیان تباہ ہوا۔"
جب تیرا مال تجارت کے لئے سمندر کے درمیان پر سے جاتا تھا
تب تجھ سے بہت سی قومیں مالا مال ہوتی۔ تو اپنی دولت اور اجناس کی
تجارت کی کثرت سے روئے زمین کے بادشاہوں کو دولت مند بناتا
پر اب تو سمندر کی گہرائی میں پانی کے زور سے ٹوٹ گیا۔ تیری اجناس
کی تجارت اور تیرے اندر کی تمام جماعت گر گئی۔ بحری ممالک کے سب
رہنے والے تیری بابت حیرت زدہ ہوں گے اور اُن کے بادشاہ نہایت
ترساں ہوں گے اور اُنکا چہرہ زرد ہو جائیگا۔ قوموں کے سوداگر تیرے
ذکر سن کر سسکاریں گے تو جاہی عبرت ہوگا اور باقی نہ رہے گا۔

حزقی ایل ب ۲۸ ۲ اور پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔
اے آدم زاد۔ والی صور سے کہہ خداوند یوں فرماتا ہے: ۔
اس لئے کہ تیرے دل میں گھمنڈ سمایا اور تو نے کہا: میں خدا ہوں۔
وسطِ بحر میں الٰہی تخت پر بیٹھا ہوں اور تو نے اپنا دِل اِلٰہ کا بنایا۔
اگرچہ کہ تو اللہ نہیں ہے۔ بلکہ انسان ہے۔
دیکھ تو دانیال سے زیادہ دانشمند ہے۔ ایسا کوئی بھید نہیں جو
تجھ سے چھپا ہو تو نے اپنی حکمت اور خرد سے مال حاصل کیا اور سونے
چاندی سے اپنے خزانے بھر لئے تو نے اپنی بڑی حکمت سے اور اپنی سوداگری سے

دولت بہت بڑھائی اور تیرا دل تیری دولت کے باعث پھول گیا۔
اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔
کیونکہ تو نے اپنا دل اِلٰہ کا سا بنایا۔ اسلئے دیکھ میں تجھ پر پردیسوں کو
بوں میں ہیبتناک ہیں۔ چڑھا لاونگا۔ وہ تیری دانش کی خوبی کے
ف تلوار کھینچیں گے اور تیرے جمال کو خراب کریں گے۔ وہ تجھے پاتال
تاریں گے اور تو اُن کی موت مریگا۔ جو سمندر کے وسط میں قتل ہوتے ہیں۔
اپنے قاتل کے سامنے یوں کہیگا۔
میں تیرا اِلٰہ ہوں۔
لہ تو اپنے قاتل کے ہاتھ میں اِلٰہ نہیں انسان ہوگا۔
تو اجنبی کے ہاتھ سے نامختونوں کی موت مریگا۔ کیونکہ میں نے فرمایا ہے کہ
ہ خداوند خدا فرماتا ہے اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدمزاد
کے بادشاہ پر نوحہ کر اور اُس سے کہ خداوند یوں فرماتا ہے تو خاتم الکمال
سے معمور اور حسن میں کامل ہے۔ تو عدن میں باغ خدا میں رہا کرتا تھا۔
ف قیمتی پتھر تیری پوشش کے لئے تھا۔
مثلاً یاقوت سرخ اور پکھراج اور الماس اور فیروزہ اور سنگ سلیمانی
زبرجد اور نیلم اور زمرد اور گوہر شب چراغ اور سونے سے
خاتم سازی اور نگینہ بندی کی صنعت تیری پیدایش ہی
روز سے جاری تھا تو ممسوح کروبی تھا۔ جو سایہ افگن تھا۔ اور
مجھے خدا کے کوہ مقدس پر قائم کیا تو وہاں آتشی پتھروں کے درمیان
پھرتا تھا۔ تو اپنی پیدایش کے روز سے اپنی راہ و رسم میں کامل تھا جبتک کہ
ناراستگی نہ پائی گئی تیری سوداگری کی فراوانی کے سبب سے انہوں
میں ظلم بھی بھر دیا اور تو نے گناہ کیا۔

اسلیئے میں نے تجھ کو خدا کے پہاڑ پر سے گندگی کی طرف پھینک دیا اور تجھ پر سایہ افگن کروبی کو آتشی پتھروں کے درمیان سے فنا تیرا دل تیرے حسن پر گھمنڈ کرتا تھا۔ تو نے اپنے جمال کے سبب سے اپنی خ کھودی میں نے تجھے زمین پر ٹپک دیا اور بادشاہوں کے سامنے رکھ تاکہ وہ تجھے دیکھ لیں تو اپنی بدکرداری کی کثرت سے اور اپنی سوداگ کی ناراستگی سے اپنے مقدسوں کو ناپاک کیا۔

اس لیئے میں تیرے اندر سے آگ نکالوں گا۔ جو تجھ بھسم کر دے گا اور میں تیرے سب دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تجھے زمین پر رکھ دونگا۔ قوموں کے درمیان جو تجھے جانتے ہیں، دیکھ کر حیران ہوں گے تو جائیں عبرت ہوگا اور باقی نہ رہے گا۔

حزقی ایل نبی کے فرمودے کی روشنی میں شہر صور کا محل وقوع

مندرجہ بالا حزقی ایل نبی کے فرمودے کا اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ بہت ہی اہم تاریخی رموز پر روشنی پڑھتی اور اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ شہر صور کی عظمت رفتہ کیسا تھی۔ شہر صور کہاں پر واقع تھا۔

شاہان صور کا اقتدار اعلیٰ کتنے وسیع و عریض علاقوں پر محیط تھا۔ شہر صور کس طرح بین الاقوامی سیاست پر صدیوں تک اثرات مرتب کرتا رہا یا بذات خود عالمی سیاست و معیشت کا مرکز بنا رہا۔ حزقی ایل نبی کے فرمودے سے ان امور پر گہری روشنی پڑھتی ہے۔

بس کو کوئی محقق قطعی طور پر نظر انداز نہیں کر سکتا۔

بر خلاف اِس کے محققین کو یا تو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اگر شہر
ربی ایشیاء کا کوئی شہر تھا تو وہ کِس خاندان کے پرچم تلے ایسا عالمگیر
قف رکھتا تھا، جسکا مستند حوالہ صحیفے مذکورہ میں موجود ہے؟
جس کی تجارت، صنعت و حرفت نے اُسکو عصر جدید کے انتہائی ترقی
تہ شہروں کی سی حیثیت اِس شہر کو بخشی تھی۔ اگر شہر صور مغربی
شیاء کے ملک لبنان یا شام کا کوئی شہر تھا تو تاریخ نسلِ انسانی میں
اہ صور کا کیا مرتبہ تھا۔ جس نے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ کے ساتھ
اون و اشتراک کیا پھر شاہ سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں عمدہ لکڑی
حسب ضرورت سونا شاہ سلیمانؑ کو فراہم کیا۔ بھاری مقدار میں
ونے کی فراہمی شاہ سلیمانؑ کے مکتوب سے ظاہر ہوتی ہے کہ شاہ صور نے
ونا اور عمدہ اور قیمتی لکڑی ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں فراہم کی۔
سونا جو زر مبادلہ کا سب سے اہم ذریعہ تھا۔ آخر اِس بھاری مقدار
شاہ صور کو کیونکر حاصل ہوا۔ کیا شاہ صور سونے کی معاشی
دیت سے ناواقف تھا جو یوں ہی شاہ سلیمانؑ کو مفت فراہم کر دی
ر شاہ صور کی آمدنی کے کونسے ذرائع تھے۔ جنکی وجہ سے شاہ صور کے
س اتنی بھاری مقدار میں سونے کا ذخیرہ جمع ہوا۔ کیا والئ لبنان کی
یثیت سے صرف ڈر کر شاہ صور نے یہ تمام چیزیں مفت ہی
ہم کر دیں۔ اگر وہ واقعتاً والی لبنان تھا تو وہ بے پناہ وسائل جنکا
کر مندرجہ بالا صحیفے میں موجود ہے۔ کیونکر شاہ صور کو لبنان جیسے
یک معمولی علاقے میں اچانک حاصل ہو گئے۔ جب کہ اس سے بیشتر
ی اسرائیل کی تاریخ میں بھی شاہانِ صور کا کوئی ذکر موجود نہیں۔

بحیثیت مجموعی لبنان یا شام میں شہر صور کے وجود کو کوئی بھی محقق مندرجہ بالا تاریخی وثیقہ کی موجودگی میں ثابت نہیں کرسکتا لیکن یہ بات بالکل یقینی ہے کہ لبنان و شام کے علاقے اِن کی ہی ریاستیں تھیں، اِن ریاستوں پر شاہانِ صور کا اقتدار اعلیٰ پوری طرح مکمل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اِن علاقوں کے معاشی معاملات یہ لوگ طے کرتے جنکا ذکر صحائف میں موجود ہے کہ "ہم لبنان سے میں تجھے درکار لکڑیاں کاٹیں گے۔"

جس طرح سابقہ محققین حضرت ذوالقرنین کی شخصیت اور زمانے کے تعین میں صرف اس لئے ناکام رہے ہیں کہ وہ سفرِ ذوالقرنین کی جہتوں کا تعین کرنے میں قطعی ناکام رہے ہے۔ یا انہوں نے اِس اہم بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔

غلط سمتوں میں سفرِ ذوالقرنین کی جہتوں کے تعین نے ذوالقرنین کی شخصیت و زمانے کے تعین میں محققین کیلئے روکاوٹیں پیدا کر دیں۔ اس طرح شہر صور کے محل وقوع کے بارے میں محققین کی غلط فہمی نے تمدن صور کی شناخت میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔

جب بھی محققین نے اِس عنوان پر کام کرنا شروع کیا۔ مغربی ایشیاء کے علاقے میں اُن تمام تاریخی شہادتوں کا انطباق کسی شہر پر کرنا اُن کے لئے تقریباً ناممکن رہا۔ جس کی وجہ سے اس ضمن میں کام مخصوص بنیادوں پر مسلسل ناکام ثابت ہوا۔

برگزیدہ نبیوں کے اِن فرمودات سے چشم پوشی بھی کوئی محقق نہیں کرسکتا تھا۔ اِن فرمودات کی صداقت مسلمہ تھی۔

جہاں تک یروشلم اور شہر بابل کا سوال تھا۔ وہ بذات خود اپنی
ساخت اور انفرادیت رکھتے تھے۔
چنانچہ تہذیب صور تہذیب گم شدہ کی طرح فراموش کر دی گئی۔
مستشرقین نے تہذیب ہند پر بہت کام کیا۔ اور بعض تہذیب ہند
اصل مرکز تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو چکے تھے۔ لیکن تمدن ہند سے
والہ پر واقف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ٹھوس رائے قائم کرنے میں
رہے۔

ر تہذیب ہند پر جو کام ہوا۔ وہ چیدہ چیدہ تھا [illegible] ہند سے
بت کے بغیر تاریخ ہند مرتب ہوئی۔ کیونکہ یہ کام انگریزی حکومت
نت ہوا۔ جو کچھ بھی ہوا۔ غنیمت سمجھ لیا گیا۔

ئی نسل مابعد آزادی عہد عتیق کی قومی تاریخ کو ایک قصہ پارینہ
رہی۔ بعض صورتوں میں نوجوانوں کا رویہ عجیب و غریب ہو جاتا۔
ند کو اس کے اصل پس منظر میں سمجھے بغیر تاریخ ہند کے بہترین
ں کو غیر معقول سمجھا یا جاتا۔ ان حالات میں اصل تاریخ ہند
پردہ ہی رہی۔

ہذیب ہند پر محققین کے کام کرنے میں دوسری بڑی رکاوٹ
۔ تاریخ ہند کے مختلف ادوار کے واقعات کو میتھالوجی کے
میں پیش کیا گیا۔ جس سے جذباتی لگاؤ بھی بڑا گہرا رہا۔
لات میں محققین کے لئے تہذیب ہند پر کام بڑا احتیاط طلب
ے حد تک حساس مسائل سے مربوط مسئلہ بھی رہا۔

بحثا نسل انسانی کا ایک بہت ہی قیمتی تاریخی ورثہ چند خواص کو
ر باقی تمام دنیا سے پوشیدہ رہا۔ چنانچہ بعض علمی حلقوں نے

اس بات کی مانگ بھی کی کہ تاریخ ہند کا مطالعہ مذہبی وابستگی کے بغیر ہو۔ لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ ایسا کرنا خود ہم ہندوستانیوں کی مشترکہ ذمہ داری تھی۔ دوسرے اس کام کو کرنے سے قاصر ہی تھے ان کی دشواریاں مسلم تھیں۔

الغرض ان حالات میں تہذیب ہند پر گہرائی اور گیرائی کے ساتھ کیا ہوا کام موجود نہ تھا۔ جس نے محققین کے کام میں دشواریاں پیدا کر دیں۔ مغربی ممالک کے ریسرچ اسکالروں کے لیے یہ دشواریاں بنیادی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ ٹھوس انداز میں شہر صور سے متعلق تحقیقی کام کو اس کے حقیقی تاریخی پس منظر میں پیش کرنے سے قاصر رہے۔

حزقی ایل نبی کے فرمودہ کے مطابق۔
اے صور تو کہتا ہے کہ میرا حسن کامل ہے۔
تیری سرحدیں سمندر کے درمیان ہے۔
تیرے معماروں نے تیری خوش نمائی کو کامل کیا۔ انھوں نے سنیر کے سروؤں سے تیرے جہازوں کے لئے تختے بنائے لبنان کے دیو دار کاٹ کر تیرے ستول بنائے۔ بسن کے بلوط سے ڈانڈ بنائے اور تیرے تختے جزائر کتیم کے صنوبر سے ہاتھی دانت جڑا کر تیار کئے۔ صیدا اور اردو کے رہنے والے تیرے ملاح تھے یہاں پر سنیر۔ لبنان۔ بسن۔ جزائر کتیم صیدا اور اردو کے علیحدہ علیٰحدہ حوالے سے یہ بات ثابت ہے کہ لبنان بھی شہر صور ہی کا اور صوبوں کی طرح ایک صوبہ تھا۔ جہاں کے دیودار کے درخت بے حد مشہور تھے۔

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شہر صور

ن کا کوئی شہر نہیں بلکہ لبنان دولت صور ہی کا ایک صوبہ ہے۔
جبل کے بزرگ اور دانشمند تجھ میں تھے کہ رخنہ بندی کریں۔
ں پر جبل کے بزرگوں سے مراد شہر صور کے اول الذکر دائرے
آٹھ امراء مراد ہیں۔ جو اس دائرے میں موجود آٹھ ضمنی دائروں
میر ہوتے جن کے ذمہ اُن دائروں کی حفاظت ہوتی تھی جنکے
دا لشکر ہمیشہ شہر صور کی حفاظت کے لئے کمر بستہ رہتے اندرون
شہر کسی نقص امن کی صورت یہ امراء اسکا تدارک کرتے۔
فارس اور لود اور فوط کے لوگ تیرے لشکر کے جنگی بہادر
وہ تجھ میں سپر اور خود لٹکاتے تھے اور تجھ کو رونق بخشتے تھے۔
ں پر اس بات کی طرف روشنی ڈالی جارہی ہیکہ صوبجات فارس
اور فوط کے مرد اس کی فوج میں جنگی خدمات انجام دیتے تھے۔
سے یہ بات ثابت ہوتی ہیکہ شہر صور کا اقتدار عالمگیر
تب ہی تو مملکت ایران کے ایسے وسیع و عریض صوبجات
کے تصرف میں تھے۔

شہر صور اور ترسیس

ترسیس نے ہر طرح کے مال کی کثرت کے سبب سے
ے ساتھ تجارت کی وہ چاندی لوہا اور رانگا اور سیسا لیکر
ے ساتھ بازاروں میں سوداگری کرتے تھے۔ ترسیس سے
جزائر شرق الہند ہیں۔ جس میں جاوا، ملایا، سماٹرا، نیوگنی جیسے
ے بڑے جزائر اور لاکھوں کی تعداد میں قدرتی وسائل سے
مال چھوٹے چھوٹے جزائر شامل تھے۔

اِس لفظ کی اصل ترُو سے ہے ترُو یعنی مشرق اور حرف "س"
عام طور پر اہل روم اور اہل یونان لفظ کے آخر میں استعمال کرتے ہیں
ترُوسیس میں اصل لفظ صرف ترُو ہے جس کے معنی مشرق کے ہیں
اسی نام سے بلاد ہند میں ایک شہر ہے۔ جو مذہبی نقطۂ نظر سے ایک
فرقے میں اہم سمجھا جاتا ہے۔ نام اُسکا ترُوپتی ہے ۔یعنی مالک مشرق
ترو بمعنی مشرق ۔پتی بمعنی مالک ۔
شاہان صور نے اپنے جزائر مشرق الہند کے مقبوضات ۱۰۰۰ ق
میں داؤد خلیفت اللہ کو بطور نذر پیش کئے تھے۔ اُس زمانے سے تروسیس
کے نام سے مشرق وسطیٰ کے ممالک میں یہ جزائر جانے جاتے تھے۔ یہی وجہ
تھی کہ صحیفے حزقی ایل میں تروسیس کا حوالہ دیا گیا۔ یہاں کے عوام بلحاظ
طور پر بیت المقدس (یروشلم) سے ملحق تھے۔ لیکن باوجود اس کے
اپنے جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے وغیرہ اپنے معاشی مفادات کیلئے
بدستور قدیم طریقہ کے مطابق تجارتی مفادات کے لئے پوری طرح
شہر صور سے ہی وابستہ تھے۔ اسی تجارتی نسبت کو اس فرمودے میں
بتلایا گیا ہے۔ کہ تروسیس نے مال کی کثرت کے سبب سے تیرے ساتھ
تجارت کی۔ شہر صور کی تجارتی منڈی سے بڑی تجارتی منڈی تروسیس کے
عوام کو دوسری نہیں مل سکتی تھی۔ اس لئے خاص طور پر مال کی کثرت
کے سبب سے تیرے ساتھ تجارت کی کے الفاظ استعمال ہوئے۔
یاوان۔ توبل اور مسک تیرے تاجر تھے۔ یہ علاقے موجودہ سوویٹ
یونین کے لگ بھگ علاقے تھے۔ اس کے فوری بعد اہل تجرمہ کا ذکر
آیا کہ یہ لوگ بازاروں میں گھوڑوں۔ جنگی گھوڑوں اور خچروں کی تجارت
کرتے تھے۔ اہل تجرمہ کے ساتھ گھوڑوں اور جنگ گھوڑوں کا خاص

بحر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ گھوڑے جنگی مقاصد کے حاصل کئے جاتے تھے۔
ساتھ ہی۔ بحری ممالک کا ذکر آیا اور بتلایا گیا کہ بہت سے
بحری ممالک تجارت کے لئے تیرے اختیار میں تھے۔ تمام مانسونی خطہ
ارض کے ممالک شہر صور سے اپنے تجارتی مفادات کے لئے وابستہ تھے۔
بلکہ ایک حد تک مکمل اختیار میں تھے جیسے حالیہ عرصے میں کامن ویلتھ
کے ممالک آپس میں باہمی تجارتی تعلقات سے جڑے ہوئے ہیں۔
یہاں پر ایک اہم نکتہ بھی ان الفاظ میں پوشیدہ ہے۔ وہ یہ کہ
جیسا کہ پہلے بتلا دیا گیا کہ بحری ممالک یعنی مانسونی خطہ ارض کے
ممالک میں سے بلاد اوفیر جو بلاد افریقہ میں گھانا گنی۔ ایوری کوسٹ
گولڈ کوسٹ اور شمال مغربی افریقہ کے تمام ساحلی علاقوں پر
مشتمل تھا۔ راست طور پر شاہان یہوداہ کی نگرانی میں دیئے گئے تھے۔
جو بعد کے فونیقی تاجروں کے زیر اثر آگئے۔ بحری ممالک میں بلاد اوفیر
اور بلاد ترسیس پر شاہان صور کی نگرانی قایم نہ تھی۔ بلکہ یہ
علاقے صرف اپنی پیداوار کی کثرت کے سبب سے تجارتی مفادات
کے لئے دولت صور سے وابستہ تھے۔ جب کہ ماباقی مانسونی خطۂ
ارض کے ممالک جیسے ہند چینی۔ بلاد ہند مشرقی اور جنوبی افریقہ کے
علاقے راست طور پر دولت صور سے وابستہ تھے۔ مندرجہ بالا
صحیفے میں سیاسی صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لئے بہت سے
بحری ممالک کے الفاظ کا استعمال ہوا یعنی تمام کے تمام بحری
ممالک دولت صور سے وابستہ تھے۔
فوری بعد اس سیاسی صورت حال کو اور واضح کر دیا گیا۔
یہوداہ اور اسرائیل کا ملک تیرے تاجر تھے۔ وہ نیست اور پنگ کا

گیہوں اور شہد اور روغن اور بلسان لاکر تیرے سا
کرتے تھے۔

بنی اسرائیل کی دونوں ریاستوں یعنی مملکت یہوداہ
کی ریاست اسرائیل کے دولت صور کے تعلقات پر اس
روشنی پڑتی ہے۔ یہاں پر بتلایا جارہا ہے کہ مملکت یہودا
ریاست اسرائیل صرف تجارتی تعلقات دولت صو
قایم رکھے ہوئے تھے۔ یہ تعلقات دو ہم عصر برابر وال
میں تجارتی مفادات کے پس منظر میں تھے اس لئے تیرے
کے الفاظ استعمال ہوئے۔

"عرب و قیدار کے سب امیر تجارت کی راہ سے تی
ہاتھ میں تھے۔ مندرجہ بالا حوالے میں لفظ عرب کے ساتھ خاص
قیدار کے سب امیروں کا ذکر آیا ہے۔ جو دولت صور اور قیا
نسل کے سب امیروں کے خصوصی تعلقات کی طرف اش
حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے انتقال کے
مکہ مشرفہ کی حفاظت اور اس مقدس گھر اور زائرین کی
اولاد اسماعیل علیہ السلام کے ذمے تھی۔ لیکن تھوڑے ہی ع
بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ بجز قیدار بن اسماعیل علیہ
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ساری اولاد عرب کے مختلف مقا
میں منتشر ہوگئی۔ بات یہاں تک بڑھی کہ بنی جرہم نے خانہ
تولیت پر تک قابض ہوگئے۔

لیکن قیدار بن اسماعیل ابن ابراہیم ع کا گھرانہ بدستور مکہ مشر
میں قائم رہا۔ کچھ عرصے بعد سیاسی حالات سے فایدہ اٹھا

بنو عمالیق بنو جرہم پر غالب آئے، خانۂ خدا کی تولیت بنو جرہم کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔

بنو جرہم جو بنی اسماعیل کے رشتہ دار بھی تھے۔ بنو اسماعیل کی مدد سے بنو عمالیق کو خانۂ خدا سے بے دخل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آخر کار بنو بکر و بنو جراعہ تولیت پر قابض ہو گئے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں پانچ پشت اوپر قصی بن کلاب کے زمانے میں بیت اللہ شریف کی تمام خدمات یعنی سقایتہ۔ افادۃ۔ حجابتہ۔ ندوۃ اور لواء اور قیادت کے تمام مناسب قصی بن کلاب کے ہاتھ میں آ گئے۔

اصل میں کعبۃ اللہ سے متعلق یہی چھ بڑی خدمتیں تھیں جس کی وجہ سے متولی کعبہ۔ عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا جاتا اور تمام اہل عرب اِن کی بے انتہا ادب و عزت کیا کرتے تھے۔

حزقی ایل نبی کے صحیفے میں اس عالمگیر تجارتی شاہراہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو عرب میں ملک یمن سے ملک شام کو مکہ مشرفہ اور مدینۃ الرسولؐ سے ہوتی ہوئی جاتی تھی۔ عرب مستعربہ کے سردار بحری ممالک کا مال تجارت سواحل یمن پر خرید لیتے اور تقریباً تین ہزار کلو میٹر کا فاصلہ اپنے ہزاروں اونٹوں پر اس مال تجارت کو لاد کر طے کرتے اور بلاد شام تک اس مالِ تجارت کو پہنچانے اور یہاں سے رومی سواحل کے سوداگر اس مال تجارت کو خرید کر یورپ کی مشہور بندرگاہوں تک اور تمام سواحل بحیرہ روم (بحر متوسط) کے ممالک تک پہنچاتے تھے۔

یہ ریگستانی شاہ راہ جنگی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت رکھنے والی

شاہ راہ تھی۔ اور اسی شاہ راہ سے اہل یورپ کو ہر حال میں سامان تجارت فراہم ہوتا رہتا تھا۔

شاہان فارس نے اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں ملک یمن میں اپنے سیاسی اثر و رسوخ کو بڑھایا۔ یہاں تک کہ رشتہ ناتے بھی ملک یمن میں قائم کرنے کی کوشش کی۔ باوجود ان پیہم کوششوں کے۔ عرب اثر و نفوذ ہی اس علاقے میں غالب رہا۔ یہ شاہراہ ہمیشہ عربوں ہی کے زیر اثر رہی۔

خلیج سے جو مال تجارت ملک عراق پہنچتا تھا، اس تجارت پر اس علاقے کی سیاسی تبدیلیوں کا زبردست اثر رہتا تھا۔

چنانچہ جب ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ تب اہل یورپ کو بلاد ہند تک کسی اور بحری راہ سے پہنچنے کی فکر لاحق ہوئی۔ کیونکہ تمام تجارتی بری راستوں پر عثمانی ترکوں کا ہی قبضہ مسلمہ تھا۔ ماضی بعید میں بھی جب شاہان ایران کا قبضہ ملک یمن پر ہوا۔ ایسی ہی سیاسی بے چینی۔ بحر متوسط کے تمام ساحلی ممالک میں پیدا تھی۔ جسکے نتیجے میں عمل اور ردّ عمل کا سلسلہ چل نکلا۔

عصر حاضر میں بالآخر وہ ساحل آفریقہ کے اطراف چکر لگاتے ہوئے سواحل ہند تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ جس کے بڑے دوررس نتائج بلاد ہند اور خود اہل عرب اور ایران پر مرتب ہوئے۔

ماضی بعید میں بھی پر آشوب سے پر آشوب حالات میں عرب کی شاہ راہ یہی ایک محفوظ شاہ راہ تھی۔ جہاں پر اہل ہند اور دیگر ممالک کی اشیاء تجارت محفوظ طریقہ پر پہنچتے اور یہاں سے یوروپ کی طرف محفوظ طریقہ پر روانہ کر دیے جاتے تھے۔ اسی طرح

یورپی ممالک اور ایشیائی ممالک میں ابتدائے آفرینش ہی سے
تجارتی مسابقت جاری رہی۔ جبتک ذوالقرنین اور ورثائے ذوالقرنین
کو کرہ ارض پر عالمی غلبہ حاصل رہا۔ یہ تجارتی سرگرمیاں بڑے ہی
خوش گوار انداز میں جاری وساری رہیں۔ جوں جوں وقت و زمانے کے
ساتھ ورثائے ذوالقرنین کا غلبہ کرۂ ارض سے ختم ہوتا گیا۔ علاقائی
طاقتوں میں باہمی مفادات کے حصول کے لئے سیاسی کشمکش جاری رہیں
ان ایشیائی اور یورپی ممالک کی سیاسی کشمکش کا خالص پس منظر
تجارتی تحفظات تھے۔ ان میں تجارتی مفادات کے حصول کے لیے
سیاسی گٹھ جوڑ ہوتے مملکتیں بنتی اور بگڑتی تھیں جنگ وجدل ہوتے
تھے زبردست سیاسی منصوبہ بندیاں ہوتی تھیں۔ شاہان ہند وچین شاہان
ایران وفارس شاہان بابل شاہان یونان وروم سب ہی ان عظیم بین الاقوامی
شاہراہوں کے لئے اپنے اپنے دائرے میں بیحد سرگرم رہتے ابتدائی
زمانہ میں کریٹی اور بعد کے زمانہ میں فونیقی تاجر تجارت کی ان تمام منڈیوں
پر چھائے رہتے۔ بعض خاص حالات میں مقامی اقوام کا اثر بھی ان شاہراہوں
پر بڑا گہرا ہوا کرتا تھا۔ اسطرح ماضی بعید ہی سے اس شاہراہ کی اہمیت بڑی اہم رہی۔

جب بیت المقدس (یروشلم) عالمگیر سیاسی مرکز بنا اس زمانے سے
اس تجارتی شاہراہ کی اہمیت میں دس گناہ اضافہ ہوگیا۔ جس زمانے میں بازنطینی
شہر قسطنطنیہ بسایا اور اسکو اپنا مرکز سیاسی بنایا۔ اس زمانے میں بھی اہل
ایران کے مقابل اس شاہ راہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل رہی۔

چنانچہ رومی شہنشاہ ہمیشہ اہل عرب سے قریبی دوستانہ روابط کو
ترجیح دیتے۔ علامہ دیاربکری تحریر کرتے ہیں:۔

تاریخ خمیس جلد ۱ صـ۱۷۸ :۔

عرب کے بڑے بڑے یہود و نصاریٰ کے علماء کے وفود اپنی بیٹیوں کو سوار
کرکے۔ جناب ہاشم کے پاس لاتے اور خواہش کرتے کہ حضرت ان سے
شادی کرلیں یہاں تک کہ بادشاہ روم ہرقل نے بھی حضرت کے پاس پیغام
بھیجا کہ میری ایک بے مثل و بے نظیر بیٹی ہے۔ بیٹی ہے۔ جس سے زیادہ خوبصورت
اور خوب سیرت لڑکی ہو نہیں سکتی۔ آپ یہاں تشریف لائیں کہ میں اس کی
شادی آپ سے کردوں کیونکہ میں نے سنا ہے آپ بڑے سخی اور نہایت شریف

تفد الیه قبائل العرب ووفود الاحبار یحملون
بناتهم یعرضون علیه لتزوج بهن حتی بعث الیه
هرقل ملك الروم وقال ان لی ستا ط تلد النساء اجمل
منها ولا ابهی وجها فاقدم الی حتی ازوجکها فقد
بلغنی جودك وکرمك ۔

مگر حضرت ہاشم ان سب لڑکیوں کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے مورخین نے
لکھا ہے کہ وکان ہاشم یابی۔ جناب ہاشم ان لوگوں کے پیغام کو نامنظور کردیتے۔
شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے:۔
یہاں تک بادشاہ روم نے ایک مرتبہ جناب ہاشم کے پاس بایں مضمون
پیغام بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے نہایت حسین۔ حسین ہونے کے علاوہ لطیفہ
گو بذلہ سنج اگر تم یہاں آجاؤ تو میں تمہارے ساتھ اس کی شادی کردوں کیونکہ تمہارے
مکارم اخلاق اور جود و سخا کا شہرہ سنا ہے۔
جناب ہاشم نے صاف لفظوں میں انکار کردیا اور روم کے بادشاہ کے
پیام کے متعلق پروا نہیں کی۔ (امہات الامہ مطبوعہ دہلی ص۳۷)
یہ پیشکش حضرت ہاشم کے خاندانی شرف کی وجہ سے بھی تھا ساتھ ہی
ساتھ اس کے سیاسی مضمرات نظر انداز نہیں کئے جاسکتے۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ بنو نصر میں شرافت وعظمت بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ میں عزت وجلالِ قریش کو اور قریش میں سطوت وثروت بنو لوی بن فہر بن مالک بن نضر کو حاصل تھی۔ اِن کا سردار قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ہے

مندرجہ بالا ذکر اسماعیل اور ان کے گھرانے میں پیدا ہونے والے اہم امیروں کے عز و شرف اور بزرگی پر روشنی ڈالنے کی غرض سے پیش کیا گیا۔

الغرض تمام سواحل روم کے حکمران اہل عرب کے تعلق سے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ماضی بعید میں بھی شاہان صور کے پاس اہل عرب خون کے رشتے ناتے کی وجہ سے دنیز تجارتی وسیاسی مفادات کی وجہ سے بھی معزز اور مقرب تھے۔

جہاں تک حزقی ایل نبی کے فرمودہ میں تجارت کی راہ سے سب تیرے قبضے میں تھے۔ بیان کیا گیا۔ یہاں پر اسی عالم گیر تجارتی شاہ راہ کی طرف اشارہ ہے۔ آگے بتلایا گیا کہ وہ برے اور مینڈھے اور بکریاں لاکر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔

حران اور کنہ اور عدن اور سبا کے سوداگر اور اسور اور کلمد کے باشندے تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ یہی تیرے سوداگر تھے۔ جو لاجوردی کپڑے اور کمخواب اور نفیس پوشاکوں سے بھرے دیوار کے صندوق ڈوری سے کسے ہوئے تیری تجارت گاہ میں لائے۔

مندرجہ بالا حوالے میں مملکت اسور اور سبا کے حوالے میں ایک بہت بڑا فرق بتلایا جا رہا ہے۔ سبا۔ عدن۔ حران اور کنہ کے ساتھ راست طور پر یہ بتلایا جا رہا ہے کہ یہاں کے سوداگر شہر صور کے ساتھ تجارت کرتے تھے یہ تمام علاقے سمندر پار کے تھے۔ جبکہ اسور اور کلمد کے بیان میں بتلایا جا رہا ہے کہ یہاں کے باشندے تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ یعنی یہ کہ یہاں کے باشندوں کی

رسائی شہر صور تک تھی۔ مملکت اسور سے شہر صور تک خشکی کے ذریعہ رابطہ تھا۔ جو آسان بھی تھا۔ جبکہ سبا اور عدن وغیرہ سمندر کے ذریعہ سے آسانی کے ساتھ مربوط تھے۔ شاید اسی صورتِ حال کی عکاسی کے لئے یہ فرق بتلایا گیا،

صور اور ترسیس کی تجارتی و بحری سرگرمیاں

آگے بتلایا گیا ہے کہ:۔

ترسیس کے جہاز تیری تجارت کے کاروان تھے۔ تو معمور اور وسطِ بحر میں نہایت شان و شوکت رکھتا تھا۔

شہر صور کی تمام تر تجارت کا دارومدار ترسیس کے جہازوں پر ہی تھا جن کا مرکز جاوا کا جزیرہ تھا۔ اسی بحری مرکز سے جہاز مشرق و مغرب کے سمندروں میں رواں دواں ہوئے۔ دور مشرق میں چین جاپان تک، اور مغرب کے سمندروں میں سری لنکا سے ہوتے ہوئے خلیج تک۔ بحرہ قلزم کے سواحل تک اسبابِ تجارت پہنچائے جاتے عام طور پر اہل ہند کو سمندری سفر سے دلچسپی ماضی بعید ہی سے نہ تھی۔ اگرچہ کہ سواحل ہند پر بڑی بڑی بندرگاہیں موجود تھیں۔ یہ سب ترسیس کے جہازوں ہی سے معمور رہتیں۔

مشرق کے سمندروں میں اقوام غیر کا داخلہ بعض خاص سرحدوں تک ہی والی صور نے محدود کر رکھا تھا۔ مثلاً تمام جاپانی و چینی تجارتی و جنگی بیڑے سنگاپور کے پاس سے ہی واپس لوٹا دئے جاتے تھے۔ انھیں بحرِ ہند میں داخلے سے روک دیا جاتا تھا۔ یہ تجارتی بیڑے سواحل ہند چینی کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے سنگاپور تک پہنچتے تھے اور جاوا کے انتہائی خوش حال جزیرے میں اپنی تمام برآمدات کو خالی کر دیتے اور اپنی اشیاء ضروریہ کے ساتھ یہاں سے واپس چین و جاپان لوٹ جاتے تھے۔ اس طرح خلیج اور سواحل عرب و آفریقہ سے

آنے والے تمام بحری جہاز سری لنکا کے پاس آگے کی طرف پیش قدمی سے
روک دیئے جاتے۔ یہ تمام جہاز سری لنکا کی بندرگاہوں کے آگے کی طرف
جانے نہیں دیئے جاتے۔

خلیج بنگال اہل ہند کا محفوظ سمندر تھا جس میں ان کے جنگی بحری
بیڑے محفوظ رہتے جنکا سب سے بڑا مرکز وشاکھاپٹنم (والیٹر) کی بندرگاہ
تھا۔ جو شاہان صور کا سب سے بڑا بحری اڈا تھا۔

جزیرے نمائے ہند کے آخری سرے پر سواحل مالابار پہ ایک شہر
زمانے قدیم سے آج تک موجود ہے۔ جسکا نام ہے۔ ترُوانت پورم جسکو عام طور پر
تیرووندرم کہا جاتا ہے۔ اِس لفظ کے حقیقی معنی ہیں۔

ترو یعنی مشرق انت یعنی خاتمہ کا مقام پورم یعنی بستی یا شہر۔ ترَوانت
پورم یعنی وہ شہر جہاں مشرقی ساحل کی سرحدیں ختم ہوتی ہوں۔

یہاں سے کچھ فاصلے پر پانجھم کی بندرگاہ واقع ہے پانجھم یعنی ساحل مغربی کا
آغاز۔ مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک کے جہازوں کی آمد و رفت صرف ان بندرگاہوں
تک محدود تھی آگے مشرق کی طرف ان کی پیش قدمی روک دی جاتی تھی۔
سواحل سوراشٹرا اور مہاراشٹرا۔ کرناٹک اور کیرالا کا ساحل چھوٹی بڑی بندرگاہوں سے
معمور تھا۔

ایسا ہی ٹاملناڈو۔ آندھرا پردیش۔ اڈیسہ اور بنگال کے ساحل کا حال تھا۔
چھوٹی اور بڑی بندرگاہوں سے مالا مال۔ آندھرا پردیش کی بندرگاہ وشاکھاپٹنم
جسکا ذکر اس سے پہلے ہوا۔ یہ بندرگاہ رُوئے زمین کی شاید سب سے
عمدہ اور بے مثال بندرگاہ ہے اُسی زمانے کی یادگار ہے۔ اس کا قدیم نام "بل تیرا"
تھا۔ جو آج بھی اپنے قدیم نام والٹیر کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ جس کے معنی ہے
طاقت کا ساحل یا مرکز۔ یہ نام بڑا ذومعنی اگر اسکا تلفظ ولاتیرا کیا جائے تو

اس کے معنیٰ ہوں گے جال پھینکنے کی جگہ اسکی جنگی اسٹریٹجی کی وجہ سے ہر دو نام بڑے موزوں ہوتے ہیں۔ بل تیرا یعنی وہ ساحل جو طاقت کا مرکز ہو۔ یا ولی تیرا یعنی سمندر میں جال پھینکنے کی جگہ ہر دو معنیٰ اس کی جنگی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ درحقیقت وشاکھا پٹنم کا نام بعد کے زمانے کا دیا ہوا نام ہے۔ یہ بندرگاہ زمانۂ قدیم سے بلاد ہند میں موجود ہے۔ آثار سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بندرگاہ کو شاہ صور نے ایک بڑے جنگی منصوبے کے تحت بنوایا تھا۔

ساحل کی مٹی کو اندر سے کاٹ کر پہلے بہت بڑی خندق تقریباً چھ کلومیٹر سے زائد نشان ۷ (وی) کی شکل میں بنائی گئی اور اسکی تمام مٹی ڈالفن نوز (وشاکھاپٹنم کے پاس ایک انتہائی بلند مٹی کے ٹیلے کا نام) کی شکل میں جمع کردی گئی جو بندرگاہ کے لئے ایک زبردست اوٹ کا کام دیتی ہے۔ پھر اس خندق کو سمندر سے ملا دیا گیا جس وجہ سے اندرون ساحل دو شاخوں میں سمندر دور اندر تک پہنچ گیا۔ جہاں پر بڑے بڑے جہاز ہر قسم کے سمندری طوفان سے محفوظ بڑے اطمینان کے ساتھ رہ پاتے تھے یہاں پر یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ ساحل روئے زمین کے انتہائی تیز و تند ہواؤں کی زد میں رہتا ہے۔ بعض بعض وقت بڑے ہلاکت خیز طوفان اس ساحل پر نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اس انتہائی محفوظ بندرگاہ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ خاص طور پر جنگی بیڑوں کے لئے یہ بندرگاہ نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔

بندرگاہ سے چند میل کے فاصلے پر باشندگان صور کی ایک بستی تھی بندرگاہ پر موسم ہوا کے بہاؤ میں، نمی کی وجہ سے شدید ہوتا ہے۔ لیکن باشندگان صور کی بستی کے پاس موسم کسی قدر خوشگوار ہے۔ یہی بستی بحری سرگرمیوں کا سب سے بڑا مرکز تھی۔ یہاں سے دو بڑی اہم شاہ راہیں گذرتی ہیں ایک جانب

شمال جانے والی شاہ راہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوئی بنگال تک چلی گئی ہے۔ جبکہ دوسری شاہراہ جانبِ جنوب ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ راجمندری تک چلی گئی ہے۔ ماضی میں یہ بڑی اہم تجارتی شاہ راہیں تھیں۔ جو جنوبی ہند کو شمالی ہند سے ملاتی تھیں۔

بلاد طروسیس کا تمام مال اس مشرقی ساحل پر پائی جانے والی بندرگاہو تک پہنچتا تھا اور یہاں سے دو جہتوں میں شہر صور پہنچتا تھا۔

گوداوری اور کرشنا ندی کے درمیان کا ساحل اور اس ساحل پہ پائی جانے والی بندرگاہیں شہر صور کو راست طور پر تمام سمندروں سے جوڑتے تھے۔ بیرون ملک کا تمام مال جو بحری جہازوں سے آتا وہ اسی ساحل پر اُتارا جاتا اور یہاں سے شہر صور کو روانہ ہوتا اور شہر صور کی تمام مصنوعات اسی ساحل سے دُنیا کی تمام بندرگاہوں تک پہنچتیں۔

شہر صور پر سمندری حملہ بھی اسی ساحل سے ممکن ہوتا۔ دشمن اِن دو دریاؤں یعنی گوداوری اور کرشنا ندی میں دور تک اندر گھس سکتا تھا اور کامیاب پیش قدمی کے ذریعہ شہر صور کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا تھا۔

چنانچہ اِس خطرے سے نمٹنے کے لیے شاہانِ صور نے دو عظیم جنگی دائرے شہر صور سے تقریباً (۵۰) پچاس کلومیٹر سے زائد فاصلے پر جانب مشرق بنوائے ہیں یہ دونوں جنگی دائرے شہر صور کے آٹھ جنگی دائروں کے علاوہ ہیں اِن سے اُن دائروں کو کوئی تعلق نہیں۔

ہر دو دائروں کے عین وسط میں سمندری مخلوق سے مشابہ نشان ہوتا ہے۔ یعنی ایک دائرے کا نشان ایک مچھلی کی شکل کی عظیم الشان چٹان ہے جو اتنی بڑی وسیع عریض بلند و بالا اور لمبی ہے کہ شاید روئے زمین پر اتنی بڑی چٹان موجود ہو۔ دوسرے دائرے میں دال راس کی شکل میں ایک عظیم پہاڑی

موجود ہے - جو بلند ہو کر ایک بہت بڑے علاقے پر محیط ہے۔ شہر صور سے جانبِ مشرق یہ ایسی مضبوط جنگی پوزیشن پر ہیں کہ دشمن ان سے عہدہ براہ ہوئے بغیر شہر صور کی طرف پیش قدمی نہیں کر سکتا۔

شہر صور اور اجناس کی تجارت

حزقی ایل باب ۲۷ میں اجناس کی تجارت اور اہل جہاز اور اُن کے ناخداؤں کا حوالہ دیا گیا۔ جس سے اِس بات کا پتہ چلتا ہے کہ شاہ صور اور اور صور کے سوداگر بہت بڑے پیمانہ پر اجناس کی تجارت کرتے تھے۔ بلادِ ہند اور ہند چینی کے علاقے جزائر شرق الہند ملیشیاء انڈونیشیا کے علاقوں سے بہت بڑے پیمانے پر چاول - دالیں - ناریل - گڑ - مصری - ادرک گرم مسالے سوتی کپڑے اور بلاد چین سے حاصل کیا ہوا - ریشم مغربی ایشائی ممالک اور یورپ کے ممالک کو روانہ کئے جاتے تھے۔

لبنان یا شام کے علاقے میں بہت بڑے پیمانے پر اجناس کی تجارت تقریباً ناممکن تھی۔ اور نہ ہی قُرب و جوار کے علاقوں میں بڑے پیمانے پر اناج کی پیداوار ممکن تھی اجناس کی جتنی پیداوار مانسونی خطۂ ارض کے ممالک میں ممکن تھی۔ اجناس کی اِسی کثیر پیداوار کسی اور خطہ میں ممکن نہ تھی۔ جہاں تک مصر کی پیداوار کا تعلق ہے۔ اِس صحیفے میں بذاتِ خود ملک مصر کا ایک جُداگانہ انداز میں ذکر موجود ہے۔ بحیثیت مجموعی سارے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک اجناس کی تجارت میں کوئی ممتاز مقام ماضی بعید میں بھی نہ رکھتے تھے۔ یہ شرف صرف بحری ممالک یعنی مانسونی خطہ کے ممالک ہی کو ماضی بعید سے حاصل رہا۔

اہل صور کی بین الاقوامی تجارت

حزقی ایل باب ۲۷ ۳۲ - کون صور کے مانند ہے جو سمندر کے درمیان میں

تباہ ہوا۔ جب تیرا مال تجارت سمندر پر سے جاتا تھا۔ تب تجھ سے بہت سی
قومیں مالا مال ہوتی تھیں۔ تو اپنی اجناس کی تجارت کی کثرت سے روئے زمین
کے بادشاہوں کو دولت مند بناتا تھا۔

مندرجہ بالا فرمودہ ایسا حیرت انگیز اور ذو معنی ہے کہ اس کا تصور بھی عجیب و
غریب دل میں کیفیت پیدا کرنے والا ہے۔ یہ کہنا کہ جب تیرا مال سمندر پر سے
جاتا تھا۔ تب تجھ سے بہت سی قومیں مالا مال ہوتی تھیں۔
بین الاقوامی تجارت کی ایسی فراوانی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نہ صرف
شہر صور دولت و حشمت سے مالا مال تھا۔ بلکہ اُس کی درآمدات برآمدات
کی بین الاقوامی تجارت ایسے منظم طریقے سے ہوا کرتی تھی کہ اِس سے قومیں مالا مال
ہو جاتی تھیں

بحری ممالک کی اشیاء اِن ممالک میں پیداوار کی کثرت کے سبب ارزان
اور بے قیمت تھیں۔ وہ عمدگی کے ساتھ ضرورت مند ممالک تک پہنچا دی
جاتی تھیں اور وہاں کی ارزاں اشیاء جسکی پیداوار کثرت ہوتی وہ ضرورت مند
ممالک تک پہنچا دی جاتی مثلاً گرم مسالے ریشمی کپڑے سرد ممالک تک
پہنچا دیئے جاتے اور وہاں سے لوہا۔ فولاد سونا چاندی اور دیگر اشیاء ضرورت مند
ممالک تک پہنچ جاتے۔ مملکت یہوداہ و اسرائیل سے گیہوں۔ روغن۔ شہد
بلیسان حاصل کئے جاتے اور وہاں قیمتی کپڑے ارغوانی رنگ کے۔ چکندوزی
اور کتان و کمخواب کا کپڑا روانہ کئے جاتے۔ شہر یروشلم ان اشیاء کے لئے زبردست
منڈی کی حیثیت رکھتا۔

اہل دمشق یعنی ملک شام کے لوگ شہر صور کی دستکاری کی کثرت
کے سبب سے اور قسم قسم کے مال کی فراوانی کے سبب سے شہر صور سے
تجارت کرتے۔

بتلایا گیا کہ حران اور کنہ، عدن اور سبا کے سوداگر اور اسور اور کلمد کے باشندے تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ الغرض مشرقی اقوام اور مغربی اقوام تمام کی تمام قومیں دولت صور کی تجارت سرگرمیوں سے فیض یاب ہوتے مالامال ہوتے۔ عصر جدید کی انتہائی مہذب و ترقی یافتہ اقوام کے لئے یہ بات لمحہ فکریہ ہے کہ ان کی تجارتی سرگرمیاں بھی انہیں خطوط پر استوار ہونا چاہیئے۔

اگلے بیان میں ایک نیا انداز بیان اپنایا گیا ہے اور اللہ نے نبی کو راست ہدایت دی ہی کہ وہ خدا کا پیغام والی صور تک پہنچا دے۔ کہا گیا:۔

اے آدم زاد تو والی صور سے کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے:۔

تو نے اپنی حکمت اور خرد سے مال حاصل کیا۔ اور سونے چاندی سے اپنے خزانے بھر لیئے تو نے اپنی بڑی حکمت سے اپنی سوداگری سے اپنی دولت بہت بڑھائی۔

مندرجہ بالا حوالہ عہد قدیم میں ہوتے والی بین الاقوامی تجارت پر روشنی ڈالنے والا انتہائی جامع کلام ہے۔ جو یہ بتلاتا ہے کہ ماضی بعید میں دولت صور کے پرچم تلے کیسی عمدہ بین الاقوامی تجارت اقوام عالم کے درمیان ہوتی تھی کس طرح یہ لوگ ایک دوسرے سے تعاون واشتراک کر کے مالامال ہوتے رہے۔

والی صور کا مرتبہ

تصویر کے اس رُخ کے بعد حزقی ایل نبی کا صحیفہ والی صور سے راست مخاطب ہے اور کہتا ہے:۔

اے آدم زاد والی صور پر توجہ کر اور اُس سے کہہ۔۔

خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ:۔

تو خاتم الکمال۔ دانش سے معمور اور حسن میں کامل ہے۔

خاتم الکمال کے جلیل القدر القاب سے مخاطب کرنا اپنے میں زبردست معنویت

دکھتا ہے۔

خاتم بمعنی مُہر۔ خاتم الکمال یعنی اعلیٰ کمالات پر مہر کرنے والا جس پر تمام کمالات ختم ہوتے ہوں۔ ایسے القاب عام طور پر زمین پر مقتدر اعلیٰ بادشاہوں نے اپنے لئے استعمال کئے جو ایک خاص قسم کے مذہبی شرف کے بھی دعویدار ہوں۔
چنانچہ بعض خلفائے اسلام خاص طور پر عثمانی ترک خلفاء کے ناموں کے ساتھ "خاتم زینت" کا لقب بھی پایا جاتا ہے۔ جو شاید خاتم الکمال کے وزن پر ہو۔ ایک مقدس صحیفے میں شاہ صور کے اس جلیل القدر لقب کی موجودگی شاہان صور کے مرتبہ پر روشنی ڈالنے والی سند سے کم نہیں ہو سکتی۔
تاریخ ہند کے عہد عتیق کے مستند ریکارڈ کے تجزیئے سے اس عنوان پر بڑی دلچسپ روشنی پڑھتی ہے۔ بعض کتب میں شاہان صور کے عزت و عظمت کے واقعات تواتر کے ساتھ درج ہیں۔ جس سے ان کے مذہبی تقدس پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اب چونکہ یہاں پر یہ ہمارا موضوع نہیں۔ اس لئے اس عنوان پر ہم اس مقالے میں اختصار سے کام لیتے ہیں اس عنوان کو ہم ورثہ ذوالقرنین کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحت اور معاشی حالات ساتھ دیں تو ہم اس عنوان پر ضرور تفصیلی معلومات بلاد ہند کے عہد عتیق کے تمام کتابوں کے حوالے اور ان کی روشنی میں شاہان صور کے مرتبہ پر مکمل روشنی ڈالیں گے۔
چونکہ یہ تمام تحقیقی کام میری اپنی ذاتی دلچسپی سے جاری ہے مجھے کسی قسم کا کوئی تعاون .... حاصل نہیں ....

جہاں تک عوام کے تعاون کا سوال ہے وہ اتنی اونچی سطح کے طویل مدتی مسائل میں دلچسپی لیں یا اس کا ادراک کریں۔

ایسی توقع میرے لئے سراب سے کم نہیں۔ اس لئے میں اس کام میں دلچسپی رکھنے والے قارئین کو اس بات سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ درحقیقت ذوالقرنین کے وسیع ترین عنوان پر انھیں سیر حاصل مقالات کے لئے شاید بہت زیادہ انتظار کرنا پڑے گا اور کسی وجہ سے میں ایسا نہ کر پاؤں تو میں اپنے کام کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھنے والے قوم پرست باذوق و باہمت حضرات سے خواہش کروں گا کہ وہ بلاد ہند کے عہد عتیق کی کتب قدیم۔ اہل ایران و فارس کی کتب قدیم اور انبیاء بنی اسرائیل کے صحائف اور تاریخ بنی اسرائیل سے مدد حاصل کرکے اس عنوان پر تحقیقی کام کو جاری رکھیں۔ انھیں سیر حاصل مواد حاصل ہو جائے گا۔ صرف لگن اور محنت کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے طور پر کسی قسم کی کوتاہی نہ کرونگا۔ تحقیقی کام کیلئے معاشی اور ذہنی سکون بے حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اُس کی رضا کے لیئے اِس کام کو پورا کرنے کی کوشش کرونگا۔ تاکہ ہم نسل انسانی کے گذرے ہوئے معلوم ماضی سے واقف ہو کر نسلِ انسانی کے نامعلوم مستقبل کی طرف صحیح سمت میں روشنی حاصل کر سکیں۔

والیٔ صور اور باغ عدن

"تو عدن میں باغ خدا میں رہا کرتا تھا۔ ہر قیمتی پتھر تیری پوشش کیلئے تھا۔ مثلاً یاقوت سُرخ اور پکھراج اور الماس اور فیروزہ۔ سنگِ سلیمانی اور زبرجد نیلم اور زمرد اور گوہر شب چراغ اور سونے سے تجھ میں خاتم سازی اور نگینہ بندی کی صنعت تیری پیدائش ہی کے روز سے جاری رہی۔

مندرجہ بالا حوالے میں دو لفظ بڑے اہم ہیں۔ پہلا "عدن" اور دوسرا "باغ خدا" یہاں پر واضح طور پر پہلا اشارہ حضرت ذوالقرنین کی بنائی ہوئی جنت کی طرف تھا۔ جسکو عدن سے منسوب کیا گیا۔ [illegible] حضرت ذوالقرنین نے

شداد کی جنت کے مقابلہ میں ایک عظیم وسیع و رفیع الشان شہر ـ مثل جنت
شداد کے بنوایا تھا ـ جو شداد کی جنت سے کئی گنا بڑی اور بہتر تھی ـ یہاں پر
اس صحیفے میں اسی جنت کی طرف اشارہ ہے اور کہا گیا کہ تو عدن میں رہتا تھا ـ
لیکن یہاں پہ یہ فرق بتلایا جا رہا ہے کہ تو عدن میں باغ خدا میں رہا کرتا تھا ـ یہاں
پر باغ خدا سے مراد حضرت ذوالقرنین کی وہ خلوت گاہ مراد ہے ـ جو شہر صور کے
دو دروں پر جو مثل آنکھ کے تھے ـ عین سامنے واقع ہے جس کے اطراف ایک
وسیع دائرہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی وجہ سے نظر آتا ہے ـ
حضرت ذوالقرنین کے زمانے میں یہ تمام علاقہ ممکن ہو باغ خدا ہی کے نام
سے موسوم رہا ہوگا ـ کیونکہ بعد کے زمانہ میں ـ جب کہ وارث ذوالقرنین نے کفر کرتے
ہوئے الوہیت کا دعویٰ کیا ـ اس زمانے میں انھوں نے اس باغ کا نام بدل کر
"باغ والی" صور کر دیا ـ جسکا ذکر کتب قدیم میں متعدد کتابوں میں موجود ہے ـ
اس باغ کے عین وسط میں ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے پر ذوالقرنین
کی خلوت گاہ تھی ـ اس پہاڑی ٹیلے کے پاس ہی سے جانب مشرق وسیع و
عریض میدان شاہی قبرستان کے لئے وقف تھا ـ جس میں پہلی قبر اس
پہاڑی ٹیلے کے بالکل قریب ہی واقع ہے اور آخری سرے پر ایک بہت بڑا
قبرستان جس میں سینکڑوں قبور ہیں جو آج بھی محفوظ ہیں ـ تصویر ـ
اگرچہ کہ چند قبور کو بری طرح نقصان پہنچایا گیا ہے ـ مابقی قبور اب بھی
محفوظ ہیں ـ

اس پہاڑی ٹیلے کے چاروں کونوں پر چار نگہبانی کے پائنٹ بنے ہوتے ہیں ـ
جس میں ایک پائینٹ سرخی مائل پتھروں کا آپ کی خواب گاہ کے بالکل قریب ہے ـ
اس پہاڑی ٹیلے کی جانب مشرق تھوڑے سے فاصلے پر معمولی سے نشیب میں
ایک چٹان زیر زمین دھنسی ہوئی موجود ہے ـ جو پہاڑی سے پوری طرح پیوست

نظر آتی ہے۔ جس پر پتھروں کو جوڑ کر کچھ علامت بنائی گئی ہے۔ اسی چٹان کے
اوپر پتھروں کا ایک قدرتی عوددان کی طرح بنایا گیا ہے۔ جس میں آگ روشن
کرکے عود لوبان اور دیگر خوشبوئیں ڈالی جاتی تھیں۔ جہاں سے اُٹھنے والا دھواں
پوری طرح فضا کو معطر کردیتا۔ خلوت گاہ کی پہاڑی پوری طرح خوشبو سے
معطر ہوجاتی۔ مشرقی سمت سے جب ہوا چلتی تو مغربی سمت میں موجود
پہاڑی خلوت گاہ خوشبو سے مہک اٹھتی اس پہاڑی کے مشرقی سمت میں
موجود وسیع و عریض میدان کو اگر مشرق و مغرب میں تقسیم کردیں تو جانب
مشرق کا سارا میدان شاہی قبرستان کے لئے وقف محسوس ہوتا ہے۔
جب کہ مغربی میدان میں لشکر کے لیے ایک وسیع میدان ہے۔ کیونکہ یہاں پہ
وہ پُراسرار مٹی کے چار ٹیلے موجود تھے جو عام طور پر کسی مقام کی جنگی اہمیت
کے اظہار کے لئے ورثہ ذوالقرنین بناتے تھے۔ یہ مٹی کے ٹیلے اور بھی کئی اہم
مقامات پر ملک کے دوسرے حصوں میں موجود ہیں۔ خلوت گاہ کے پہاڑی
ٹیلے کا نام بھی بڑا دلچسپ ہے جو زمانے قدیم سے آج تک اس پہاڑی ٹیلے کے
لیئے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے "بنر وملا"۔

اس پہاڑی ٹیلے پر ایک چشمے کے بہتے رہنے کے نشانات آج تک
محفوظ ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس چشمے کو بھی سبوتاج کا نشانہ
بنایا گیا۔ ذوالقرنین اور ورثاء ذوالقرنین کے زمانے میں شاید یہ چشمہ بہترین
اور عمدہ قسم کے پانی کی فراہم کا ذریعہ تھا۔ پانی کے چشمہ کا منبع ایک چٹان میں تھا۔
اس کے بالکل قریب ہی ایک ہی چھوٹی سی پانی کی ٹانکی بنی ہوئی ہے۔ جو آج تک
بھی موجود ہے۔ اس کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

اس سبوتاج کی ایک دلچسپ وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ ہوا یوں کہ جنوبی ہند کے
ایک حملہ آور نے دو ہزار چھ سو سال قبل کے زمانے میں شاہان صور کو پوری طرح

مغلوب کر لیا اور شہر صور اور اُس کے تمام دائروں کے امیروں کو نہ پر کر لیا تب اس نے فاتح والیٔ صور کا لقب اختیار کیا۔ تعصب اور تنگ دلی سے متاثر ہو کر اس نے شاہان صور کی اِس قیام گاہ کو بہت نقصان پہنچایا۔ اِس کا نشانہ وہ مقام تھا جہاں پر شاہانِ صور قیام کرتے۔ چنانچہ پہاڑی پر جانب مغرب موجود بڑی بڑی چٹانوں کو جو دھوپ اور بارش سے محفوظ رہنے کا ذریعہ تھیں بڑی کوشش کے بعد جانب مغرب نشیب میں لڑھکا دیا گیا۔ یہ چٹانیں آج تک بھی جانب مغرب نشیب میں موجود ہیں اور جس مقام سے انھیں لڑھکایا گیا وہ مقام بالکل خالی جوں کا توں موجود ہے۔ تصویر ع ــــــ

اس قبیح فعل کی وجہہ سے پوری خلوت گاہ اپنے قدرتی حسن سے محروم ہو گئی۔ اچانک اتنی بھاری چٹانوں کے اوپر سے لڑھکا کر نیچے گرا دیئے جانے کی وجہہ سے پہاڑی کے اوپر دباؤ میں کمی کی وجہہ سے شاید وہ چشمہ جو پہاڑی پر ایک چٹان کی دراڑ میں سے بہتا رہتا تھا۔ اچانک بند ہو گیا۔ اس چشمہ کو دوبارہ جاری کرنے کی کوشش میں اس چشمہ کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ سینکڑوں ٹن وزنی چٹانوں کا واپس اُن کے مقام پر پہنچانا حملہ آور کی جسمانی طاقت سے باہر تھا۔

اِس خلوت گاہ کی ایک اور بات میرے مشاہدے میں آئی وہ یہ کہ یہاں سے تقریبًا آدھا کیلومیٹر سے زیادہ کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا پہاڑی سلسلہ ہے۔ اِس سلسلے کی پہلی چوٹی سے مشاہدہ کرنے پر خلوت گاہ تمام کی تمام خاص طور پر اِس کے نگہبانوں کے چاروں مرکز بڑے واضح نظر آتے ہیں۔ لیکن خوبی یہ کہ پہاڑی پر وہ مقام جو خاص خلوت گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ پوری طرح نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ اِس مقصد کے حصول کے لیے پہاڑی ٹیلے پر اس خوبی سے پہاڑی چٹانوں کو جوڑا کیا گیا ہے کہ اُسکی اوٹ میں اصل خلوت گاہ کا وہ خاص مقام پوری طرح پوشیدہ رہتا ہے۔ لیکن یہاں سے پوری پہاڑی پر

اور اسکے اطراف واکناف پر پوری نظر رکھی جاسکتی ہے تصویر ۔۔۔۔
خاص طور پر خلوت گاہ کے چاروں کونوں کے محافظین کی وفاداری پر
نظر رکھی جاسکتی ہے۔

جانب مشرق تھوڑے سے فاصلے میں جو وسیع چٹان زیرِ زمین ہے۔ اسکے
عین وسط میں ایک آرٹیزن کنواں ہے۔ جو آج بھی سال بھر پانی سے بھرا رہتا ہے۔
مقام کے قدیم اور معمر حضرات کی روایت ہے کہ کسی زمانے میں یہ کنواں بڑا وسیع
اور عریض تھا اور اس میں پہلے کے لوگ نہاتے تھے۔ زمانے اور وقت کے لحاظ سے
یہ کنواں سکڑتا گیا اور اب اس کی دراڑوں میں پتھروں کو رکھ کر اسکو مزید سکڑنے
سے روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سکڑنے کی وجہ سے اس کی چوڑائی صرف دو
فٹ سے کچھ زیادہ رہ گئی ہے۔ جبکہ اس کی لمبائی تقریباً پندرہ اور بیس فٹ کے
درمیان ہوگی۔

زمانہ قدیم میں یہ کنواں شاہانِ صور کا غسل خانہ رہا ہوگا، خلوت گاہ کی
دوسری اہم بات یہ کہ خفیف سے خفیف بات بھی اوپر سے نیچے آسانی کے
ساتھ سنی آتی ہے۔

اہل ہند کے قدیم کتب سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صور عام طور پر صرف ہیرے
جواہرات سے ہی ستر پوشی کرتا تھا۔ جیسا کہ صحیفے حزقی ایل میں درج ہے کہ
ہر قیمتی پتھر تیری پوشش کے لئے تھا۔ مثلاً یاقوت سرخ۔ پکھراج۔ الماس۔
فیروزہ سنگ سلیمانی۔ زبرجد۔ نیلم زمرّد اور گوہر شب چراغ شاہ صور ان قیمتی
جواہرات سے ستر پوشی کرتا تھا۔ قیمتی جواہرات سے ایسے ایسے لباس تیار
کئے جاتے تھے کہ اس سے عقل دنگ رہتی۔

محققین کو یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنی ہوگی کہ روئے زمین پر
صرف شاہانِ ہند ہی ننگے بدن پر جواہرات سے ستر پوشی کرتے تھے۔

کسی بھی ملک کے قدیم تاریخی ریکارڈ کے گہرے مطالعے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہاں کے حکمرانوں نے اپنے بدن کی ستر پوشی جواہرات سے کی ہو۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے کئی حکمرانوں کو ہیرے جواہرات سے ستر پوشی کرتے ہوئے بتلایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر شاہان صور کو جنکے عزوشرف کو تمام ہند کے حکمران تسلیم کرتے تھے۔ سونے سے تجھ میں خاتم سازی اور نگینہ بندی کی صفت جیری پیدائش ہی کے روز سے جاری تھی! یہ تمام باتیں اہل ہند کے صنعت وحرفت میں کمال ہنرمندی کی دلیل ہیں کہ کس طرح اہل ہند کو ماضی بعید میں دھاتوں کے استعمال میں کمال حاصل تھا۔

جب صبح کی پہلی کرن کے ساتھ شاہ صور اپنے مقربان خاص کو جو ہفت اقلیم شرف رونمائی کے لئے حاضر ہوتے تھے اپنی خلوت گاہ کی پہاڑی پر ایک خاص مقام سے رونما کرتا اُس وقت اُس کا بدن ہیرے جواہرات کی چمک دمک سے منور ہو جاتا۔ الصبح سورج کی پہلی کرن راست جب اس کے بدن پر پڑتی اس وقت وہ نور کا پیکر نظر آتا۔ اس سے رونمائی کا شرف حاصل کرنے والوں پر ایک خاص قسم کی ہیبت اور اُن کے دلوں میں دبدبہ پیدا ہو جاتا جو مملکت کے استحکام کے لئے بڑا ممد و معاون ہوتا۔

والئ صُور کی مسخ

تو ممسوح کروبی تھا جو سایۂ فگن تھا۔

شاہ صُور کے تعلق سے اکثر محققین نے اس لفظ کروبی سے دھوکا کھایا اور یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ کروبی یعنی فرشتہ تھا۔ یہ غلط فہمی اتنی وسیع رہی کہ اکی اسکی وجہ سے شاہ صور کی تمام حیثیت مشتبہ بن گئی اور سب نے اس حوالے کی وجہ سے شاہ صور کی شخصیت کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی۔

ذوالقرنین کے تعلق سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی واضح طور پر دلیل قطعی کے ساتھ یہ بات واضح کردی کہ وہ صالح بادشاہ تھے۔ فرشتہ یا نبی نہیں تھے۔ سلطان عارفین کا یہ فرمودہ عین حقیقت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے حضرت علیؓ کا فرمودہ ہے کہ :-

نہ تو وہ نبی تھے اور نہ ہی فرشتہ بلکہ وہ خدا کے نیک بندے تھے اور صالح بادشاہ (تفسیر ابن کثیر)

حزقی ایل نبی کے فرمودے میں بھی واضح طور پر اس بات کو بیان کیا گیا اگرچہ کے محققین نے اسکے معنیٰ دوسرے لے۔ تو ممسوح کروبی تھا۔

یہ الفاظ ایک تاریخی پس منظر اپنے میں رکھتے۔ لفظ تو سے مراد یہاں پر حضرت ذوالقرنین مراد ہیں۔ جو بعد میں مرادی معنیٰ میں درشار ذوالقرنین سے مخاطبت میں استعمال ہوا۔

ممسوح کروبی سے مراد یہ ہے کہ حضرت ذوالقرنین کے اس تاریخی شرف کی طرف اشارہ کہ ذوالقرنین عبدیت کی منزل میں داخل ایسے مقتدر اعلیٰ حکمران تھے۔ جنھیں بزرگ و برگزیدہ فرشتے نے اللہ کے حکم سے مسح کیا تھا۔

حضرت سیدنا داؤد خلیفۃ اللہ کو حضرت سموئیل نبی نے مسح کیا۔ حضرت سیدنا سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کو داؤد خلیفۃ اللہ نے مسح کیا۔ مسح کرنا ایک خاص قسم کا تاریخی شرف ہے جو عبدیت کی منزل پر نائب اللہ کے مقرب بندوں کو سرفراز ہوتا ہے۔ یہاں پر شرف کے اظہار کے لئے بیان ہوا کہ تو ممسوح کروبی تھا۔ جو سایہ افگن تھا۔ الفاظ سایہ افگن تھا سے واضح طور پر اس نقطے کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ ایک غیبی طاقت یا فرشتہ ہمیشہ تجھ پر سایہ افگن تھا۔ جو اس فرمودے کے نزول کے وقت سے قبل رخصت ہو چکا تھا

اس سارے پس منظر کو اس مختصر سے کلام میں ظاہر کیا گیا۔

رسول عربی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس بات کو اور وضاحت سے فرما دیا۔ (دلائل نبوت امام ابوزرعہ رازیؒ)

" وہ رومی نوجوان تھا۔ اِسی نے اسکندریہ بنایا۔ اُسے ایک فرشتہ آسمان تک چڑھا لے گیا اور دیوار تک لے گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث سے واضح طور پر مندرجہ بالا حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ نیز اس حدیث میں "آسمان" اور دیوار کے ایک ساتھ حوالے سے بڑا ذو معنیٰ مفہوم پیدا ہوجاتا ہے۔ ہر دو باتوں سے اِس تاریخی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ ذوالقرنین کی تمام پیش قدمیوں میں ایک فرشتہ رہبری کرتا رہا تھا۔ حزقی ایل نبی کا یہ کہنا کہ تو ممسوح کروبی تھا۔ دونوں باتیں اہم تاریخی حقایق پر روشنی ڈالنے والی ثابت ہوتی ہیں۔

نبی کریم کی حدیث میں دیوار سے مراد وہ عظیم دیوار مراد ہے۔ جو سدِ سکندری کے نام سے مانی جاتی ہے۔ موجودہ دیوار چین اسی کا ایک حصہ ہے۔ یہ دیوار بہمہ مقصدی دیوار تھی۔ جس نے اپنی تعمیر کے زمانے میں و مابعد تعمیر کے دور میں اثرات تاریخ عالم پر مرتب کئے اسکو بیان کرنا بے حد طوالت طلب ہوا۔

جہاں تک پیغمبر خدا نے لفظ "آسمان" کو استعمال کیا۔ شاید قارئین و محققین کو جان کر یہ بے حد تعجب ہوگا کہ اسکا مطلب کیا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرشتہ ذوالقرنین کو آسمان تک لے گیا۔ لیکن یہاں پر پیغمبر خدا کا مطلب ایک عجیب غریب جغرافیائی حقیقت کی طرف ہے اِسی لیے پیغمبر خدا نے لفظ چڑھا لے گیا استعمال کیا۔ اُڑا لے گیا۔ یا اٹھا لے گیا یا اور کسی قسم کی نوعیت نہیں بیان کی۔

ذوالقرنین کو آسمان دُنیا تک بے مقصد لے جانا نہیں ہے کیونکہ یہ شرف انبیائے کرام کے لئے مختص ہے اس سلسلے میں ورثار ذوالقرنین کے بیان میں

خود بخود روشنی پڑے گی۔ یہاں پر اس کی تفصیلات صرف تشنگی کا باعث ہوگا۔ یہ لفظ پوری تفصیلات کے ساتھ بحث کا طالب ہے اور نسل انسانی کی تاریخ کے ایسے روشن پہلو پر روشنی ڈالنے والا ہے۔ جو بیشتر ممالک کی تواریخ اور خاص طور پر اہل ہند کی تاریخ کے ایسی ایسی گتھوں کو سلجھائے گا جس کی وجہ سے یہ تمام تاریخی مواد مشتبہ بنا رہا۔ یہاں پر آسمان سے مراد ایک خاص قسم کا جغرافیائی علاقہ مراد ہے۔ اس علاقہ کو حضرت ذوالقرنین کے عہد میں منصوبہ بند طریقہ پر ترقی دی۔ اس علاقے میں بے شمار آثار تعمیر قدیم کے ایسے نادر انداز میں موجود ہیں۔ اس علاقے کے مختلف ادوار میں رکھے گئے نام اور ان کے پس منظر پر تفصیل روشنی ورثائے ذوالقرنین کے بیان میں خود بخود پڑے گی۔ چونکہ یہ بات میری تحقیق کے دوران میرے علم میں آئی اسلئے میں نے اسکو یہاں پر نوٹ کر دینا ضروری سمجھا تاکہ اگر یہ کام مجھ سے نہ ہو جائے تو آنے والے دور کے مجھ سے بہتر محقق اس نوٹ سے رہبری پاکر مجھ سے بہتر اور عمدہ تحقیقی کام ممکن ہو پیش کر پائیں۔ ایسی ذہنی تحفظ کے ساتھ میں نے ان باتوں کو یہاں پر نوٹ کیا ہے۔ مجھ سے جس حد تک خدا نے چاہا اس کام کو حسن و خوبی انجام دونگا۔ انشاء اللہ المستعان۔

والی صور کا شرف

آگے کے بیان میں بتلایا گیا ہے کہ "میں نے تجھے خدا کے مقدس کوہ پر قائم کیا (صحیفہ حزقی ایل)

یہ الفاظ بڑے معنی خیز ہیں۔ یہ تمام الفاظ ذوالقرنین اور ورثہ ذوالقرنین کے بارے میں ہیں۔ بیشک اللہ کے مقرب بندے عصر حاضر میں بھی پہاڑوں سے منصوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً کہف نشین غاربیں گیری دھاری وغیرہ جس طرح

پہاڑ زمین پر اپنی نفع بخشی کے لئے مشہور ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک و
برگزیدہ بندے بھی اپنی نفع بخشی کے ذریعہ نسلِ انسانی کو فائدہ پہنچاتے
ہیں۔ مثلاً کوہ ہمالیہ ہی کو دیکھیے جو اہل ہند کی حفاظت کرتا ہے۔ مانسونی ہواؤں
کو روک کے اہل ہند کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ شمال کی سرد ہواؤں سے ملک کو بچاتا ہے
سینکڑوں دریاؤں کا منبع ہے۔ اس کے جنگلات سے نفع ہے۔ اس کے دریاؤں
کی وجہ سے بننے والی وادیوں سے نفع ہے۔ اسکے مشرقی سلسلوں پر چائے کے
باغات وسطی سلسلے میں ناشپاتی اور سیب کے باغات شمال مغرب میں
بادام اخروٹ کے درخت کثرت سے ہیں۔ اس طرح اس سے نفع ہی نفع ہے
اللہ کے مقرب بندے بھی نسلِ انسانی کو اسی طرح فائدہ پہنچاتے ہیں۔

اسی صورتِ حال کی طرف اس صحیفے میں انتہائی فصاحت و بلاغت کے
ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ میں نے تجھے خدا کے کوہ مقدس پر قائم کیا۔

قرآن حکیم میں ذوالقرنین کا ذکر خاص سورۃ میں آیا ہے اس سورۃ کا نام
الکہف ہے یعنی کوہ عظیم الغرض یہاں پر بالواسطہ طریقہ پر بتلایا جا رہا ہے کہ
اے والیٔ صور تو ذوالقرنین جیسے برگزیدہ و مقرب انسان کا وارث ہے۔ اگر
مادی کوہ یہاں پر مراد تھا تو یقیناً اس کوہ کا یہ مادی تقدس زمان و مکان کی
تبدیلیوں سے آزاد رہتا اور اسکے مذہبی تقدس کو برابر برقرار رکھا جاتا جیسا کہ
عوام کی عادت ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے مذہب سے بڑا پیار رکھتے ہیں اگرچہ
کہ وہ اکثر صورتوں میں اس سے پوری طرح واقف بھی نہیں ہوتے۔

آتشی پتھر اور والیٔ صور

تو وہاں آتشی پتھروں کے درمیان چلتا تھا (حزقی ایل)

یہاں پر آتشی پتھروں کے مرادی معنوں سے قطع نظر اس کے لفظی معنی

یہ کہ آتشی پتھر ایسے پتھر کو کہتے ہیں۔ جس سے کانچ حاصل ہوتی ہے جو عام طور پر
گار کا پتھر کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ آتشی پتھر ایسے پتھروں کو بھی کہتے ہیں
جو انتہائی سخت ہوتے ہیں
آپ یہ جان کر ضرور تعجب کریں گے کہ شہر صور کے اندر شاہ صور کی جو قیام گاہ ہے
وہ پوری کی پوری آتشی پتھروں سے بھری پڑی ہے۔ اس مقام سے ہٹ کر
اور کسی مقام پر شہر صور میں ایسے پتھر اتنی بھاری تعداد میں نہیں ہیں تصویر
بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاص قسم کا گار کا پتھر چن چن کر لا کر یہاں پر کسی
عمارت کی تعمیر میں استعمال کیا گیا ہے۔ اب عمارت کی بربادی کے بعد بہت
بڑی بھاری تعداد میں گار کا پتھر میاں پر ڈھیریوں کی شکل میں بکھرا پڑا ہے۔
تو وہاں آتشی پتھروں کے درمیان وہاں چلتا پھرتا تھا اس سند کا
اطلاق والئ صور کی خلوت گاہ کے پہاڑی ٹیلے پر صد فیصد ہوتا ہے۔ اگر شہر صور
کے شاہی محل سے والئ صور اگر اس پہاڑی ٹیلے کی طرف آنا چاہیے اس کو
پہلے سخت چٹانوں سے بھری ہوئی ایک وادی میں سے گذرنا پڑتا ہے اور
جوں ہی وہ پہاڑی ٹیلے کے قریب پہنچے تو اس کو پہاڑی ٹیلے کے اطراف کے
میدان سے گذرنا پڑتا ہے جو کہ پورے کا پورا گار کے پتھروں سے بھرا ہوا ہے۔
حالیہ عرصے میں زمین کی کاشت کی وجہ سے کسانوں نے تمام گار کا پتھر چن دیا ہے۔
اور یہاں پر کھیتی شروع کر دی ہے۔ جہاں جہاں پر بھی یہ پتھر موجود ہے۔
وہ بڑا خوب صورت معلوم ہوتا ہے۔ اگر کثرتِ نمی کی وجہ سے یہ قیمتی پتھر زیر زمین
دھنستا رہا۔ جس کی وجہ سے اس سارے علاقے کا قدرتی حسن تقریباً
ختم ہو گیا جس زمانے میں یہ سارا جنگل محفوظ رہا ہوگا۔ چمکدار گار کے پتھر سے
ساری زمین ڈھکی رہی ہوگی۔ بارش کی وجہ سے مٹی دب کر صرف گار اوپر
رہ جاتا ہے۔ رنگ برنگی پتھروں سے ڈھکی ساری ہری بھری زمین سرسبز

شاداب انتہائی خوبصورت نظر آتی رہی ہوگی۔
مندرجہ بالا صحیفے میں ممکن ہو اس گار کے محل یا اس ٹیلے کی طرف اشارہ ہو۔ یا شاہ صور کے شاہی محل سے اس کی پہاڑی خلوت گاہ کے جانے کی راہ میں موجود سخت پہاڑی چٹانوں سے بھرپور اُس وادی کی طرف اشارہ ہو ایسا بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ خاص طور پر اس بڑے پیمانے پر گار کے پتھروں کے استعمال سے بنائے جانے والے محلات میں اور بھی کوئی خاص بات ہو جس کی وجہ سے صحیفے۔ اس صحیفے میں آتشی پتھروں کا ذکر پیش ہوا۔

اہلِ صور کی ایمانی کیفیت

تو اپنی پیدائش ہی کے روز سے اپنی راہ و رسم میں کامل تھا۔ جب تک تجھ میں ناراستگی نہ پائی گئی۔ یہ ایسی بڑی توصیفی سند ہے کہ جو شاہان صور کے حق پرست ہونے کی توثیق کرتے ہیں۔ یعنی ذوالقرنین اور ورثہ ذوالقرنین ۵۰۰ سال تک جس جلیل القدر منصب پر فائز تھے۔ اس پر روشنی ڈالی گئی جیسا کہ ابن عباسؓ نے روایت فرمائی ہے کہ ذوالقرنین اس سرزمین میں معہ لشکر کے کئی برس رہے۔ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت کرتے رہے سب لوگ وہاں کے مطیع و فرمانبردار ہوئے۔
ابن عباسؓ کی یہ روایت ہے و نیز صحیفے حزقیل کے حوالے سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ ذوالقرنین اور ورثہ ذوالقرنین اور تمام باشندگان ملک اور شہر صور کے باشندے اہل ایمان تھے۔
چنانچہ صحیفہ حزقی ایل اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ تو اپنی پیدائش کے روز سے اپنی راہ و رسم میں کامل تھا؟ یہ صورت حال اس وقت تک برقرار تھی۔ جب تک کہ باشندگانِ صور اور شاہ صور راہ راست پر

قائم تھے۔ جب دولت و ثروت کی فراوانی، کامل تحفظ کے احساس نے ان میں بگاڑ پیدا کر دیا۔ جیسا کہ صحیفے حزقی ایل میں درج ہے۔ تیری سوداگری کی فراوانی کے سبب سے انھوں نے تجھ میں ظلم بھی بھر دیا اور تو نے گناہ کیا۔ اس لیے میں نے تجھ کو خدا کے پہاڑ پر سے گندگی کی طرف پھینک دیا اور تجھ پر سایہ افگن کروبی کو آتشی پتھروں کے درمیان سے فنا کر دیا۔

والیِ صور کی گمراہی

شاہ صور گمراہ ہوا۔ اس پر خدا نے دوسروں کو مسلط کر دیا۔ انھوں نے شہر صور کو فتح کر کے برباد کر دیا۔ شاہانِ صور کے محل کو تباہ کیا گیا اور وہ غیبی طاقت جو بشکل فرشتہ اس کی معاون و مددگار تھی۔ ہمیشہ کے لیے رخصت کر دی گئی آگے بتلایا گیا ہے کہ تو نے اپنے جمال کے سبب سے اپنی حکمت کھو دی۔ میں نے تجھ کو زمین پر پٹک دیا۔ اور بادشاہوں کے سامنے رکھ دیا۔ تاکہ وہ تجھے دیکھ لیں۔ تو نے اپنی بدکرداری کی کثرت اور اپنی سوداگری کی ناراستگی سے اپنے مقدسوں کو ناپاک کیا۔ اس لیے میں تیرے اندر سے آگ نکالوں گا۔ ہر تجھے بھسم کر دے گی اور میں تیرے سب دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تجھے زمین پر راکھ کر دوں گا۔ قوموں کے درمیان وہ سب جو تجھ کو جانتے ہیں تجھے دیکھ کر حیران ہوں گے اور تو جائے عبرت ہوگا اور باقی نہ رہے گا۔"

مندرجہ بالا حوالہ بتلایا ہے کہ تجارت میں عدم توازن اور غیر معمولی استحصال جیسا کہ حالیہ عرصے میں انگریز حاکموں نے برصغیر ہند و پاک میں یک طرفہ تجارت کے ذریعہ برصغیر کے مالی مفادات کو شدید دھکا پہنچایا۔ تجارت و صنعت و حرفت کی بربادی کے بعد اہل ہند کا افلاس و نکبت یہاں تک پہنچا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ایڈورڈ تھامپسن نے سابقہ

وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے نام موسوم اپنے تاریخی خط میں جو ۱۹۳۵ء میں لکھا گیا تھا۔ اس افلاس و نکبت کو ڈرا دینے والا دہشت زدہ کر دینے والا افلاس و نکبت قرار دیا۔

نتیجتاً شدید قسم کا انقلابی جذبہ اہل ہند کے دلوں میں پیدا ہوا جو بتدریج اتنا قوی ہوا کہ اسی افلاس و نکبت نے ایک طاقت بن کر سویز کے مشرق میں تمام برطانوی مفادات کو متاثر کر ڈالا جس کے اثرات اتنے شدید تھے کہ بقول ہر دل عزیز نامور امریکی پریسیڈنٹ مسٹر آئزن ہوور کے زوال دولت برطانیہ زوال برطانوی ہند کی وجہ سے تھا۔

شاید ایسا ہی کچھ شاہان صور و دولت صور کے ساتھ پیش آیا ہو۔ "میں تیرے اندر سے آگ نکالوں گا جو تجھے بھسم کر دے گی"۔ اندر سے آگ نکالنے والا حوالہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے اور تاریخی شہادت پیش کرتا ہے کہ بلاد ہند ہی کے ایک حکمران نے شاہان صور کے خلاف تلوار باندھی اور اس علاقائی حکمران نے شہر صور کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور اس حکمران نے ایسی تباہی مچادی کہ اس سے تمام بلاد مشرق کا نظام حکومت و نظام معیشت درہم برہم ہو گیا۔ اس فاتح نے دانستہ طور پر فاتح صور کے لقب کے بجائے فاتح والی صور کا لقب اختیار کیا۔ جیسا کہ صحیفے حزقی ایل میں تنبیہ کی گئی کہ اپنے قاتل کے ہاتھ میں انسان ہوگا الہ نہیں۔ خدا نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے اس حکمران کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ وہ فاتح والی صور کا لقب اختیار کرے۔ اس واقعے کی عام تفصیلات بلادِ ہند کی کتب قدیم میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ جن کے تجزیے سے اس زمانے کے سیاسی حالات پر زبردست روشنی پڑتی ہے۔ تاریخ کا یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ فاتح والئ صور نے شاہ صور کی سلطنت چھین لی۔ شہر صور کو ویران کر ڈالا لیکن وہ پوری طرح اسکو ختم

کرنے میں ناکام رہا۔ والیٔ صور اپنی جان بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔
اس فاتح نے بہت جلد اپنی ناعاقبت اندیشی سے ایسے اقدامات کئے جسکے
نتیجے میں عرب و عجم اور مشرق کے تمام حکمران اس سے بدظن ہو گئے اور انھوں نے
مناسب وقت پر ایک بلند و بالا قائد کی قیادت میں اپنے آپ کو متحد کر دیا
اور اس قائد نے فاتح والیٔ صور اور اس کے بیشتر گھرانے کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اس کے
دار السلطنت کو جلا ڈالا۔

فاتح والیٔ صور کے ہاتھوں شکست کھا کر شاہ صور مجبور ہو کر اپنے لئے بنائی
ہوئی ایک محفوظ پناہ گاہ میں بلادِ ہند کی ایک مشہور دریا کے کنارے پناہ لیا تھا۔
اسی پناہ گاہ میں زمانے دراز تک اس حکمران گھرانے کا مرکز اقتدار رہا۔ فاتح والیٔ
صور کی چند سالوں کے اندر مکمل بربادی نے ان حکمرانوں کو زمانے دراز تک اپنے
سابقہ ملک پر جمے رہنے کا موقعہ فراہم کر دیا، کیونکہ انھوں نے بھی فاتح والیٔ صور کے
خلاف مہم میں اہم مورچوں پر حصہ لیا تھا۔ اس لئے بڑی آسانی کے ساتھ ان کا ملک
موروثی انھیں واپس مل گیا لیکن اس واقعے کے بعد اُن کو ماضی کی شان و
شوکت پھر کبھی حاصل نہ ہو سکی اگرچہ کہ بلادِ ہند کے تمام حکمرانوں میں ان کا
مقام سب سے افضل یہی رہا، وہ کوئی بلادِ ہند کا حکمران اُن کے برابر کا نہ تھا،
اگر کبھی ان کے خلاف صورت حال پیدا بھی ہوئی تو انھوں نے بڑی دانش سے
بلادِ ہند کے تمام حکمرانوں کو اپنے قابو میں رکھا۔

کچھ عرصے بعد ہندوستان پر بیرونی حملوں کا خطرہ بہت بڑھ گیا اور
انھیں اندرون ملک بھی بڑا استحکام حاصل رہا۔ تب انھوں نے مفاد قومی کے
تحفظ کے لئے وہاں سے تقریباً ننانوے میل جانب شمال مغرب ایک انتہائی
موزوں مقام پر روئے زمین کا نادر الوجود قلعہ بنوایا اور وہاں سے چند میل کے
فاصلہ پر ایک شہر بسایا۔ جو زمانے دراز تک اُن کا ملکی مستقر رہا۔

جیسا کہ ہم نے اپنے پہلے بیان میں بتلایا کہ ورثہ ذوالقرنین نے حضرت ذوالقرنین سے سیدنا داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک اپنے آبائی لقب یعنی ذوالقرنین کو استعمال کیا۔ اور ملکی نظم ونسق وہی رکھا جو زمانے قدیم سے چلا آتا تھا۔ جس وقت داؤد خلیفۃ اللہ کا زمانہ آیا۔ اس وقت ورثائے ذوالقرنین میں حیرام نامی فرد حکمران تھا۔ جسکو مقدس کتب قدیم میں شاہ صور کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ورثائے ذوالقرنین نے خلافت داؤدی کے بعد اپنے قدیم طریقہ انتخاب کی جگہ (جو ایک معجزے سے کم نہیں ہوا کرتا تھا) موروثی طریقہ انتخاب رائج کیا۔ یہ موروثی طریقہ انتخاب خاندانی حکومت کے خاتمہ تک باقی رہا۔ یہ عجیب وغریب بات ہے کہ انھوں نے از خود اپنے القاب شاہی میں زمان اور مکان کے تقاضوں کے مطابق تبدیل کر لیا خود خاندان کا نام دوبارہ بدلا گیا۔ اور بڑی عجیب وغریب معنویت کے اظہار کے ساتھ بدلا گیا۔ جس سے ان کے انتہائی حقیقت پسند ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اگر اس گھرانے کی تفصیلات سے اقوام عالم کے حکمران گھرانے واقف ہوتے تو ان میں سے بہت سے انقلابات زمانہ سے بچ جاتے۔ شاہان صور کی مصالحانہ روش کا مطالعہ ان سب کے لئے کار آمد ہوتا۔

یہاں پر بلاواسطہ اظہار خیال کو اسلئے اپنایا گیا کہ اس سے عنوان میں بے حد وسعت پیدا ہو جاتی اور ہر ذہین آدمی اس بات کا سوال کرتا کہ اس سلسلے میں مزید تفصیلات پیش کی جاتی تو مضمون میں وزن پیدا ہو جاتا۔ آئندہ کے مقالوں میں ان عنوانات پر سیر حاصل بحث لکھی جائے گی۔

بلاد بہار میں کئی کتب ایسے ہیں جن میں ان کے احوال بڑی تفصیل سے ملتے ہیں۔ بعض کتب میں شاہان صور کے عبرت ناک انجام کی خبر ملتی ہے۔ خود ان کتب سے شاہ صور کے ناپسندیدہ رویئے اور اس کے غیر دانشمندانہ اقدامات پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔

جب اس نے کہا۔ **میں اللہ ہوں**

اس وقت رسید ھے سادھے عوام نے جو کبھی وقت اس سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور اس کے بلند ترین اخلاقی معیارات پر پورا پورا بھروسہ رکھتے تھے۔ اسکی عقل و دانش پر انھیں پورا اعتماد تھا۔ اپنی والہانہ وابستگی کے سبب سے اسکے الہٰ ہونے پر یقین کرنے لگے اور جب والی صور اپنے اس نئے دعوے کی وجہ سے خدا کی نظر سے گر گیا۔ اس وقت اہل ہند کے دانشمندوں نے اس کے کمزور موقف کا اندازہ کر لیا۔

کئی کتب میں اس کے ذکر کیا تھا۔ اسکی ناپسندیدہ حرکتوں کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ جس سے اسکے کمزور موقف اور عوام الناس میں پھیلی ہوئی عام بے چینی پر روشنی پڑتی ہے۔ یہاں پر صرف ایک سرسری جائزہ بادی النظر میں پیش کیا گیا ہے۔ تمام تفصیلات اور بلاد ہند کے کتب قدیم کے حوالوں پر ورثہ ذوالقرنین کے بیان میں تفصیلی روشنی ڈالی جائے گی اور ان عالم تاریخی واقعات سے متعلق مستند حوالے پیش کئے جائیں گے۔ تاکہ قارئین کو اس زمانے کے احوال سمجھنے میں سہولت ہو۔ اب صرف طوالت کے خوف سے اختصار کیا جاتا ہے کیونکہ ہم اصل موضوع سے بہت دور چلے جائیں گے یہ تمام واقعات ایسے ہیں جو ایک تہذیب گم شدہ سے متعلق ہیں جو گذشتہ دو ہزار سال سے زائد عرصے سے تہذیب گم شدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ونیز بیک وقت تمام باتوں کا حوالہ نفس مضمون کو سمجھنے میں مدد دینے کے بجائے دشواریاں بھی پیدا کر سکتا ہے اس لئے بھی سخت قسم کے اختصار سے کام لیا گیا۔ امید کہ اپنی بڑھتی ہوئی تشنگی اور اس ضمن میں ہمارے اختصار اور احتیاط سے عجلت میں کوئی غلط رائے قایم نہ کر لیں۔ یہ تمام باتیں صبر اور تحمل اور کھلے ذہن کے ساتھ غور و فکر کے طلب گار ہیں۔ ہم اپنی دانش میں جس حد تک بھی ممکن ہو سکا پوری پوری احتیاط

برتتے ہوئے اپنے تحقیقی کام کو مثبت نتائج پیدا کرنے والا تحقیقی کام بنا رہے ہیں۔ صرف مفاد عامہ کے تحت ایسا ہو رہا ہے تاکہ وہ اعلیٰ وارفع مقصد کسی بھی گوشے کے جذباتی لگاؤ یا دیگر نوعیت کی رکاوٹوں کا شکار نہ ہو اور ہم سب ایک اعلیٰ وارفع تہذیب و تمدن سے جو ہماری تاریخ کا ایک قیمتی ورثہ ہے۔ روشناس ہو سکیں۔ ہم میں اتفاق و یکجہتی پیدا ہو سکے۔ ہمارے شاندار قومی ورثہ پر ہر ہندوستانی بچہ کو فخر وافتخار ہو سکے اور ہم اپنے شاندار ماضی کی واقفیت سے اپنے آنے والے مستقبل کی طرف صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں۔

صحیفے حزقی ایل ۲۷ ۱۹ قوموں کے درمیان وہ سب جو تجھ کو جانتے ہیں، تجھے دیکھ کر حیران ہوں گے تو جائے عبرت ہو گا۔ باقی نہ رہے گا۔"

یہاں پر وہ سب جو تجھ کو جانتے ہیں سے مراد تمام حکمران جو عہد قدیم سے ہی شاہان صور کے مرتبے اور عظمت سے واقف تھے۔ تجھے دیکھ کر حیران ہوں گے سے مراد شاہان صور کی بے قدری و بے مائیگی دیکھ کر مایوس ہوں گے۔ والیٔ صور کا حشر دیگر تمام حکمرانوں کے لئے باعث عبرت و نصیحت ہو گا۔

والیٔ صور کی تاریخی حیثیت

شاہان صور اور شہر صور کے تعلق سے سب سے اہم تاریخی شہادتیں بلادِ ہند کے کتب قدیم میں موجود حوالے ہیں۔ یہی حوالے انبیاء بنی اسرائیل کے حوالوں کے بعد سب سے اہم ترین سمجھے جا سکتے ہیں۔ خاص طور پر بلاد ہند کے کتب قدیم کا ایک انتہائی مختصر اور جامع اور جامع حوالہ ہمارے دریافت کردہ شہر صور کے محل وقوع کو حقیقی ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دستاویزی سند سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ حوالہ اس قدر مستند سند کے کام کرتا ہے کہ کسی بھی مقام کے شہر صور ہونے کے لئے اس دعوے کا اس سند کے مطابق پورا پورا اترنا لازمی

ہو جاتا ہے۔ ورنہ کوئی مقام جس پر یہ مستند حوالہ پورا نہ اُترتا ہو وہ مقام شہر صور کا حقیقی محل وقوع نہیں ہو سکتا۔ ہم اِس حوالے کو اور دیگر تفصیلات کو پیش کرنے سے پہلے ایک سرسری جائزہ بلادِ ہند کے عہدِ عتیق کے بارے میں پیش کریں گے۔

عہدِ قدیم کا جائزہ

بلادِ ہند میں چار وید بڑے مقدس مانے جاتے ہیں۔ رگ وید۔ سام وید۔ یجر وید۔ اتھر وید یہ چاروں وید تقریباً چار ہزار سال سے پہلے کے زمانے کے ہیں کہا جاتا ہے کہ عہدِ قدیم میں یہ وید تین قسم کے تھے۔ برہما وید۔ دیوا وید۔ مانوا وید۔ مذکورہ بالا چاروں وید مانوا وید ہی کے چار علاحدہ علاحدہ حصے ہیں۔ اول الذکر دونوں وید حادثات زمانہ کا شکار ہو کر ختم ہو گئے۔ برہما وید چند کروڑ الفاظ پر مشتمل تھے۔ ان کی نوعیت برٹانیکا اور امریکانہ جیسی جلدوں کی تھی۔ جو صرف عالموں فاضلوں کی ضرورت کی تکمیل کرتے تھے۔

دیوا وید۔ یہ چند لاکھ الفاظ پر مشتمل تھے۔ یہ کچھ اختصار سے لکھے گئے تھے۔ یہ دیوا ونش کی نجی ضرورتوں کے لئے تھے۔ یہاں پر یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ زمانے قدیم میں اہلِ ہند تین نسلی گروہوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ دیو۔ مانو اور ماتو جاتیوں۔ اِس گروہ بندیوں کا بڑا دلچسپ نسلی تناظر تھا۔

زمانے قدیم میں الفاظ آریا یا دراوڑی قطعی طور پر نسلی وابستگی کے اظہار کے لئے استعمال نہیں ہوتے تھے۔ ان الفاظ کا استعمال دوسرے معنیٰ میں ہوتا تھا۔ جس میں ایک بہت بڑا تاریخی پس منظر پوشیدہ تھا۔

مانوا وید عام جنتا کی روز مرہ زندگی میں رہبری کے لئے تھا جس میں

اُصولِ معاشرت و نظم و نسق، شجرے اور بعض دیگر علوم و فنون سے متعلق پُرحکمت باتیں بیان کی گئی تھیں۔

انقلاباتِ زمانہ سے جہاں اول الذکر دونوں قسم کے وید مکمل طور پر تباہ ہوگئے، تیسرا وید یعنی مانو اوید بھی تقریباً کرۂ ارض سے نابود کر دیا گیا تھا۔ لیکن ایک فرد کی لگن اور بے پناہ کوشش سے یہ وید یعنی مانو اوید روئے زمین سے نابود ہونے سے بچا رہا۔ یہ فرد دیوا وِشنو کا ایک فرد تھا۔ جس نے ان وید کو اپنی حفاظت میں لیکر سمندروں میں روپوشی اختیار کی اور جب خطرہ ٹل گیا اس وقت اِس فرد نے اِن ویدوں کو پھر سے جاری کر دیا۔ کتب قدیم میں اس اولوالعزم فرد کا نام متسا اوتار کے نام سے جانا جاتا ہے جو وِشنو یا وِشن دیوتا کا سب سے پہلا اوتار مانا جاتا ہے۔ نفسِ مضمون کی وضاحت کے لیئے اہلِ ہند کے عہدِ قدیم کے ویدی دیوتاؤں کا ایک انتہائی مختصر جائزہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے اگر اِن سے متعلق تمام تفصیلات پیش کی جائیں تو اس کے لئے کئی دفتر چاہیئے۔ اہلِ ہند کے دیوتاؤں میں پہلی جماعت آدی برہما۔ برہما اور پراریجا کی ہے۔ تینوں دیوتاؤں کا زمان اور مکان جُدا جُدا ہے۔ ان کے وجود کے زمانوں میں سینکڑوں سالوں کا فرق پایا جاتا ہے۔

تینوں دیوتاؤں کے مرموز بھی جُدا جُدا ہیں جو مورتی کہلاتی ہے۔ ہر مورتی کی شناخت جُدا جُدا ہے۔ میری تحقیق میں یہ مورتیاں مجسّموں سے زیادہ مرموز ہی ہیں، اس لئے میں نے لفظ مرموز استعمال کیا۔

اِن مرموزوں میں میں نے بعض تاریخی و جغرافیائی اہمیت رکھنے والے نکات پائے ہیں۔ درشنائے ذوالقرنین کے مقالے میں ان پر روشنی ڈالی جائیگی۔ اگرچہ کہ درشنائے ذوالقرنین کا کوئی راست تعلق اِن سے نہیں

دیوتاؤں کی دوسری جماعت کا تعلق آدی وشنو یا مہا وشنو یا وِشن دیوتا

اور اُس کے دس اوتاروں کی ہے۔ بشن دیوتا کے اوتاروں میں سب سے پہلا اوتار مینا اوتار کا ہے۔ جس کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں ہو چکا ہے۔

بشن دیوتا اور اس کے ہر اوتار کے علیحدہ علیحدہ مورتیاں ہیں۔ ان اوتاروں میں کچھ دیوا جاتی کے ہیں تو کوئی برہمن ہے اور کچھ کشتھری ونشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ان اوتاروں نے بعض خاص حالات میں بڑے بڑے تاریخی کارنامے انجام دیئے جن کے اثرات عوامی زندگی پر بڑے گہرے مرتب ہوئے اہل ہند کے دیوتاؤں کا تیسرا گروہ شیو دیوتا۔ ایشور یا مہیشور کا ہے۔ جو شیو شنکر کہلاتا ہے وہی مہیشور بھی کہلاتا ہے۔ اس دیوتا کو بہت سے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض بڑے اہم ہیں۔ مثلاً۔ شیوا شنکر۔ بھینکر۔ اگوری۔ پشوپتی۔ ایل کلا راج وغیرہ۔

مندرجہ بالا دیوتاؤں کی ہر جماعت ایک ایک خاص مکتب فکر کی نمائندہ ہے صرف آدی برہما کی مورتی اس سے مستثنا ہے۔ اس دیوتا کا مرموز تینوں مکتب فکر کا منبع ہے۔ عہد قدیم میں یہی مکتب فکر آریائی مکتب فکر کہلاتا تھا اسی آریائی مکتب فکر سے برہما اسکول آف تھاٹ بھری اسکول آف تھاٹ اور بعد میں ہرا اسکول آف تھاٹ پیدا ہوا ہے۔

اسی طرح عہد قدیم میں دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کا ذکر بھی تاریخی طور پر پایا جاتا ہے۔ دیو اندر سب سے پہلا دیوتا اور پہلی دیوی سیتی سمجھی جاتی تھی اسکے بعد کی جماعت سرسوتی۔ لکشمی اور پاربتی کی ہے تیرا گروہ جگدامبا۔ درگاہ اور سنتوشی کا ہے۔ ان تمام کی مورتیوں یا مرموز میں بعض مفید تاریخ پر روشنی ڈالنے والے اشارے پائے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا گروہوں سے ہٹ کر باقی جتنے بھی ہیں وہ سب کسی نہ کسی شکل میں ان ہی گروہوں سے جا ملتے ہیں۔

ان دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں یا مجسمے بنانے میں بعض خاص اُصولوں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے جس کا گیان انتہائی اونچی علمی سوجھ بوجھ رکھنے والے گروہ ہی کو حاصل ہے۔

برسبیل تذکرہ اگر ہم بلاد ہند کے تمام مورتیوں کے زمانے کو دو ادوار میں تقسیم کر دیں تو یہ ادوار ہوں گے۔ عہد قدیم سے دکشن پتھ کے نام ور اور انتہائی معزز حکمرانوں یعنی ست واہنوں یا شالی واہنوں کے آخری دور تک اور دوسرا زمانہ شالی واہنوں کے دور کے خاتمہ کے بعد سے آج تک کا زمانہ۔ پہلے دور کی مورتیوں کی خوبی یہ کہ یہ مورتیاں بعض خاص اُصولوں کی پابندی کرتی ہوئی بنائی گئی تھیں۔ بعد کے دوسرے دور میں ان اُصولوں کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔

پہلے دور کی تمام مورتیوں میں یہ بات مشترکہ طور پر پائی گئی کہ اس دور کی ہر مورتی جو انسانی قد کے برابر ہوتی وہ صرف دیوا ونش کے افراد کی ہوتی تھی۔ اسی طرح غیر دیوا ونش کے تمام افراد کی مورتیاں بے حد چھوٹی یعنی دو تین فیٹ سے زیادہ بلند نہ ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ست واہنوں کے دور کی سری رام چندر جی اور گوتم بدھ کی مورتیاں بے حد چھوٹی پائی گئی ہیں کیونکہ یہ دونوں باوجود وشنو کے اوتار تسلیم کئے جانے کے۔ چونکہ ان کا تعلق شہری ونشوں سے تھا۔ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے ان کی مورتیاں بڑی نہیں بنائی گئیں۔ ایسا ہی کچھ اُصولوں کو شوالنگوں کے بنانے میں پیشِ نظر رکھا گیا تھا۔ عہد قدیم کے تمام شوالنگوں میں ایک خاص قسم کی یکسانیت اُن کے سائز میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ بعد کے دور میں بنائے گئے شوالنگوں میں اس اُصول کو

اور اُس کے دس اوتاروں کی ہے۔ بشن دیوتا کے اوتاروں میں سب سے پہلا اوتار مینا اوتار کا ہے۔ جس کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں ہو چکا ہے۔
بشین دیوتا اور اس کے ہر اوتار کے علیحدہ علیحدہ مورتیاں ہیں۔ ان اوتاروں میں کچھ دیوا جاتی کے ہیں تو کوئی ملا ہمن ہے اور کچھ کشتھری وانشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔
گہرائی اور گیرائی سے مُطالعہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ان اوتاروں نے بعض خاص حالات میں بڑے بڑے تاریخی کارنامے انجام دیئے جن کے اثرات عوامی زندگی پر بڑے گہرے مُرتب ہوئے اہل ہند کے دیوتاؤں کا تیسرا گروہ شیو دیوتا۔ ایشور یا مہیشور کا ہے۔ جو شیو شنکر کہلاتا ہے وہی مہیشور بھی کہلاتا ہے۔ اس دیوتا کو بہت سے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ جس میں سے بعض بڑے اہم ہیں۔ مثلاً۔ شیوا شنکر۔ بھینکر۔ اگھوری۔ پشوپتی۔ ایل کلاراج وغیرہ۔
مندرجہ بالا دیوتاؤں کی ہر جماعت ایک ایک خاص مکتب فکر کی نمائندہ ہے صرف آدی برہما کی مورتی اس سے مثتنا ہے۔ اس دیوتا کا مرموز تینوں مکتب فکر کا منبع ہے۔ عہد قدیم میں یہی مکتب فکر آریائی مکتب فکر کہلاتا تھا اسی آریائی مکتب فکر سے برہما اسکول آف تھاٹ پھر اسکول آف تھاٹ اور بعد میں ہرا اسکول آف تھاٹ پیدا ہوا ہے۔
اسی طرح عہد قدیم میں دیوتاؤں کے ساتھ دیویوں کا ذکر بھی تاریخی طور پر پایا جاتا ہے۔ دیو اندر سب سے پہلا دیوتا اور پہلی دیوی سیتی سمجھی جاتی تھی اسکے بعد کی جماعت سرسوتی۔ لکشمی اور پاروتی کی ہے تیرا گروہ جگدامبا۔ دُرگاہ اور سنتوشی کا ہے۔ ان تمام کی مورتیوں یا مرموز میں البعض مفید تاریخ پر روشنی ڈالنے والے اشارے پائے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا گروہوں سے ہٹ کر باقی جتنے بھی ہیں وہ سب کسی نہ کسی شکل میں ان ہی گروہوں سے جا ملتے ہیں۔

ان دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں یا مورتی بنانے میں بعض خاص اُصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس کا گیان انتہائی اونچی علمی سوجھ بوجھ رکھنے والے گروہ ہی کو حاصل ہے۔

بر سبیل تذکرہ اگر ہم بلاد ہند کے تمام مورتیوں کے زمانے کو دو ادوار میں تقسیم کر دیں تو یہ ادوار ہوں گے۔ عہد قدیم سے دکھشن پیتھ کے نام ور اور انتہائی معزز حکمرانوں یعنی ست واہنوں یا شاتی واہنوں کے آخری دور تک اور دوسرا زمانہ شالی واہنوں کے دور کے خاتمہ کے بعد سے آج تک کا ہے۔ پہلے دور کی مورتیوں کی خوبی یہ کہ یہ مورتیاں بعض خاص اُصولوں کی پابندی کرتی ہوئی بنائی گئی تھیں۔ بعد کے دوسرے دور میں ان اُصولوں کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔

پہلے دور کی تمام مورتیوں میں یہ بات مشترکہ طور پر پائی گئی کہ اُس دور کی ہر مورتی جو انسانی قد کے برابر ہوتی وہ صرف دیوا ونش کے افراد کی ہوتی تھی۔ اسی طرح غیر دیوا ونش کے تمام افراد کی مورتیاں بے حد چھوٹی یعنی دو تین فیٹ سے زیادہ بلند نہ ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ست واہنوں کے دور کی سری رام چندر جی اور گوتم بدھ کی مورتیاں بے حد چھوٹی پائی گئی ہیں کیونکہ یہ دونوں باوجود وشنو کے اوتار تسلیم کئے جانے کے، چونکہ ان کا تعلق شہری ونشوں سے تھا۔ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے ان کی مورتیاں بڑی نہیں بنائی گئیں۔ ایسا ہی کچھ اُصولوں کو شوا لنگوں کے بنانے میں پیش نظر رکھا گیا تھا۔ عہد قدیم کے تمام شوا لنگوں میں ایک خاص قسم کی یکسانیت اُن کے سائز میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ بعد کے دور میں بنائے گئے شوا لنگوں میں اس اُصول کو

پیش نظر نہیں رکھا گیا اور بڑے بڑے شوالنگ بنائے گئے شمالی واہنوں کے
فوری بعد کے زمانے میں دکن پر حکومت کرنے والے چالوکیوں نے اجنتہ کے
غار بنوائے تو ان میں مہاتما گوتم بدھ کے بڑے بڑے مجسمے بنوائے۔ ایسا ہی کچھ
ایلورہ کے شہرہ آفاق غاروں کے تعمیر کروانے والے راشٹرا کوٹوں نے کیا۔ یہاں پر
شیوا لنگ بہت بڑے بنائے گئے۔ دیگر مورتیوں میں بھی قدیم اصولوں کو
پیش نظر رکھا گیا تھا۔

مندرجہ بالا دیوی دیوتاؤں کی جو مورتیاں بنائی گئی ہیں۔ ان میں
بعض مورتیوں کے ساتھ اُن کی سواریاں بھی بنائی گئی ہیں۔ مثلاً شیر، شیر ببر،
چوہا، مور، کنول کا پھول۔ ان تمام کو خاص خاص مقامات کے اظہار کے لئے استعمال
کیا گیا ہے۔ ان دیوی دیوتاؤں کے ساتھ جو ترشول ہیں وہ تین طرح کے ہیں مثلاً
ایک ترشول زمین میں نصب ہوتا ہے جس کے ساتھ ایک ڈگڈگی بھی بندھی ہوتی ہے
دوسرا ترشول پورا کا پورا ثابت ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی ڈگڈگی نہیں
ہوتی۔ تیسرا ترشول صرف آدھا ہوتا ہے۔ ان تمام کو علیحدہ علیحدہ معنی میں استعمال کیا گیا ہے
ہند میں عہد قدیم سے گائے کو بڑا مقدس سمجھا جاتا تھا۔ یہ گائے مختلف ادوار
میں مختلف ناموں سے جانی جاتی رہی۔ آدی برہم اور آریا ورت کے [illegible] راجہ
دُش انت کی گائے کا نام کام دھینو ہے۔ برہم رشی وشسٹ کی گائے کا
نام نندنی ہے۔ جبکہ مہارشی جمداگنی کی گائے کا نام سورابھی تھا۔ سری کرشن جی
کی گائے آج تک گیتو کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ان مختلف گایوں کے مختلف ناموں
کو نوٹ کرنے کا مقصد [illegible] ہے کہ ان ناموں کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ بعض تاریخی
اہمیت رکھنے والے واقعات پر ان سے روشنی پڑتی ہے [illegible] کے ناموں میں
تبدیلی خاص تاریخی وجوہات کی بنا پر ہے۔ آئندہ کے مقالوں میں اس پر
روشنی پڑے گی۔

عہد قدیم میں اہل ہند شہروں قصبوں۔ قریوں۔ چھوٹے چھوٹے سے خطہ زمین کے نام بھی بڑی حکمت سے رکھتے تھے۔ کونڈا۔ گیری۔ گوتم وغیرہ بھی بڑی معنویت کے ساتھ استعمال ہوتے تھے۔ الغرض قصہ مختصر یہ کہ بلاد ہند کے کتب قدیم جو تاریخ ہند کے مواد کے اہم ماخذ ہیں۔ تین درجوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

ان میں پہلا درجہ ویدوں کا ہے۔ جنکا ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا۔ دوسرا درجہ پرانوں کا ہے یہ پران کئی ہیں۔ ان میں کچھ وشنو پران ہیں اور کچھ لنگا پران ہیں۔ ان پرانوں میں مختلف ادوار کے احوال ایک خاص انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

تیسری جماعت جو بہت اہم ہے رزمیہ نظموں کی ہے جو رامائین مہابھارت کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ ان میں آخر الذکر بڑے اونچے علمی معیارات پر پوری اُترنے والی کتاب ہے۔ اس کتاب کی تعلیمات کی وجہ سے اہل ہند کا علمی معیار ایک زمانے دراز تک بے حد بلند رہا۔ مہابھارت یا بھگوت گیتا میں سری کرشن جی نے "نفس" کی جو تعلیم پیش کی وہ اپنے زمانہ کا شاہکار سمجھی جاسکتی ہے۔ نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ کی تعلیم اور اسکی تشریح اتنی عمدگی کے ساتھ پیش کی گئی ہے کہ اس پر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

مقدس قرآن پاک کی روشنی میں یہ کتاب اس آیت کا تفصیلی نمونہ پیش کرتی ہے۔

سورہ رعد) "خدا اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو قوم اپنے نفسوں کی کیفیتوں کو نہ بدلے" نفس کی تشریح ۲۷۰۰ ستائیس سو سال قبل جس طرح کی گئی وہ ایک لاجواب تاریخی کارنامہ ہے۔ یہ کتاب عہد قدیم کے بعض اہم تاریخی واقعات کی بھی تصدیق کرتی ہے

مندرجہ بالا کتب قدیم کے علاوہ شاہان ہند کی اور دیگر عالموں و فاضلوں کی
بہت سی پُر حکمت کتب بلادِ ہند میں پائی جاتی ہیں۔ اِن سب میں ممتاز
کتاب وہ ہے جسکو ویدا پارشی (وشنو گپت) نے شاہ ہند رائے دیوشلیم کے
حکم سے ولی عہد سلطنت بلہرا کے لئے لکھا۔ اِس کتاب کا زمانہ تصنیف زیرِ صدی
قبل مسیح کے قریب ہے۔ یہ کتاب اہل ہند میں پنچ تنتر کے نام سے اہل عرب
میں کلیلہ ودمنہ کے نام سے اور اردو میں بستان حکمت کے نام سے
جانی جاتی ہے۔ جانوروں کے کلام سے متعلق جتنے قصے ہیں اسی سے ماخوذ ہیں۔
یہ انتہائی اعلیٰ سیاسی اصولوں پر روشنی ڈالنے والی کتاب ہے۔

تاریخ ہند کے عہد عتیق میں جو دو مشہور الفاظ ملتے ہیں ایک لفظ دراوڑی
اور دوسرا **آریا**۔ لفظ آریا بین الاقوامی سطح پر بھی جانا جاتا ہے۔ لیکن عام طور
پر اِن الفاظ کے معنوں کے تعلق سے غلط مفہوم اتنا عام ہو گیا ہے کہ یہ الفاظ اپنے
اصلی پس منظر سے بے تعلق بنا دیئے گئے۔ لفظ دراوڑی کے ساتھ بلاد ہند کے
قدیم باشندے مُراد لیئے جاتے ہیں اور لفظ آریا سے شمال کے حملہ آور سمجھے جاتے ہیں
محققین کی رائیں آریاؤں کی اصل کے بارے میں خاص طور پر اُن کے وطن کے
بارے میں آج تک بھی مختلف ہیں اتفاق رائے پیدا نہ ہو سکا۔

درحقیقت بین الاقوامی سطح پر نسل انسانی کی تاریخ کے اہم پہلو سے چشم پوشی
کی گئی کہ نسل انسانی کے پھیلاؤ میں بعض دوسرے اہم محرکات بھی کارفرما ہیں۔
تمام محققین کا اِس بات پر اجماع ہے کہ موجودہ نسل انسانی حضرت **نوحؑ**
کی اولاد سے ہے اور دُنیا کی تین بڑی **نسلیں** یعنی حام۔ سام۔ یافث کی
وارث ہیں اولاد نوحؑ کی طرح اولاد سام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد۔

(۱) آلِ اسماعیل (عرب المستعربہ)

(۲) آلِ اسحاق (ترک، یورپی اقوام)

(۳) آلِ یعقوب (یعنی بنی اسرائیل)

ان گروہوں نے موجودہ نسلِ انسانی کے پھیلاؤ میں اہم رول ادا کیا۔

الغرض بلادِ ہند میں اس نسلی تناظر کا عملی پہلو یہ تھا کہ دریائے کرشنا کے جنوب کا تمام علاقہ دراوڑہ کہلاتا تھا۔ جیسا کہ حالیہ عرصے میں کرشنا ندی کے دہانے پر آباد شہر وجئے واڑہ کہلاتا ہے۔ دراوڑہ کا یہ خاص علاقہ شاہ ہند دیورا کی خاص جاگیر کہلاتا تھا۔ اُس زمانے میں شاہ ہند کا لقب دیورا تھا۔ اسی دیورا کو بعد کے زمانے کے عرب سیاحوں نے "ملک را" اور بعضوں نے بلرا لکھا تھا اور بعضوں نے بیک وقت دونوں کا حوالہ دیا۔ یعنی ملک را اور بلرا یال راولی عہد سلطنت کا لقب تھا جب کہ مقتدرِ اعلیٰ حکمران دیورا (ملک را) کہلاتا ہے۔ بعضوں نے اسکو بال را اور بعضوں نے بلہرا لکھا ہر دو القاب صحیح ہیں۔

دیورا یا ملک را کے نائبین سارے ملک میں مختلف علاقوں میں راجہ کے نام سے موسوم تھے یعنی دیورا کے نائب اور اُن کی رعایا پرجا کہلاتی تھی۔ پرجا، راجہ اور دیورا سب ایک دوسرے سے مربوط تھے۔ یہ سارے ملک کی سیاسی تقسیم تھی۔

دریائے کرشنا کے جنوب کے تمام باشندے یعنی دراوڑہ کے تمام باشندے بلا کسی تفریق نسل و ذات تمام کے تمام اپنے اس شرف کے باعث دراوڑی کہلاتے تھے۔ ان میں شیو بھگتوں کی کثرت تھی۔

اگر بعض محققین کے نظریہ آریا و دراوڑی کے نسلی پس منظر کو تسلیم کر لیا جائے۔ یہ بات سوالیہ علامت بن جاتی کہ دراوڑی اندرا، اگنی، ورن، ناگ اور شیو دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب آریائی دیوتا تھے اور ان سب کا تعلق تاریخ ہند میں یکے بعد دیگرے ہے۔ پہلے اندر پھر آدی برہما، پھر وشنو اور آخر میں شیو دیوتا کا زمانہ آتا ہے جب کہ تمام آریا۔ اندرا، اگنی

مندرجہ بالا کتب قدیم کے علاوہ شاہان ہند کی اور دیگر عالموں و فاضلوں کی بہت سی پُرحکمت کتب بلادِ ہند میں پائی جاتی ہیں۔ اِن سب میں ممتاز کتاب وہ ہے جسکو ویدا پا رشی (وشنو گپت) نے شاہ ہند رائے دیوا شلیم کے حکم سے ولی عہد سلطنت بلہرا کے لئے لکھا۔ اِس کتاب کا زمانہ تصنیف تین صدی قبل مسیح کے قریب ہے۔ یہ کتاب اہل ہند میں پنچ تنتر کے نام سے اہل عرب میں کلیلہ و دمنہ کے نام سے اور اُردو میں بستان حکمت کے نام سے جانی جاتی ہے۔ جانوروں کے کلام سے متعلق جتنے قصے ہیں اِسی سے ماخوذ ہیں۔ یہ انتہائی اعلیٰ سیاسی اُصولوں پر روشنی ڈالنے والی کتاب ہے۔

تاریخ ہند کے عہد عتیق میں جو دو مشہور الفاظ ملتے ہیں ایک لفظ دراوڑی اور دوسرا **آریا**۔ لفظ آریا بین الاقوامی سطح پر بھی جانا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر اِن الفاظ کے معنوں کے تعلق سے غلط مفہوم اِتنا عام ہو گیا ہے کہ یہ الفاظ اپنے اصلی پس منظر سے بے تعلق بنا دیئے گئے۔ لفظ دراوڑی کے ساتھ بلاد ہند کے قدیم باشندے مُراد لیئے جاتے ہیں اور لفظ آریا سے شمال کے حملہ آور سمجھے جاتے ہیں محققین کی رائیں آریاؤں کی اصل کے بارے میں خاص طور پر اُن کے وطن کے بارے میں آج تک بھی مختلف ہیں اتفاق رائے پیدا نہ ہو سکا۔

درحقیقت بین الاقوامی سطح پر نسل انسانی کی تاریخ کے اہم پہلو سے چشم پوشی کی گئی کہ نسل انسانی کے پھیلاؤ میں بعض دوسرے اہم محرکات بھی کارفرما ہیں۔

تمام محققین کا اِس بات پر اجماع ہے کہ موجودہ نسل انسانی حضرت **نوح** کی اولاد سے ہے اور دُنیا کی تین بڑی **نسل** ہا تھیں۔ حام۔ سام۔ یافث کی اولاد ہیں اولاد نوح ؑ کی طرح اولاد سام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد۔

(۱) آلِ اسماعیل (عرب المستعربہ)

(۲) آلِ اسحاق (ترک، یورپی اقوام)

(۳) آلِ یعقوب (یعنی بنی اسرائیل)

ان گروہوں نے موجودہ نسلِ انسانی کے پھیلاؤ میں اہم رول ادا کیا۔

الغرض بلادِ ہند میں اس نسلی تناظر کا علمی پہلو یہ تھا کہ دریائے کرشنا کے جنوب کا تمام علاقہ دراواڑہ کہلاتا تھا۔ جیسا کہ حالیہ عرصے میں کرشنا ندی کے دہانے پر آباد شہر وجئے واڑہ کہلاتا ہے۔ دراواڑہ کا یہ خاص علاقہ شاہ ہند دیورا کی خاص جاگیر کہلاتا تھا۔ اس زمانے میں شاہ ہند کا لقب دیورا تھا۔ اسی دیورا کو بعد کے زمانے کے عرب سیاحوں نے "ملک را" اور بعضوں نے بلہرا لکھا تھا اور بعضوں نے بیک وقت دونوں کا حوالہ دیا۔ یعنی ملک را اور بلہرا بال را ولی عہد سلطنت کا لقب تھا جب کہ مقتدر اعلیٰ حکمران دیورا (الملک را) کہلاتا ہے۔ بعضوں نے اسکو بال را اور بعضوں نے بلہرا لکھا ہر دو القاب صحیح ہیں۔

دیورا یا ملک را کے نائبین سارے ملک میں مختلف علاقوں میں راجہ کے نام سے موسوم تھے یعنی دیورا کے نائب اور اُن کی رعایا پرجا کہلاتی تھی۔ پرجا، راجہ اور دیورا سب ایک دوسرے سے مربوط تھے۔ یہ سارے ملک کی سیاسی تقسیم تھی۔

دریائے کرشنا کے جنوب کے تمام باشندے یعنی دراواڑہ کے تمام باشندے بلا کسی تفریق نسل و ذات تمام کے تمام اپنے اس شرف کے [illegible] دراوڑی کہلاتے تھے [illegible] شیو بھگتوں کی کثرت تھی۔

اگر چہ بعض محققین کے نظریہ آریا و دراوڑی کے نسلی پس منظر کو تسلیم کر لیا جائے۔ یہ بات سوالیہ علامت بن جاتی کہ دراوڑی اندر، اگنی، ورن، ناگ اور شیو دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب آریائی دیوتا تھے۔ اور ان سب کا تعلق تاریخ ہند میں یکے بعد دیگرے ہے۔ پہلے اندر پھر اگنی پھر برہما، پھر وشنو اور آخر میں شیو دیوتا کا زمانہ آتا ہے جب کہ تمام آریا۔ اندر، اگنی

مندرجہ بالا کتب قدیم کے علاوہ شاہان ہند کی اور دیگر عالموں وفاضلوں کی بہت سی پُر حکمت کتب بلادِ ہند میں پائی جاتی ہیں۔ اِن سب میں ممتاز کتاب وہ ہے جسکو ویدا پا رشی (وشنو گپت) نے شاہ ہند رائے دیو شلیم کے حکم سے ولی عہد سلطنت بلہرا کے لئے لکھا۔ اِس کتاب کا زمانۂ تصنیف دو سو صدی قبل مسیح کے قریب ہے۔ یہ کتاب اہل ہند میں پنچ تنتر کے نام سے اہل عرب میں کلیلہ و دمنہ کے نام سے اور اُردو میں بستان حکمت کے نام سے جانی جاتی ہے۔ جانوروں کے کلام سے متعلق جتنے قصے ہیں اِسی سے ماخوذ ہیں۔ یہ انتہائی اعلیٰ سیاسی اصولوں پر روشنی ڈالنے والی کتاب ہے۔

تاریخ ہند کے عہد عتیق میں جو دو مشہور الفاظ ملتے ہیں ایک لفظ دراوڑی اور دوسرا **آریا**۔ لفظ آریا بین الاقوامی سطح پر بھی جانا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر اِن الفاظ کے معنوں کے تعلق سے غلط مفہوم اتنا عام ہو گیا ہے کہ یہ الفاظ اپنے اصلی پس منظر سے بے تعلق بنا دیئے گئے۔ لفظ دراوڑی کے ساتھ بلادِ ہند کے قدیم باشندے مُراد لیئے جاتے ہیں اور لفظ آریا سے شمال کے حملہ آور سمجھے جاتے ہیں محققین کی رائیں آریاؤں کی اصل کے بارے میں خاص طور پر اُن کے وطن کے بارے میں آج تک بھی مختلف ہیں اتفاق رائے پیدا نہ ہو سکا۔

درحقیقت بین الاقوامی سطح پر نسل انسانی کی تاریخ کے اہم پہلو سے چشم پوشی کی گئی کہ نسل انسانی کے پھیلاؤ میں بعض دوسرے اہم محرکات بھی کارفرما ہیں۔

تمام محققین کا اِس بات پر اجماع ہے کہ موجودہ نسل انسانی حضرت **نوح** کی اولاد سے ہے اور دُنیا کی تین بڑی **نسلیں** جا ملتیں۔ حام۔ سام۔ یافث کی اولاد ہیں۔ اولادِ نوح کی طرح اولادِ سام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد۔

(۱) آلِ اسماعیل (عرب المستعربہ)

(۲) آلِ اسحاق (ترک۔ یوروپی اقوام)

(۳) آلِ یعقوب (یعنی بنی اسرائیل)

ان گروہوں نے موجودہ نسلِ انسانی کے پھیلاؤ میں اہم رول ادا کیا۔

الغرض بلادِ ہند میں اس نسلی تناظر کا علمی پہلو یہ تھا کہ دریائے کرشنا کے جنوب کا تمام علاقہ دراواڑہ کہلاتا تھا۔ جیسا کہ حالیہ عرصے میں کرشنا ندی کے دہانے پر آباد شہر جیسے واڑہ کہلاتا ہے۔ دراواڑہ کا یہ خاص علاقہ شاہ ہند دیورا کی خاص جاگیر کہلاتا تھا۔ اُس زمانے میں شاہ ہند کا لقب دیورا تھا۔ اسی دیورا کو بعد کے زمانے کے عرب سیاحوں نے "ملک را" اور بعضوں نے بلہرا لکھا تھا اور بعضوں نے بیک وقت دونوں کا جراء دیا۔ یعنی ملک را اور بلہرا بال رادولی عہد سلطنت کا لقب تھا جب کہ مقتدرِ اعلیٰ حکمران دیورا (الملک را) کہلاتا ہے۔ بعضوں نے اسکو بال را اور بعضوں نے بلہرا لکھا ہر دو القاب صحیح ہیں۔

دیورا یا ملک را کے نائبین سارے ملک میں مختلف علاقوں میں راجہ کے نام سے موسوم تھے یعنی دیورا کے نائب اور اُن کی رعایا پرجا کہلاتی تھی۔ پرجا، راجہ اور دیورا سب ایک دوسرے سے مربوط تھے۔ یہ سارے ملک کی سیاسی تقسیم تھی۔

دریائے کرشنا کے جنوب کے تمام باشندے یعنی دراوڑہ کے تمام باشندے بلا کسی تفریق نسل و ذات تمام کے تمام اپنے اس شرف کے باعث دراوڑی کہلاتے تھے۔ ان میں شیو بھگتوں کی کثرت تھی۔

اگر بعض محققین کے نظریہ آریا و دراوڑی کے نسلی پس منظر کو تسلیم کر لیا جائے۔ یہ بات سوالیہ علامت بن جاتی کہ دراوڑی اندر، اگنی، ورن، ناگ اور شیو دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب آریائی دیوتا تھے۔ اور ان سب کا تعلق تاریخ ہند میں یکے بعد دیگرے ہے۔ پہلے اندر پھر اگنی پھر برہما پھر وشنو اور آخر میں شیو دیوتا کا زمانہ آتا ہے جب کہ تمام آریا۔ اندر، اگنی

برہما ۔ وشنو اور شیو دیوتاؤں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ اِن تمام اُمور کے پیشِ نظر دراوڑیوں کی قدامت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ تاریخی طور پر آریوں کی قدامت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔

ویدوں میں قدیم آریاؤں کی آمد کا جو راستہ بتلایا گیا ہے۔ وہ راستہ حضرت ذوالقرنین کی ابتدائی مراجعت کا راستہ ثابت ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا نسلی تناظر سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ دراوڑی صرف ایک خاص علاقے میں آباد تمام شہریوں کی مشترکہ شناخت کا ذریعہ تھا۔ جو دریائے کرشنا کے جنوب میں آباد تھے۔

لفظ آریا، ایک خاص مکتبِ فکر کا نام تھا۔ وہ گروہ انسانی جو زمانے قدیم میں مقتدر اعلیٰ حکمران دیوا، کا حامی و مددگار تھا آریا کہلاتا تھا۔ اور جو گروہ دیوا اور اس کے ملک و اقتدار کا دشمن تھا۔ سیاسی حریف تھا۔ وہ راکھشس کہلاتا تھا۔ یہ لفظ دو الفاظ پر مشتمل ہے را یعنی دیو یا، اور کشس یعنی ہلاک کرنے والا۔ یعنی دیو را کا دشمن۔

جس طرح شاہ انگلستان چارلس کے زمانے میں شاہ پرست ٹوری تحریک کے علم بردار تھے یعنی شاہ پرست اپنے سروں میں لمبے بال رکھتے اور شاہ کے مخالف اپنا سر منڈھواتے تھے۔ یہ ایک تحریک کی ظاہری علامت تھی۔

ایسا ہی کچھ عہدِ قدیم میں بلادِ ہند میں شاہ پرست آریا کہے جاتے اور شاہ کے دشمن راکھشس۔

ہر دو الفاظ میں **آریا** اور راکشس میں لفظ "را" مشترک ہے اور اسی لفظ را کا ریکارڈ تقریباً تمام دُنیا کی اقوام کی تواریخ میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ مثلاً ملک مصر میں **"رع"** کا مندر پایا گیا۔

تہذیبِ ہند پر مندرجہ بالا سرسری جائزہ ہے کہ بعد ہم وہ اہم تاریخی حوالہ پیش کرتے ہیں جو اتھروید سے لیا گیا ہے۔

اتھروید کی روشنی میں شہر صور کا محل وقوع

اتھروید کے دسویں کانڈ اکتیس ویں سوکت میں اتھروا رشی نے شہر صور کے محل وقوع پر روشنی ڈالنے والی سند نقل کی ہے۔ یہ اتنی جامع انداز میں پیش کی گئی ہے کہ بذات خود ادب کا ایک شہکار سمجھی جا سکتی ہے۔ انتہائی فصاحت کے ساتھ انتہائی مختصر ترین الفاظ میں ایک عظیم الشان شہر کے محل وقوع اور اس کے جغرافیائی و تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

" اشٹ چکرا۔ نوا دوارا۔ دیونام۔ پوریودھیا۔ تسیام ارنیا کوشہ۔ سورگو۔ جیوتشا ورتہا" (اتھروید۔ ۱۰ کانڈ۔ ۳۱ سوکت)

آٹھ چکر اور نو دروازے والی دیوتاؤں کی قدیم ترین ناقابلِ تسخیر لشکرگاہ برکت و نور کی سنہری بستی شہر صور کی ہے۔ جو حیات بخش ہے۔

شہر صور سے متعلق اس قدیم ترین مستند حوالے کی اہمیت کا اندازا سب ہی کر سکتا ہے۔ صحیفے حزقی ایل اسی حوالے کی پوری پوری تفصیل پیش کرتا ہے دونوں حوالوں میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

صحیفے حزقی ایل نے شاہان صور کی عظمتِ رفتہ کے احوال جس طرح بیان کئے اس طرح اتھروا رشی نے اپنے فرمودے میں انتہائی جامع انداز میں پوری صورتحال کی عکاسی کر دی ہے۔

اتھروا رشی نے واضح طور پر اپنے اس حوالے میں بتلایا کہ شہر صور وہ شہر ہے جس کے آٹھ حفاظتی دائرے ہیں اور خود شہر صور کے نو دروازے ہیں۔ آٹھ چکروں اور نو دروازوں کا ذکر اس خوبی سے کیا گیا کہ جو یہ بتلاتا ہے۔

شہر صور دو عظیم دائروں پر مشتمل شہر ہے جس کے پہلے دائرے میں آٹھ حفاظتی چکر یا دائرے ہیں اور دوسرے دائرے کے نو دروازے ہیں جو انسانی جسم کے سوراخوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ برکت و نور کی سنہری بستی کی سند

خود حرفی ایل جی کا صحیفہ ہے۔ جسکا تفصیلی جائزہ مندرجہ بالا سطور میں پیش ہوا۔ و نیز ہماری پہلی کتاب "سکندر ذوالقرنین" شخصیت و زمانہ میں ہم نے شہر صور اور اُس کے دائروں کے چشم دید احوال باب شہر صور میں پیش کیا تھا۔

اب آپ ہمارے بنائے ہوئے نقشے کا بغور مطالعہ کریں جس میں میں نے شہر صور کے دائروں اور اُس کی ایک خاص جہت میں بنائے ہوئے آٹھ چکروں کو پیش کیا ہے۔ میں نے یہ نقشہ اپنے چشم دید مشاہدے کے بعد تیار کیا ہے۔ یہ تمام کے تمام چکر یا دائرے صرف شہر صور کی شمالی سمت میں پائے جاتے ہیں۔ شہر کا محل وقوع کچھ اس طرح ہے کہ دشمن دوسری سمتوں سے کوئی بڑا بڑی حملہ نہیں کر سکتا۔ قدرتی طور پر یہ سمتیں بڑی محفوظ ہیں شہر صور شمال اور جنوب کی سمتوں دو بڑے دریاؤں گوداوری اور کرشنا سے گھرا ہوا ہے۔ یہ دریا بذات خود سیکڑوں میل تک ناقابل عبور و مرور تھے۔ از کم زمانے قدیم میں کسی بڑے لشکر کے لیئے ناقابل عبور مرور ضرور تھے۔ یہ دو دریاؤں کے درمیان کا علاقہ جانب مغرب مغربی گھاٹ کی پہاڑیوں سے اور جانب مشرق خلیج بنگال کے سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ یہ خصوصی خطہ ارض ماضی بعید میں دو مختلف ناموں سے جانا جاتا تھا۔ اس کے پہلے نام سے خطہ قنظر اسکا دوسرا نام بڑا مشہور و معروف ہوا۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت بے حد ضروری ہے کہ سنسکرت ادب میں لفظ دکھشن کے مرادی معنی جنوبی سمت کے ہوتے ہیں جب کہ اس لفظ کے حقیقی لفظی معنی "دکھشنا یعنی نذر" کے ہیں شاہان صور نے اس با معنی لفظ کو اپنے اپنائے وطن کے لئے استعمال کیا جیسے کے نظام دکن اپنے محل لنگ کوٹھی کو "نذری باغ" سے موسوم کرتے تھے چونکہ

شاہان صور ساری دُنیا سے نذریں وصول کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے
یہ نام دکھشنا پتھ مشہور ہوا۔ اس خاص خطے کا یہ دوسرا نام تھا۔

الغرض شہر صور پر حملہ کرنے والے بیرونی حملہ آوروں کے لئے صرف
گوداوری اور کرشنا ندیوں کا درمیانی ڈیلٹائی علاقہ ہی موزوں
مقام بحری حملہ کے لئے ان دو دریاؤں کے بیچ میں ایک انتہائی موزوں مقام
پر شہر صور کو آباد کیا گیا تھا۔ خشکی کی سمت سے حملہ کرنے والے دشمنوں
کے لئے صرف شمالی سمت ہی سے شہر صور پر حملہ کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ شہر صور
کے اصل دائیرے کے لیے شمالی رُخ پر بڑی موزونیت کے ساتھ
تقریباً ۱۶۰۰ سولہ سو مربع میل کے احاطہ پر محیط۔ آٹھ حفاظتی چکر
بنائے گئے۔

تاریخ ہند کے گہرے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان دائروں کو تاریخی
نام بھی دیئے گئے تھے اور آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہے گی کہ یہ تاریخی نام
ان چکروں کے عین وسط میں بنائے گئے مرموزوں کے عین مطابق ہوتے
ہیں یا مرموز کے عین مطابق ہیں۔ یعنی جس دائیرے کا نام تاریخ ہند میں
پدمادیوہم آیا ہے۔ اس چکر کے عین وسط میں ایک مہیب کنول قدرتی
پتھر کو چھوڑ کر بنایا گیا ہے۔ جس دائیرے کا نام ناگا دیوہم بتلایا گیا ہے
یہاں ایک بہت بڑے ناگ سانپ کو پھن کھولے پھنا ڈالے
بیٹھے ہوئے دکھلایا گیا ہے۔ سانپ کا پھن تقریباً ۶۰ مربع فٹ
یا اس سے زائد ہوگا اور پھن کا رنگ گہرا پیلے رنگ کا بتلایا ہے۔
جبکہ اس سانپ کا چٹانا ۱۰۰۰ مربع فٹ سے زائد ہوگا اور اسکا
رنگ بھورا یا کلیشی بتلا گیا۔ یہ مرموز دکھشا پتھ اسٹون آرٹ کا
سب سے عمدہ شاہکار ہے۔ کیونکہ بھی مرموز دوسری تہذیب سے

ایک برکھولا باز نظر آتا ہے اور سیدھی سمت سے گھ [illegible]
جانب مغرب سے مشاہدہ کرنے پر یہی مرموزا ایک اُڑتا ہوا پرندہ
یا فرشتہ نظر آتا ہے جس کا رنگ سبزی مائل زرد ہے جو معلق نظر آتا ہے۔

الغرض میں نے اس لاثانی تاریخی یادگار اور مصر یا پویسم یعنی اژدھے
والے دائرے کے پاس تحفظ کے لئے وشنو شاہان صور کے قبرستان کے
تحفظ کے لئے گورنر آندھرا پردیش شری کرشنا کانت جی سے
راج بھون میں ملا اور ان تاریخی یادگاروں کے تحفظ کے لئے
ضروری اقدامات کرنے کے لئے استدعا کی۔ ہز اکسلینسی نے بڑی دلچسپی
سے میرے کام سے واقفیت حاصل کی اور فوری محکمہ آثار قدیمہ کے
عملے کو احکامات جاری فرمائے کہ وہ میرے ساتھ جاکر ان تمام
نوادرات کا برسر موقع معائنہ کریں اور رپورٹ پیش کریں اور
خود بہ نفس نفیس ان مقامات کا معائنہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

میں خاص طور پر ہز ایکسلینسی آندھرا پردیش کو دکھانا چاہتا تھا کہ
اسٹون آرٹ کے روئے زمین کے سب سے نادر نمونے سے واقف کرانا
چاہتا تھا میں انھیں بتانا چاہتا تھا کہ یہ اسٹون آرٹ کا نمونہ بیک وقت
چھ شبیہیں بنا رہا ہے۔

ان کی پہلی شبیہہ ناگ سانپ کی شکل میں ہے جو کہ جانب مغرب موجود
مینار کے کی پہاڑی کو تک رہا ہے۔ ناگ کا رنگ [illegible] زرد رنگ کا پھن کھولے
چاکلیٹی رنگ کا جو چھپا ڈالے بیٹھا ہے اس کی دوسری شبیہہ باز کی ہے جو نشیب میں موجود
ناگ کا شکار کرکے ڈالی پر بیٹھا ہے زخمی سانپ کے پھن کی خوبی یہ ہے کہ جو قریب سے
دیکھنے پر وہ ایسی چٹان نظر آتا ہے جس میں کسی انسان کی شبیہہ پوشیدہ ہے یہ شبیہہ
کسی جاپانی یا چینی انسان کی معلوم ہوتی ہے جس کا چہرہ زرد اور بال سیاہ ہیں۔

ناگ دیوہم کی تیسری شبیہہ ایک خوبصورت گھوڑے کی ہے جس کو دیکھ کر
دل چاہتا ہے کہ اسے دیکھتے ہی رہیں۔ تصویر
چوتھی شبیہہ ایک کیتا کی سی ہے جو صرف چار پتھروں سے بنائی گئی ہے (تصویر)
پانچویں شبیہہ اس کی ایک ایسے درندے کی ہے جو کسی حد تک کتے سے
مشابہ ہے اور بڑی حد تک زرد رنگ کے شیر ببر کی سی ہے۔ اسٹون آرٹ
کے ایک نادر نمونے کی چھٹی شبیہہ سب سے اہم ہے۔ اس شبیہہ میں اسٹون آرٹ
کا ایک نادر نمونہ ایک اڑتا ہوا فرشتہ یا پری زاد نظر آتا ہے۔ یہ شبیہہ
متصل موجود گرودہ گرہ ہم کی پہاڑی سے نظر آتا ہے تصویر میں آپ
گرودہ گرہ ہم کا مشاہدہ کیجئے۔ تصویر میں آپ کو سب سے پہلے گرودہ
دیوتا نظر آئے گا۔ جس کا تاج اور چہرہ ابھی واضح دیکھ سکتے ہیں پھر
اس کے آگے نشیب میں ناگ دیوہم کی پہاڑی پر اڑتا ہوا فرشتہ
یا پری زاد نظر آئے گا۔ اگر آپ ذرا ہٹ کر گرودہ گرہ ہم کا مشاہدہ
کریں تو آپ کو ایک گرودہ یعنی باز پرندہ نظر آئے گا۔ پھر آپ کو
نشیب میں ایک ناگ دیوہم کی پہاڑی پے ہوا میں معلق اڑتا ہوا
فرشتہ یا پری زاد نظر آئے گا۔

افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اسی گرودہ گرہ ہم کے دامن میں
ایک کرشر مشین نصب کردی گئی ہے جو پتھروں کو پیس رہی ہے گرودہ
گرہ ہم برباد ہو چکی ہے۔ میری شخصی درخواست پر مشین کے مالک نے
اب تک گرودہ دیوتا اور بعض دیگر چٹانوں کو نقصان نہیں پہنچایا
لیکن اب تک جو نقصان ہوا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ ایسا
محسوس ہوتا ہے کہ یہ لاثانی شاہکار برباد ہو جائے گا۔ میں نے
حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے قبل از قبل . . . .

شہر صور کے میرے بنائے ہوئے نقشے اور شہر انھوں
دائروں کی تصاویر اور میرے مقالات پر مختصر نوٹ کو میں نے مالیہ
پرنسپال سکریٹری گورنر آندھرا پردیش کے سامنے پیش کیا جناب

کہتا ہے آخری حفاظتی دائرہ ہے۔ ویدو جو ویوہم بھی کہلاتا ہے اس کے
سنسکرت ادب میں لفظی معنے جنگی حکمت عملی کے ہوتے ہیں۔ انگریزی
میں ویدو یا ویوہم کا ترجمہ STRATEGY ہے۔

Meletary Sciene that leranch of tactice which teaches how to conduct an army when contending with an enemy.

خاص طور پر مہابھارت کی جنگ سے متعلق تمام کتب میں ان
دائروں کے نام مستند حوالوں کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور اس کے
ساتھ یہ بیان بھی ملتا ہے کہ کرکشیتر کے میدان جنگ میں لڑی جانے
والی اس بھیانک جنگ میں جو ساتویں صدی قبل مسیح سے ذرا قبل
لڑی گئی تھی۔ ان تمام جنگی حکمت عملیوں کو آزمایا گیا تھا۔ ان کتب
میں یہ حوالہ بھی خصوصی طور پر پایا جاتا ہے کہ ان جنگی حکمت عملیوں
کے اصل دائرے شہر صورتیں ہی ہیں۔ کرکشیتر کے میدان جنگ میں
صرف مصنوعی طور پر ان جنگی حکمت عملیوں کو آزمایا گیا تھا۔ حالیہ
عرصے میں ریلیز ہونے والی ٹی۔ وی سیریل میں کرکشیتر کے میدان
میں مصنوعی طور پر لڑی جانے والی چکر ویوہم یا چکر ویو کی جنگ کو
بتلایا گیا ہے بعض کتب میں ارجن کے بیٹے ویر ابھی منیو کو پدما ویوہم (کنول
کے دائرے) میں مار دیا جانا بتایا گیا اور بعضوں نے اس عنوان پر بننے
والی دھارمک سیریلوں میں پدما ویوہم سے پہلے ناگا ویوہم اور گرڑا
ویوہم کی لڑائیوں کو بھی پیش کیا ہے۔ یہ تمام شہری دائرے انتہائی قدیم شہروں
سے حاصل کیا گیا تھا انہی کی بنیاد پر قلم بند ہوئے

الغرض ہمارا مقصد یہاں پر یہ ہے کہ تاریخ ہند کی مستند کتب
قدیم میں اتھر وید کے بیان کردہ آٹھ دائروں کے خصوصی نام بھی مستند
اور قدیم حوالوں کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ہمارے دریافت کردہ
شہر صور کے پاس بھی آٹھ حفاظتی چکر ایک عمدہ جنگی حکمت عملی کے
ساتھ موجود ہیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ان تاریخی ناموں کے
مطابق یہاں انہی نام کے خصوصی نشان بھی ان دائروں کے عین
وسط میں آج تک موجود ہیں۔ اور یہ حفاظتی دائرے یکے بعد دیگرے
بڑی عمدہ جنگی حکمت عملی کے ساتھ آج تک موجود ہیں۔

ان دائروں کے علاوہ ہر تین دائروں کا احاطہ کرنے والا
ایک واچنگ ٹاور بھی موجود ہے جہاں سے پوری حفاظت
کے ساتھ ساتھ دفاع میں مصروف لشکر کی سرگرمیوں پر
نظر رکھی جاتی تھی۔ ایسے کل تین واچنگ ٹاور میری تلاش
کے دوران کے دوران دریافت ہوئے ہیں۔ وہ ایسے محفوظ
محل وقوع پر واقع ہیں کہ یہاں سے ہر تینوں دائروں میں
افواج کی نقل و حرکت حملہ آوروں کا جنگی موقف خود دفاع
میں مصروف لشکر کی کارکردگی اور وفاداری پر گہری نظر رکھی
جا سکتی ہے۔

اسی طرح شہر صور کے اطراف آٹھ جنگی دائرے موجود ہیں
اگر ہم شاہ صور کے مصنوعی کوہ کو بھی شمار کریں جس پر ایک عظیم ستر
بنایا گیا ہے اور جس کے روبرو نشیب میں جانب مشرق آٹھ پہاڑیاں
اہم جنگی موقف کے ساتھ موجود ہیں۔ تو یہ دائرہ نواں دائرہ ہوگا جس
کا ذکر نواگرہ اور کیلا پربت کے نام سے کتب قدیم میں بعد کے زمانے

میں پایا جاتا ہے جو سور یہ دیوتا کا مسکن کہلاتا تھا گاد (لاہری)
یہ مصنوعی کوہ بعد کے زمانے میں بنایا گیا تھا بعضوں نے لکھا ہے کہ خورشید
دیوتا نے مہر دیوتا کیلئے یہ مصنوعی کوہ بنایا تھا (مہراشت)
الغرض ان دائروں کے قطع نظر جیسا کہ اہورو شی نے شہر صور کے نو
دروازوں کا خصوصی حوالہ بھی دیا ہے یہ دروازے انسانی جسم میں پائے
جانے والے سوراخوں سے مشابہ سمجھے جاتے تھے ان کا استعمال بھی ایسی ہی
مصلحتوں سے ہوا کرتا تھا۔
شہر صور کے داخلی دروازوں میں نو درے جو شکل آنکھ ہوتے تھے
ان میں دائیں آنکھ والا درہ شاہان صور کی آمد و رفت کیلئے مختص تھا
شاہ صور جب بھی باہر جاتا وہ اسی درہ سے باہر جاتا اس کا خصوصی
دستہ اس راہ میں اس کے ساتھ ہوتا۔ وہ ان دائروں کے امیروں کے ساتھ
باہر نکلتا تھا۔ یہاں پر ایک خصوصی میدان بنایا گیا ہے جہاں پر خاص
قسم کے ٹیلے بنائے گئے تھے۔ خصوصی مٹی کے ٹیلے حالیہ عرصہ تک
محفوظ تھے۔ چند سال قبل ہی ان چار خصوصی ٹیلوں میں سے تین ٹیلے برباد
کر دیئے گئے۔ یہ خصوصی مٹی کے خاص وضع کے ٹیلے اہم اہم جنگی مقامات پر
بلا ذہنیت آج تک پائے جاتے ہیں۔
بائیں آنکھ والے دائرے کے پرے پرے شاہی قبرستان کی سرحدیں
شروع ہوتی تھیں۔ یہ شاہی قبرستان آج تک محفوظ ہے۔ بعض قبور پر
گار کا خصوصی پتھر پایا جاتا ہے۔ بیشتر قبریں محفوظ ہیں۔ ان قبور پر پایا جانے
والا قیمتی پتھر زمانہ قدیم میں ہی چرا لیا گیا۔ شاہی قبرستان کا رقبہ تقریباً پانچ
مربع میل ہوگا یہ ایک وسیع میدان ہے جبکہ آخری سرے سے تدفین کا عمل
شروع ہوا ہے پہلی قبر قبرستان کے شروع میں واقع ہے جیسا کہ مجموعہ توریت

میں آیا ہے۔

"اے شاہ صور (King of Tyre) تو آتشی پتھروں کے درمیان چلتا پھرتا تھا۔"

یہ بات بڑی اہم شہادت پیش کرتی ہے کہ شاہان صور کے محلات و باغات کے پاس بڑے بڑے آتشی پتھروں کے پہاڑ موجود ہیں۔ اب اگرچہ کہ شاہی محلات کے نام و نشان نہیں جیسا کہ بتایا جاتا ہے بابل شہر کے پاس آتشی ٹیلے خصوصی طور پر پائے گئے ہیں جن کے بارے تمام محققین کا اجماع ہے کہ یہ شاہ بابل کے محلات کے کھنڈر ہیں انہیں خطوط پہ شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے عین دامن میں پانچ بہت بڑے آتشی پتھروں کے ٹیلے شہر صور میں ملکہ صور کے کوہ اور شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے درمیان درجہ بدرجہ موجود ہیں۔ ان آتشی پتھروں کے ٹیلوں پر شاہان صور کے محلات بنے ہوں گے۔ اور ان محلات کے عقب میں انتہائی ترتیب میں ایک وسیع دائرہ نما میدان ہے جس میں شاہان صور کے باغات رہے ہوں گے اس باغ کے عقب میں جو پہاڑیاں ہیں ان پر عجیب و غریب انداز میں ان مانسوں اور بندروں کی شبیہیں کالے سرخ اور نیلے پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہیں۔ سارا منظر انتہائی اعلیٰ قسم کے جمالیاتی ذوق کا مظہر ہے۔

جب میں نے شاہان صور کی قبروں پر بھی ایسی پتھر کو پایا تو میرا تجسس اس پتھر کی افادیت کے بارے میں بے حد بڑھ گیا۔ دل نے کہا خدا اپنے کلام میں کسی بے معنی چیز کو پیش نہیں کرتا۔ خدا کے کلام میں آتشی پتھروں یا Red hot coal کے حوالے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس حوالے کی حقیقت کو پہچان سکوں چنانچہ میں نے اس بارے میں تحقیق کی۔ آتشی پتھروں کے حوالے کا مقصد انڈیا کے پاس ...

تھا کہ اس علاقے کے محل وقوع کے بارے میں نشاندہی کی جائے
جیسے کہ سفر ذوالقرنین کی جہتیں بتلاتے ہوئے قرآن نے کہا کہ پہنچا وہ
غروب آفتاب کے مقام پر پایا اس کو ڈوبتا تھا پانی اور کیچڑ میں۔ پانی
اور کیچڑ کا حوالہ یہ بتلاتا ہے کہ ذوالقرنین کا پہلا سفر بانسوی خطہ ارض
کی طرف تھا اور قرآن اپنے دوسرے بیان میں ذوالقرنین کے دوسرے
سفر کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ پہنچا طلوع آفتاب کے مقام پر جہاں پر
کوئی پردہ نہ تھا سورج اور وہاں کے باشندوں کے درمیان یہاں پر کھلے
مشرقی اور ریگستانی خطہ ارض کی طرف اشارہ تھا۔

اسی طرح مجموعہ توریت میں آتشی پتھروں کا حوالہ سرزمین دکھنا سیحدہ کی
طرف اشارہ تھا جہاں ایک خاص علاقے میں کثرت سے آتشی پتھر پایا
جاتا ہے۔ چنانچہ اس مقام کی خصوصی جغرافیائی موقف سے فائدہ اٹھا
کر ذوالقرنین نے یہیں پر اپنے دارالسلطنت مدینؑ کی بنیاد رکھی تھی
جو بعد میں پورالودھیا اور شہر صور (Tyre) کے نام سے بھی مشہور ہوا
اسی شہر مدین کا ذکر قرآن پاک میں سورہ اعراف اور سورہ ہود میں آیا
ہے کلام الٰہی کبھی تشنہ نہیں رہتا۔ وہ انسانوں کی مکمل رہنمائی مرادِ الٰہی
کی طرف کرتا ہے۔ آتشی پتھروں کے حوالے کا بنیادی مقصد اس مقام کے
جغرافیائی محل وقوع کی طرف نشاندہی کرتا تھا۔ وہ قدرت کی بے پناہ
فیاضی کی طرف اشارہ تھا چنانچہ مقامی افراد سے ان پتھروں کے متعلق میں
نے معلومات اکھٹی کیں تب مجھے پتہ چلا کہ یہ پتھر انتہائی قیمتی عطیہ ہے قدرت کا
مقامی تاڑی تاسنے والوں نے مجھے بتایا کہ تہواروں کے
موقعوں پر جب وہ تاڑی کے رس کا ذخیرہ کرتے تو کچھ عرصہ بعد اس میں
کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ چند گار کے پتھروں کو خوب

میں آیا ہے۔

"اے شاہ صور (King of Tyre) تو آتشی پتھروں کے درمیان چلتا پھرتا تھا۔" (

یہ بات بڑی اہم شہادت پیش کرتی ہے کہ شاہان صور کے محلات و باغات کے پاس بڑے بڑے آتشی پتھروں کے پہاڑ موجود ہیں۔ اب گرچہ کہ شاہی محلات کے نام و نشان نہیں جیسا کہ بتایا جاتا ہے بابل شہر کے پاس آتشی ٹیلے خصوصی طور پر پائے گئے ہیں جن کے بارے تمام محققین کا اجماع ہے کہ یہ شاہ بابل کے محلات کے کھنڈر ہیں انہیں خطوط پہ شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے عین دامن میں پانچ بہت بڑے آتشی پتھروں کے ٹیلے شہر صور میں ملکہ صور کے کوہ اور شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے درمیان درجہ بدرجہ موجود ہیں۔ ان آتشی پتھروں کے ٹیلوں پر شاہان صور کے محلات بنے ہوں گے۔ اور ان محلات کے عقب میں انتہائی نشیب میں ایک وسیع دائرہ نما میدان ہے جسمیں شاہان صور کے باغات بنے ہوں گے اس باغ کے عقب میں جو پہاڑیاں ہیں ان پر عجیب غریب انداز میں بن مانسوں اور بندروں کی شبیہیں کالے سرخ اور پیلے پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہیں۔ سارا منظر انتہائی اعلےٰ قسم کے جمالیاتی ذوق کا مظہر ہے۔

جب میں نے شاہان صور کی قبروں پر بھی ایسی پتھر کو پایا تو میرا تجسس اس پتھر کی افادیت کے بارے میں بیحد بڑھ گیا۔ دل نے کہا خدا اپنے کلام میں کسی بے معنی چیز کو پیش نہیں کرتا۔ خدا کے کلام میں آتشی پتھروں یا Red hot coal کے حوالے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس حوالے کی حقیقت کو پہچان سکوں چنانچہ میں نے اس بارے میں تحقیق کی۔ آتشی پتھروں کے حوالے کا مقصد اللہ پاک کے پاس تھا

تھا کہ اس علاقے کے محل وقوع کے بارے میں نشاندہی کی جائے
جیسے کہ سفر ذوالقرنین کی جہتیں بتلاتے ہوئے قرآن نے کہا کہ پہنچا وہ
غروب آفتاب کے مقام پر پایا اس کو ڈوبتا تھا پانی اور کیچڑ میں۔ پانی
اور کیچڑ کا حوالہ یہ بتلاتا ہے کہ ذوالقرنین کا پہلا سفر بالسونی خطہ ارض
کی طرف تھا اور قرآن اپنے دوسرے بیان میں ذوالقرنین کے دوسرے
سفر کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ پہنچا طلوع آفتاب کے مقام پر جہاں پر
کوئی پردہ نہ تھا سورج اور وہاں کے باشندوں کے درمیان یہاں پر مکمل
مشرقی اور ریگستانی خطہ ارض کی طرف اشارہ تھا۔

اسی طرح مجموعہ توریت میں آتشی پتھروں کا حوالہ سرزمین دکھنا پیحدر کی
طرف اشارہ تھا جہاں ایک خاص علاقے میں کثرت سے آتشی پتھر پایا
جاتا ہے۔ چنانچہ اس مقام کی خصوصی جغرافیائی موقف سے فائدہ اٹھا
کر ذوالقرنین نے یہاں پر اپنے دار السلطنت "مدین" کی بنیاد رکھی تھی
جو بعد میں پورا لودھیا اور شہر صنوبر ([illegible]) کے نام سے بھی مشہور ہوا
اسی شہر مدین کا ذکر قرآن پاک میں سورہ اعراف اور سورہ ہود میں آیا
ہے کلام الٰہی کبھی تشنہ نہیں رہتا۔ وہ انسانوں کی مکمل رہنمائی مراد الٰہی
کی طرف کرتا ہے۔ آتشی پتھروں کے حوالے کا بنیادی مقصد اس مقام کے
جغرافیائی محل وقوع کی طرف نشاندہی کرتا تھا۔ وہ قدرت کی بے پناہ
فیاضی کی طرف اشارہ تھا چنانچہ مقامی افراد سے ان پتھروں کے متعلق میں
نے معلومات اکٹھی کیں تب مجھے پتہ چلا کہ یہ پتھر انتہائی قیمتی عطیہ ہے قدرت کا
مقامی تاڑی تاسنے والوں نے مجھے بتایا کہ تہواروں کے
موقعوں پر جب وہ تاڑی کے رس کا ذخیرہ کرتے تو کچھ عرصہ بعد اس میں
کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ چند گارسے پتھروں کو خوب

مقدس قرآن پاک میں شہر مدین کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ سورہ الاعراف کی آیت نمبر ۸۵ سے آیت نمبر ۱۰۲ تک پھر سورہ ہود کی آیت نمبر ۶۹ سے آیت نمبر ۸۱ تک شہر مدین اور اصحاب مدین کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

تمام مقامات پر جدا جدا انداز میں اصحاب مدین اور شہر مدین کا ذکر آیا ہے۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۳ میں بڑی خوبی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ — کیا انہیں اپنے اگلوں کی خبر نہ آئی۔ اور پھر بتلایا گیا کہ اگلی قوموں میں حضرت نوح ع کی اولاد میں قوم عاد و ثمود کو ہلاک کیا گیا۔ پھر قوم ابراہیم ع کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا گیا کہ قوم ابراہیم میں اصحاب مدین اور وہ بستیاں الٹ دی گئیں جن کو ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لاتے۔ مقدس قرآن مغضوب قوموں کو دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے پہلا گروہ قوم نوح کا ہے اور دوسرا گروہ قوم ابراہیم کا ہے۔ ان مغضوب گروہوں کے لئے قرآن نے آل نوح یا آل ابراہیم کے الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ قوم ابراہیم و قوم نوح کے استعمال کئے ہیں۔ قوم ابراہیم سے مراد نمرود اور ملک عراق کے باشندے تھے۔ قوم ابراہیم میں سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام کے شہر مدین اور ان کی تمام قوم کو شامل کر لیا گیا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ وہ تمام بستیوں کو بھی شریک کر لیا گیا جو سیدنا شعیب علیہ السلام کے زمانے میں شہر مدین اور اس کے گرد و نواح کی بستیاں تھیں جو تمام کی تمام جلا د ہند میں شامل تھیں جو عذاب الہی سے تباہ ہو گئی تھیں۔

بموجب قرآن سورہ توبہ آیت نمبر ۶۳ الم یاتیھم نبا الذین من قبلھم قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراھیم و اصحٰب مدین

الم تفكت انتم اسلم بالبينت - کیا انہیں اپنے سے اگلوں کی خبر نہ ہوئی۔ نوح کی قوم اور عاد و ثمود کی اور ابراہیم کی قوم کی اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں۔ ان کے رسول روشن دلیلیں اُن کے پاس لاتے تھے۔

ایسا معلوم پڑتا ہے کہ اللہ پاک نے قوم ابراہیم یعنی نمرود اور اس کے درباریوں کے ساتھ حضرت شعیب ع کے زمانے کے متکبر اصحاب مدین اور وہ تمام کنبوں کو جو برباد کر دی گئی تھیں ان آیات میں شامل کر لیا ہے جو تمام کی تمام بلاد ہند میں تھیں۔

قرآن پاک میں سورہ ہود کی آیت نمبر ۶۹ میں راست طور پر شہر مدین کا ذکر آیا ہے۔ اللہ پاک نے راست طور پر شہر مدن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کی تبلیغ کا طریق کار بتلاتے ہیں کہ وہ کس طرح اس قوم کی تمام کمزوریوں اور برائیوں کو قوم کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں اور انھیں راہ راست کی دعوت دیتے رہے ہیں اور انہیں آنے والے خطرات سے بھی آگاہ کرتے رہے ہیں اور بتلاتے رہے ہیں کہ کس طرح قوم نوح اور عاد و ثمود کی قومیں تباہ ہوئیں۔ پھر قوم لوط کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ قوم لوط تو تم سے بالکل ہی قریب ترین قوم ہے جو برباد ہوئی۔ پھر ایسی صورت میں اصحاب مدین کی بربادی کے بعد قوم موسیٰ کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور بتلا دیا گیا کہ کیوں اس انسانی گروہ سے نرم رویہ اختیار کیا گیا۔

ولقد آتینا موسی الکتب فاختلف فیہ۔ ولولا کلمۃ سبقت من الربک لقضی بینھم وانھم لفی شک منہ مریب (سورہ ہود آیت ۹۱)

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی۔ اگر تمہارے رب کی بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور بیشک وہ اس کی طرف سے دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں۔

۔بحیثیت مجموعی تمام کی تمام سورہ ہود اقوام قدیم کے ذکر سے معمور ہے۔ کرۂ ارض کی انتہائی طاقتور قوموں کے زوال کے احوال پیش کرتی ہے۔ جن میں شہر مدین اور مدین کے نبی حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کا ذکر خاص طور پہ ہمارے تحقیقی کام میں بے حد اہم اور انتہائی مفید روشنی ڈالتا ہے۔

۔بموجب قرآن سورہ ہود آیت [illegible] ۔ مدین کی طرف

ان کے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ و تول میں کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے اور اے میری قوم ناپ و تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو۔ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں۔ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں۔ ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو۔ کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی۔ اور میں

نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے
خلاف کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں۔
اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور
اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ
نہ کموادے کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح
کی قوم پر اور لوط کی قوم پر تو کچھ تم سے دور نہیں۔ اور اپنے رب سے
معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان محبت
والا ہے بولے اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت
سی باتیں اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تمہارا
کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں
تمہیں عزت نہیں۔ کہا اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ
سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا بیشک
جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے۔ اور اے قوم تم
اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں۔ اب جانا چاہتے
ہو کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے
اور انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں اور جب ہمارا حکم
آیا ہم نے شعیب اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا
اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آلیا۔ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے
بل پڑے رہ گئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں
مدین جیسے دور ہوئے ثمود۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں
اور صریح غلبے کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو
وہ فرعون کے کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا۔ اپنی قوم کے

آگے ہو گا قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا اُتارے گا۔ اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا۔ اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن۔ کیا ہی برا انعام جو انہیں ملا بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں۔ ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے اپنا برا کیا تو اُن کے معبود جنہیں اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے۔ جب تمہارے رب کا حکم آیا اور ان سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا۔

مندرجہ بالا حوالہ قرآن پاک کے سورہ ہود کی آیت ۶۹ - ۸۱ سے لیا گیا۔ ترجمہ تفسیر نعیمی مولانا احمد یار خاں صاحب کا ہے۔

مندرجہ سورت اور سورہ اعراف کی آیت نمبر ۸۴ تا ۱۰۲ میں جداگانہ انداز میں اصحاب مدین کے احوال پیش ہوئے۔

یہ آیات قرآنی تاریخ نسل انسانی پر بڑی عمدہ روشنی ڈالتی ہیں مراد الٰہی تک انسان کی کامل رہنمائی کرتی ہیں۔ تاریخ نسل انسانی کے بہت ہی اہم حصّہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ دونوں سورتوں کی آیات کو پیش کیا جارہا ہے تا آنکہ تاریخ نسل انسانی کی گمشدہ ورثہ پر آیاتِ قرآنی کی روشنی میں جانچا جاسکے اور تاریخ نسلِ انسانی کی گمشدہ سنہری کڑیوں کو قرآن کی روشنی میں جوڑا جاسکے۔

شہر مدین کے صحیح محلِ وقوع سے عدم واقفیت کی وجہ سے تاریخِ نسل انسانی میں جو خلاء پیدا ہوا اُس کو دور کیا جاسکے۔ شہر مدین جو ذوالقرنین کا دارالسلطنت تھا جو بعد میں پورا یودھیا اور [illegible] کے نام سے مشہور ہوا یہی شہر انبیاء بنی اسرائیل کے صحایف میں ٹائر سٹی (TYRE CITY) یا شہر صور کے نام سے مشہور ہوا۔ اس سے متعلق مزید معلومات ہم آیات قرآنی کی روشنی میں حاصل کریں گے۔

متکبر اصحابِ مدین

حضرت سیدنا شعیبؑ کے زمانے میں اصحاب مدین تمام روئے زمین کے سمندروں اور خشکی راستوں پر قابض تھے۔ انہوں نے اپنے اس برتر غلبہ اور تسلط سے فائدہ اٹھا کر علاقائی مملکتوں کے بڑھتے ہوئے زور کو توڑنے کیلئے ایک جابرانہ معاشی حکمت عملی اپنائی۔ جیسا کہ حالیہ عرصے میں سابقہ سامراجی ممالک نے اپنی اپنی نو آبادیات کے خلاف معاشی استحصال کی حکمت عملی اپنائی تھی۔ خود دولت برطانیہ کی معاشی حکمت عملیوں کے برصغیر ہند پاک کے برطانوی مقبوضات پر انتہائی مہلک اثرات مرتب ہوتے رہے ہیں۔ انھیں خطوط پر دولت مدین نے اپنے عالم گیر غلبہ سے فائدہ اٹھا کر انٹرنیشنل مانیٹری لیکویڈیٹی کا رخ مدین کی طرف موڑے رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معاشی ظلم و جبر اور استبداد کے خلاف بھی اللہ نے اپنے نبی حضرت شعیبؑ کو مقرر فرمایا۔

حضرت شعیبؑ کے بارے میں تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کو خطیب الانبیاء کا خطاب تھا۔ آپ نے اپنے زور خطابت سے روئے زمین کے سب سے بڑے شہر مدین کے باشندوں کو ان کے اس ظلم و استبداد کے خلاف انتباہ دیا اور مسلسل افہام و تفہیم کے عمل کو جاری رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں کی آبادی والے اس مہذب ترین شہر کے باشندے آپ کی بات کی معقولیت اور اس کی صداقت کے قائل ہوگئے اور صورت حال متکبرین شہر مدین کیلئے شاق گذری انہوں نے حضرت شعیب پیغمبرؑ کی راہ میں روڑے اٹکائے اور انھیں بدیں کام

سے باز رکھنے کی پوری پوری کوشش کی۔ آخر کار متکبرین مدین نے یہ استدلال پیش کیا کہ ہم تمام اہل شہر کی بھلائی و خوش حالی کیلئے ان تمام اقدامات کو روبعمل لا رہے ہیں جن کا فائدہ خود حضرت ع کو بھی پہنچ رہا ہے۔ متکبرین مدین مسلسل حضرت شعیبؑ پر ایمان لانے والوں کو ڈرانے دھمکانے لگے۔ آخر کار حضرت شعیبؑ نے فیصلہ کن انداز میں متکبرین مدین سے کہا کہ تم ہم کو تھوڑی مہلت دیدو۔ باشندگان کی غالب اکثریت جس بات پر متفق ہو جائے وہ بات سب منظور کرلیں۔ متکبرین مدین کی خود غرضی رنگ لائی اور حضرت شعیبؑ کی بد دعا کی بدولت ایک خوفناک آواز نے انہیں آدبوچا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔

اس المناک حادثے نے حضرت شعیبؑ کو بے حد متاثر کر دیا انہوں نے شہر مدین کو چھوڑ دیا اور وہاں سے ہزاروں میل دور صحرائے سینا کے بے آب و گیاہ ریگستان میں خدا کے امر کا انتظار کرنے لگے۔

اصحاب مدین کی اچانک ایک خوفناک عذاب سے ہلاکت کی خبر نے ساری دنیا کو ہلا دیا۔ جبل کے امراؤں میں نامردی پیدا ہونے لگی۔ خاص طور پر ناگ کے دائرے والے امیر نے جو دریائے نیل کا حاکم تھا۔ بحرۂ روم کے سمندر میں اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانا شروع کر دیا اور پھر موقع پا کر اس نے اچانک نیل ابیض اور نیل ازرق کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ناگ نے مینڈک کو اپنا تر نوالہ بنا لیا۔ دوسری طرف شہر مدین پھر سے آباد ہونے لگا۔

لیکن باشندگان مدین کی بدقسمتی سے وہ دوبارہ حضرت شعیبؑ کو اپنے پاس واپس بلانے میں ناکام رہے۔ باوجود بھیانک تباہی و بربادی کے

ان کی عقلوں نے کام نہ کیا وہ ان تمام واقعات کو عروج و زوال کا قدرتی عمل قرار دیتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مکر کا جواب بہت بڑے مکر سے دیا۔ بدقسمت باشندگان مدین کو اس بات کا صدیوں تک پتہ نہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کتنا بڑا معاملہ کیا۔ جس طرح اللہ کے پیارے نبی رسول عربیؐ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفاران مکہ نے اللہ کے پیارے نبی کی علمیت کی جانچ کیلئے حضرت ذوالقرنین سے متعلق سوال کیا۔ رسول عربیؐ پر قرآن نازل ہوا۔ اللہ نے مکمل احوال ذوالقرنین کو انتہائی جامع انداز میں سولہ آیتوں میں پیش کر دیا۔ ان کی انسانی عقل ان آیات الٰہی میں پوشیدہ مراۃ الٰہی کو سمجھنے سے قاصر رہی اہل مدین کا پشت در پشت سے چلے آنے والا اقتدار اعلیٰ دولت و ثروت اور ان کے ظاہری علوم نے انھیں روحانی و باطنی طور پر پسماندہ بنا دیا۔

(بموجب قرآن۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۸۴ تا ۱۰۲) ترجمہ مولانا آزاد۔

اور اسی طرح مدین کی بستی میں شعیبؑ کو بھیجا گیا کہ انہی کے بھائی بندوں میں سے تھا۔ اس نے کہا بھائیو! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ دیکھو تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل تمہارے سامنے آ چکی پس چاہیئے کہ ناپ تول پورا پورا کیا کرو۔ لوگوں کو (خرید و فروخت میں) ان کی چیزیں کم نہ دو۔ ملک کی درستگی کے بعد اس میں خرابی نہ ڈالو اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یقین کرو۔ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اور دیکھو ایسا نہ کرو کہ راستے پر جا بیٹھو اور جو آدمی بھی ایمان لائے اسے دھمکیاں دے کر خدا کی راہ سے روکو اور اس میں کجی ڈالنے کے درپے ہو۔

خدا کا احسان یاد کرو کہ تم بہت تھوڑے تھے اس نے (امن و عافیت
دیکر) کی تمہاری تعداد زیادہ کردی اور پھر غور کرو جن لوگوں نے فساد کا
شیوہ اختیار کیا تھا انہیں کیسا کچھ انجام پیش آچکا ہے۔ اور اگر ایسا
ہوا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ اس پر ایمان لایا۔ جس کی تبلیغ کیلئے میں
بھیجا گیا ہوں اور دوسرا گروہ ہے جسے اس پر یقین نہیں تو صرف اتنی ہی بات
دیکھ کر فیصلہ نہ کرلو) صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کردے
اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اس پر قوم کے سرداروں نے جنہیں اپنی دنیوی طاقت کا گھمنڈ تھا کہا کہ
اے شعیبؑ (دو باتوں میں سے ایک ہو کر رہے گی) یا تو تجھے اور ان سب
کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں ہم اپنے شہر سے ضرور نکال باہر کریں گے
یا انہیں مجبور کردیں گے کہ ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ شعیبؑ نے کہا کہ اگر ہمارا
دل تمہارے دین پر مطمئن نہ ہو تو کیا جبراً مان لیں۔ اگر ہم تمہارے دین میں
لوٹ آئیں حالانکہ خدا نے (علم و یقین کی روشنی نمایاں کرکے) ہمیں اس
سے نجات دیدی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے جھوٹ بولتے ہوئے
خدا پر بہتان باندھا۔ ہمارے لئے ممکن نہیں کہ اب قدم پیچھے ہٹائیں ہاں
اللہ کا جو ہمارا پروردگار ہے ایسا ہی چاہتا ہو (وہ جو چاہے گا ہو کر رہیگا)
کوئی چیز نہیں جس پر وہ اپنے علم سے چھایا ہوا نہ ہو۔ ہمارا تمام تر بھروسا اسی
پر ہے۔ اے پروردگار ہمارے اور ہمارا قوم کے درمیان حق کا فیصلہ کردے
اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قوم کے سرداروں نے جو شعیبؑ کے منکر تھے لوگوں سے کہا کہ اگر تم نے
شعیبؑ کی پیروی کی تو بس سمجھ لو کہ تم برباد ہوگئے۔ بس ایسا ہوا کہ لرزا دینے
والی ہولناکی نے انہیں آلیا اور جب صبح ان پر ہوئی تو گھروں میں اوندھے پڑے

پڑے تھے۔ جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا وہی برباد ہونے والے
تھے۔ بہر حال شعیبؑ اُن سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں نے پروردگار
کے پیغامات کو تمہیں پہنچا دیا ہے اور تمہاری بہتری چاہی تھی مگر جب تم نے
جان بوجھ کر ہلاکت کی راہ پسند کی تو میں نہ ماننے والوں کی تباہی پر کیسے
افسوس کروں۔ اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہمیشہ ایسا کیا
کہ اس کے باشندوں کو سختیوں اور نقصانوں میں مبتلا کر دیا تاکہ (سرکشی سے
باز آجائیں) اور عاجزی و نیاز مندی کریں پھر ہم نے مصیبت کو راحت سے
بدل دی۔ پھر جب ایسا ہوا کہ وہ خوشحالیوں میں خوب بڑھے اور یاداشت عمل
سے بے پرواہ ہو کر کہنے لگے ہمارے بزرگوں پر سختی کے دن بھی گذرے راحت
کے بھی یعنی دنیا میں اچھی بری حالتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ جزائے عمل
کوئی چیز نہیں تو اچانک ہمارے عذاب کی پکڑ میں آگئے اور وہ بالکل بیخبر تھے
اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے جن کی سرگذشتیں بیان کی گئی ایمان
لاتے اور برائیوں سے بچتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے
اُن پر کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پس اس کمائی کی وجہ سے جو انہوں
نے اپنے اعمال کے ذریعہ حاصل کی تھی ہم نے انہیں پکڑ لیا اور وہ مبتلائے
عذاب ہو گئے۔

کیا شہروں کے بسنے والوں کو اس بات سے امان مل گئی ہے کہ دن دہاڑے
عذاب نازل ہو جائے اور وہ (بے خبر) کھیل کود میں مشغول ہوں۔ کیا انہیں
خدا کی مخفی تدبیروں سے امان مل گئی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے خلاف
کچھ ہونے والا نہیں ہے تو یاد رکھو خدا کی مخفی تدبیروں سے بے خوف نہیں
ہوتے مگر وہی جو تباہ ہونے والے ہیں۔

پھر جو لوگ (پہلی جماعتوں کے بعد) ملک کے وارث ہوتے ہیں؟

بات نہیں پاتے کہ اگر ہم چاہیں تو پہلے لوگوں کی طرح انہیں بھی گناہوں کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیں کہ کوئی بات سنی ہی نہیں۔ (اے پیغمبر) یہ ہیں دنیا کی پرانی آبادیاں جن کے حالات تمہیں سناتے ہیں۔ ان سب میں ان کے پیغمبر (سچائی کو) روشن دلیلوں کے ساتھ آتے مگر ان کے بسنے والے ایسے نہ تھے کہ جو بات پہلے جھٹلا چکے تھے اُسے سچائی کی نشانیاں دیکھ کر مان لیں سو دیکھو اس طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو ہٹ دھرمی سے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر کو ہم نے ایسا پایا کہ اپنے عہد پر قائم نہ تھے یعنی انہوں نے اپنا فطری شعور و وجدان کے فطرت انسانی کا عہد ہے ضائع کر دیا تھا اور اکثر لوگوں کو ایسا پایا کہ یک قلم نافرمان تھے۔

پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ ؑ کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف نشانیوں کے ساتھ بھیجا (سورہ اعراف آیت ۸۴ تا ۱۰۲)

الغرض حضرت شعیب ؑ کی جلاوطنی کے ساتھ ہی وہ تمام علمی کمالات و شرف بھی اہل مدین سے رخصت ہو گئے جو حضرت ذوالقرنین کے زمانے سے اُن کے طرۂ امتیاز تھے خدائے قدوس نے اپنے علم کی نعمت کے شرف کو آہستہ آہستہ حضرت موسیٰ ؑ و ہارون ؑ یوشع ؑ و کالوت ؑ و دیگر انبیائے اسرائیل کے ذریعہ مشرق وسطیٰ کے علاقے میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انجانے میں ایک قتل کے مرتکب ہو گئے تب فرعونی حکومت سے اندیشہ مندی کرتے ہوئے سیدھے مملکت مدین اور شہر مدین کی طرف روانہ ہوئے۔ بموجب قرآن جب موسیٰ ؑ مصر سے نکل کر مدین کی طرف روانہ ہوئے تو کہا کہ خدا مجھے ضرور سیدھا راستہ

دکھاتے گا۔ اور جب مدین کے کنوئیں پر پہنچا تو اس کنوئیں پر لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ پانی پلا رہے ہیں اور ان سے ایک طرف دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ ؑ نے ان عورتوں کو دیکھا۔ اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکیں۔ جبتک یہ چرواہے اپنے جانور کو پانی پلا کر نہ لے جائیں۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے (سورہ القصص آیت نمبر ۲۲ تا ۲۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش مملکت مصر کے کاخ ایوانوں میں ہوئی تھی انہیں حکومت مصر اور مملکت مصر کے اطراف کے تمام علاقوں سے پوری پوری واقفیت تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ متکبر فرعون کے مقابلے میں صرف مملکت مدین ہی میں پناہ حاصل کر سکتے تھے لیکن وہ شہر مدین کے راستوں سے پوری طرح واقف نہ تھے باوجود اس کے انہوں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے جانب مشرق صحرائے سینا میں اپنی مراجعت جاری رکھی یہ راستہ بے آب و گیاہ ریگستان ہونے کی وجہ سے غیر آباد اور آپ کی مراجعت کے لیے ایک محفوظ راستہ تھا اسی مقام پر حضرت شعیب ؑ شہر مدین کی عذاب الٰہی سے تباہی کے بعد اس کو ترک کرکے یہیں فروکش تھے اور حضرت موسیٰ ؑ کی آمد تک بقید حیات تھے۔ اگرچہ آپ بیحد ضعیف اور کمزور ہو چکے تھے۔ صحرائے سینا کے جس مقام پر حضرت شعیب ؑ فروکش تھے یہ مقام کوہ طور سینا کے گرد و نواح کا علاقہ تھا۔ یہاں کے صحرائی باشندے نہ تو آپ کے علم و فضل سے واقف تھے اور نہ ہی وہ مرتبہ نبوت کی عظمت سے واقف تھے۔ یہ اتنے ناقص العقل تھے کہ ان میں نبوی علم و کمالات و شرف کا ادراک بھی پایا نہ جاتا تھا۔ جبکہ مدین میں حضرت شعیب ؑ کا کھلا معجزہ ظاہر ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بی زادیاں

دینی بھیڑ بکریوں کو پانی ان چرواہوں کی واپسی کے بعد پلایا کرتی تھیں۔
حضرت شعیب علیہ السلام نے دانستہ طور پر روئے زمین کے سب سے متمول ترین شہر سے نکل کر ایک انتہائی بنجر و ویران صحرا میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسمیں ربانی ہدایات کا بھی دخل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ علاقہ کوہ طور کے بالکل قریب بہترین علاقہ تھا۔ یہ وہی کوہ طور تھا جس پر رحمٰن و رحیم اللہ العالمین نے اپنے منتخب اور اولوالعزم نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف تکلم سے سرفراز فرمایا۔ خود رب العالمین نے کوہ طور پر تجلی فرمائی الغرض بموجب توریت کتاب خروج ب ۲۔
اور جب وہ اپنے باپ رعوایل کے پاس لوٹیں تو اس نے پوچھا کہ آج تم اس قدر جلد کیسے آگئیں انھوں نے کہا کہ ایک مصری نے ہم کو گڈریوں کے ہاتھوں سے بچایا اور ہمارے بدلے پانی بھر بھر کر بھیڑ بکریوں کو پلایا۔ (کتاب خروج باب ۳۔
اور موسیٰ ع نے اپنے خسر تیرو کی جو مدیان کا کاہن تھا بھیڑ بکریاں چراتا تھا اور وہ بھیڑ بکریوں کو ہنکاتا ہوا ان کو بیابان کی پرلی طرف سے خدا کے پہاڑ حورب کے نزدیک لے آیا۔ توریت میں حضرت موسیٰ ع کے خسر کا نام یترو بتلایا جا رہا ہے اور بی بی صفورہ کے ذکر کے ساتھ آپ کا نام رعوایل بتلایا جا رہا ہے۔ مجموعہ توریت کے اس حوالے میں جو کتاب خروج باب ۲ اور باب ۳ سے لیا گیا ہے ایک اہم نقطہ پوشیدہ ہے۔ بی بی صفورہ کے واسطے یہ بات بتلائی جا رہی ہے کہ جب وہ کنوئیں کے پاس سے جلد واپس گھر لوٹیں تو اپنے والد بزرگوار رعوایل سے جلد آنے کی وجہ ایک مصری کی مدد سے بھیڑ بکریوں کو جلد پانی پلانا بتلایا۔ یہاں براہ راست مجموعہ توریت میں حضرت شعیب پیغمبر کا نام رعوایل بتلایا جا رہا ہے اور اسی صحیفے میں

بعد کے بیان میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے پیش ہو رہا ہے بتلایا جا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ ع کے خسر کا نام یترو تھا اور مزید وضاحت کی جا رہی ہے کہ وہ مدیان کا کاہن تھا۔ مقدس قرآن میں اس واقعہ کے حوالے کے ساتھ آیت اللہ میں بتلایا گیا کہ بنی زادیوں نے اپنے والد کا تعارف شیخ الکبیر کے ذو معنے الفاظ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ بعضوں نے یہاں پر بی صفورہ کی زبان سے اپنے والد کے نام بجائے شیخ الکبیر کہنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ بزرگ حضرت شعیب ع نہیں تھے بلکہ کوئی اور بزرگ تھے۔ قرآن مقدس اور مجموعہ توریت کے مطالعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ یہ شیخ الکبیر مدین کے نبی حضرت شعیب ع ہی ہیں۔

توریت میں پہلا ذکر حضرت شعیب ع کا آیا ہے۔ اس میں واضح طور پر رعوائل کے نام سے ان کا تعارف پیش ہوا یہاں پر رعوائل سے مراد رعوائل بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم نہیں بلکہ یہ بتلانا مطلوب ہے کہ آپ حضرت روم بن عیص (رعوایل بن عیصو) کی اولاد سے ہیں جیسا کہ رسول عربی ص نے ذوالقرنین کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک رومی نوجوان تھا ایک فرشتہ اسے میلوں تک اور آسمان تک چڑھا لے گیا۔

اللہ کے نبی نے انتہائی بلیغ انداز میں یہ بتلایا کہ ذوالقرنین روم بن عیص کی نسل کا نوجوان تھا جس طرح مجموعہ توریت میں کتاب خروج باب ۲ میں بتلایا گیا کہ وہ اپنے باپ رعوایل کے پاس لوٹیں تو اس نے پوچھا کہ آج تم اس قدر جلد کیسے آگئیں۔ یہاں پر حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق یہ بتلایا جا رہا ہے کہ وہ حضرت ذوالقرنین کی طرح حضرت روم بن عیص کی اولاد سے ہیں۔ آگے بتلایا گیا کہ وہ مدین کا کاہن تھا۔ مقدس قرآن نے اس واقعہ کی اور تشریح کر دی۔ آیات الٰہی میں واضح طور پر بتلایا گیا کہ "اور اسی طرح مدین

کی بستی میں شعیبؑ کو بھیجا گیا کہ وہ انہی کے بھائی بندوں میں سے تھا۔ اس نے کہا تھا لوگو اللہ کی بندگی کرو۔ دوسری بار مجموعہ توریت میں آپ کا نام حضرت موسیٰ عم کے خسر یترو بتلایا گیا جو بی بی صفورہ کے والد تھے قرآن مقدس میں مجموعہ توریت میں ان جدا جدا القاب کا ذکر اور بھی ذومعنیٰ ہے بعض اہم نکات اسمیں مضمر ہیں ان تمام ناموں میں لفظ مدین مشترک طور پر استعمال ہوا ہے بتلایا گیا کہ وہ مدین کا کاہن تھا۔ جبکہ مملکت مدین کا صدر مقام شہر مدین تھا جو بعد میں شہر صور کے نام سے مشہور ہوا جو بلاد ہند میں تھا۔ کلام الٰہی اور انبیا کے بیان میں ہمہ مقصدی معنویت اور حقیقت پائی جاتی ہے۔

مجموعہ توریت میں حزقی ایل نبی کے صحیفے میں ایسے ہی بلیغ انداز میں حضرت ذوالقرنین کا ذکر آیا جس طرح مقدس قرآن میں حضرت ذوالقرنین کے الفاظ پیش ہوئے اور انتہائی مختصر ترین الفاظ میں انتہائی جامع و بلیغ انداز میں احوال ذوالقرنین بیان ہوئے۔

کچھ ایسا ہی ملتا جلتا انداز بیان مجموعہ توریت میں پیش ہوا۔ آیات قرآن کی طرح توریت کا انداز بیان بھی اس عنوان میں کچھ ایسا ہی بلیغ ہے کہ عام آدمی شاید ہی اس کے پڑھنے کے بعد مراد الٰہی کو سمجھ سکتے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزقی ایل نبی کے صحیفے کے احوال کو خواص کا سمجھنا بھی بہت دشوار ہے۔ اس صحیفے کے باب ۳۶ تک جو احوال ہیں وہ الگ رنگ کے ہیں اور باب ۳۷ سے اس صحیفے کا کلام ایک عجیب و غریب انداز میں پیش ہوا ہے باب ۳۷ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسمیں حضرت ذوالقرنین کے احوال بیان ہوئے ہیں سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ حضرت ذوالقرنین نے کس طرح درجہ بدرجہ پیش رفت کی جبکہ صحیفے حزقی ایل آپ نے سب سے پہلے اولاد یعقوبؑ

کو بھی بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ ابتدا میں دو بڑے گروہوں میں منظم کیا پھر ان دونوں گروہوں کو ایک کر دیا اس منصوبہ بند عمدہ حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام آل اسحٰق خود بخود ذوالقرنین کے پرچم تلے جمع ہو گئے اور آل اسحٰق کے ساتھ آل اسمٰعیل بھی حضرت ذوالقرنین نے بنی اسرائیل کے ساتھ ساتھ اپنے دادیالی اور اپنے ننھیالی قبائل کو کامیابی کے ساتھ منظم کر لیا۔

جب آل اسحٰق اور آل اسمٰعیل حضرت ذوالقرنین کے پرچم تلے ہو گئے تب انہوں نے بنی اسرائیل سے اندیشہ مندی کرتے ہوئے ان کے جمع کرنے کی وجہ ذوالقرنین سے دریافت کی اور امکانی خطرات سے متنبہ کیا۔ تب حضرت ذوالقرنین نے ایک عجیب و غریب پیشگوئی فرمائی جو انہیں الہام خداوندی سے حاصل ہوئی تھی۔ اپنی قوم کے سامنے کہی اور فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا بنی اسرائیل سرزمین فلسطین میں جمع ہوں گے اور ان میں اللہ تعالیٰ داؤد کو پیدا کرے گا اور وہ خلیفۃ اللہ ہوں گے اور ان کی بادشاہت پورے روئے زمین پر ہو گی۔ یہ بادشاہت وہ اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد در اولاد میں ہمیشہ تک اس میں سکونت کریں گے۔ بیشتر لوگوں نے اس مقام پر چوک کی۔ اور انہوں نے باب ۳۷ کے نصف آخر کو حضرت حزقی ایل کا کلام سمجھا جبکہ یہ کلام حضرت ذوالقرنین سے متعلق ہے اور حضرت حزقی ایل نبی کے زمانے سے متعلق سمجھے میں پڑ گئے۔ جس طرح قرآن مقدس میں حضرت ذوالقرنین کے الفاظ شامل ہیں۔ صحیفہ حزقی ایل میں اس مقام پر کچھ عجیب و غریب انداز میں کلام ذوالقرنین درج ہے۔

چنانچہ بعد کے زمانوں میں حضرت ذوالقرنین کی اس تشریح کے بعد قوم آل اسحٰق بنی اسرائیل نے مطمئن ہو گئی چنانچہ بعد کے زمانوں میں روئے زمین کے مقتدر اعلیٰ

حکمراں ورثائے ذوالقرنین اپنے جداعلےٰ کی اس پیشگوئی کو ایک قیمتی راز کی طرح اپنے سینوں میں پوشیدہ رکھے رہے اور جب حضرت ذوالقرنین کے سولہ سو سال بعد ان کی پیشگوئی کے مطابق داؤدؑ خلیفۃ اللہ نمودار ہوئے تب وارثانِ ذوالقرنین کو جو اس زمانے میں شاہانِ صور کے نام سے جانے جاتے تھے انہیں پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے روئے زمین کے مقتدر اعلےٰ حکمرانوں نے یعنی شاہانِ صور ہی نے حضرت داؤدؑ خلیفۃ اللہ کے مرتبہ کو پہچانا اور انہیں خدا کا فرستادہ و ممسوح بادشاہ تسلیم کر لیا اور داؤدؑ خلیفۃ اللہ کے حضور میں اپنے مخصوص صنعیات طرسیس اور اوفیر کو پیش کیا اور دوامی عہدنامہ دوستی تعاون اور اشتراک کا کر لیا۔ اس طرح شاہانِ صور نے اپنے علمی مرتبہ اور جانکاری کا خوب فائدہ اٹھایا۔ اپنے اقتدار ملک و دولت کو برباد ہونے سے بچا لیا۔

صحیفہ حزقی ایل میں یہ واقعہ کچھ اس طرح درج ہے باب 37 ق۔ اے آدم زاد ایک چھڑی لے اور اس پر لکھ یہودا اور اس کے رفیق بنی اسرائیل کے لئے۔ پھر دوسری چھڑی لے اور اس پر لکھ افرائیم کی چھڑی یوسف اور اس کے رفیق تمام بنی اسرائیل کے لئے۔ اور ان دونوں کو جوڑ دے کہ ایک ہی چھڑی تیرے لئے ہوں اور وہ تیرے ہاتھ میں ایک ہوں گی۔ اور جب تیری قوم کے لوگ تجھ سے پوچھیں اور کہیں کہ ان کاموں سے تیرا کیا مطلب ہے، کیا تو ہم کو نہیں بتائے گا۔ تو تو ان سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں یوسف کی چھڑی کو جو افرائیم کے ہاتھ میں ہے اور اس کے رفیقوں کو جو اسرائیل کے قبائل ہیں لونگا اور یہوداہ کی چھڑی کے ساتھ جوڑ دوں گا اور ان کو ایک ہی چھڑی بنا دوں گا اور وہ میرے ہاتھ میں ایک ہوں گی ۔۔۔ اور وہ چھڑیاں جن پر تو لکھتا ہے ان کی آنکھوں کے سامنے تیرے ہاتھ میں ہوں گی۔" اور تو ان سے کہنا کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کو قوموں کے درمیان سے جہاں جہاں وہ گئے ہیں نکال لاؤں گا اور

ہر طرف سے اُن کو فراہم کروں گا اور ان کو ان کے ملک میں لاؤں گا اور میں ان کو اس ملک میں اسرائیل کے پہاڑوں پر ایک ہی قوم بنادوں گا اور ان سب پر ایک ہی بادشاہ ہوگا اور وہ آگے کو کر دو قومیں ہوں گے اور نہ دو مملکتوں میں تقسیم کئے جائیں گے اور وہ پھر اپنے بتوں سے اور اپنی نفرت انگیز چیزوں سے اور اپنی خطا کاری سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کریں گے بلکہ میں ان کو ان کے تمام مسکنوں سے جہاں کہ انہوں نے گناہ کیا ہے چھڑاؤں گا اور ان کو پاک کروں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے اور میں اُن کا خدا ہوں گا۔" اور میرا بندہ داؤد ان کا بادشاہ ہوگا۔" اور ان سب کا ایک ہی چرواہا ہوگا اور وہ میرے احکام پر چلیں گے اور میرے آئین کو مان کران پر عمل کریں گے۔ اور وہ اس ملک میں جو میں نے اپنے بندہ یعقوب کو دیا جمیں تمہارے باپ دادا بستے تھے بسیں گے اور وہ اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد ہمیشہ تک اس میں سکونت کریں گے اور جبکہ بندہ داؤد ہمیشہ کے لئے ان کا فرمانروا ہوگا۔

الغرض صحیفے حزقیل میں باب ۳۴ میں بھی ایک پُراسرار پیشگوئی خود حزقی ایل نبی فرماتے ہیں۔ اس میں بھی ایک بندہ داؤد کی پیشگوئی موجود ہے۔ شاید وہ اسی اُمت میں اہل اسلام میں پیدا ہوں گے۔ اس کے باب ۳۴ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا زماں اور مکاں جدا ہے۔ اس باب ۳۴ کی پیشگوئی میں الفاظ اسرائیل کے پہاڑوں سے مراد کوئی نسلی وابستگی نہیں ہے بلکہ یہ ایک علمی اصلاح ہے جو کہ علمی اصطلاحوں میں عارفین باللہ کیلئے استعمال ہوئی ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بھی آسمانی پہاڑ بھی تقریباً انہیں معنوں میں استعمال ہوئیں۔

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس صحرائے سینا میں تقریباً دس سال سے زائد عرصے تک قیام پذیر رہے اور اسی مقام پر کوہ طور پر نبوت اور کلام الٰہی کے شرف سے سرفراز ہوئے۔ اصحاب مدین ان تمام امور سے بے خبر اپنی عیش و عشرت کی زندگی میں غرق و مست تھے۔

مقدس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شہر مدین کے راست ذکر کے بجائے مدین کے پانی کے حوالے سے اس واقعہ کو پیش کیا جس سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس مقام پر کوئی شہر نہیں تھا بلکہ یہ مقام مملکت مدین کے حدود میں واقع تھا جہاں پر فرعون مصر کی حکومت نہیں تھی اور نہ ہی فرعون مصر اس وقت اس موقف میں تھا کہ وہ مملکت مدین کے حکمرانوں یعنی شاہان صور سے اس علاقے میں ٹکر لیتا چنانچہ حضرت شعیب ؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین دلایا کہ اب وہ ہر طرح سے محفوظ و مامون ہیں۔ یہاں پر مصر کا فرعون ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بعد کے زمانے میں بنی اسرائیل حضرت موسیٰ پیغمبر کے ساتھ کامیابی کے ساتھ افریقی علاقے سے ایشیائی علاقے میں داخل ہو گئے۔ وہ اپنے مرکز میناسی سے چمٹے رہے اور بتدریج ان میں علمی شرف و کمالات پروان چڑھتے رہے آخر کار حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ آیا تب اصحاب مدین کا وہ شرف ان سے جاتا رہا جو گذشتہ سولہ سو سال سے ورثہ ذوالقرنین کی بدولت انہیں حاصل تھا۔ مملکت مدین کے شاہان صور خاتم الکمال کے لقب سے نوازے گئے تھے بتدریج وہ کمالات سے عاری ہوتے گئے۔ اب شاہان صور کی مملکت کی بقا کا دارو مدار صرف ان کی بے پناہ دولت تھی اور اس دولت کی مدد سے خریدی جانے والی طاقت تھی۔ وہ دولت کمانے کے فن سے خوب واقف تھے جیسا کہ مجموعہ توریت میں آیا ہے۔ خدا نے کہا تونے اپنی عقل و خرد سے خوب دولت کمائی۔ وہ طاقت کو خریدنے کے گر سے خوب واقف تھے اس فن میں کوئی دوسرا ان کا ثانی نہ تھا۔ ماضی کے بے پناہ تجربات اور بے پناہ دولت کے وسائل نے علم و حکمت کی عظمت سے انھیں بے خبر کر دیا تھا۔

شہر صور یا پور الودھیا

ورثہ ذوالقرنین کے زمانے میں جب دشمنوں نے اس شہر پر حملے کئے اور ان کو ناقابل تسخیر پایا تب اس کا نام پور الودھیا بھی مشہور ہوا. سنسکرت ادب میں یدھ جنگ کو یودھا جنگی سورما کو اور الیودھم آلات حرب کو کہتے ہیں. الودھیا کے مرادی معنی ناقابل تسخیر لشکرگاہ کے ہوتے ہیں. تاریخی طور پر اس نام کے تین شہر ایشیا میں پائے جاتے ہیں پہلا شہر خود شہر صور ہے جس کو پور الودھیا کے نام سے اتھروید نے اتھروید کے دسویں کانڈ میں نوٹ کیا جس کے معنی ہیں قدیم شہر الودھیا دوسرا شہر ماضی بعید میں آریہ ورتہ کا صدر مستقر تھا جو الودھیا کے نام سے فیض آباد میں آج تک موجود ہے. یہ شہر الودھیا زمانہ دراز تک شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا شہر رہا. مہابھارت کے زمانے میں اندراپرستھ کی عظیم تعمیر اور اس کے بعد کے زمانے میں پاٹلی پتر کی مرکزیت کی وجہ سے رفتہ رفتہ اس کی سیاسی و معاشی اہمیت گھٹتی گئی. تیسرا شہر الودھیا چینی میں پایا جاتا ہے جو شاہی دا ہنوں کے زمانے کی یادگار ہے جو آج بھی ہندچینی کے نقشہ میں موجود ہے. ان تمام قدیم شہروں کی اپنی اپنی جداگانہ تاریخ ہے. زیادہ وضاحت نفس مضمون کو اور طویل کر دے گی.

الغرض اگر اس لفظ کی اصل کو آ اور یدھ سمجھا جائے تو وہ ایسا مقام قرار پاتا ہے جہاں جنگ نہ ہوتی ہو لیکن یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ الفاظ وید اور ودیا سنسکرت ادب میں جداگانہ معنی دیتے ہیں. اسی طرح یدھ یودھا اور الودھیا بھی سنسکرت ادب میں جداگانہ معنی رکھتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے اپنی پہلی کتاب سکندر ذوالقرنین شخصیت زمانہ میں

لوٹ کیا۔ اس شہر کو تمام عرب و عجم کے ممالک میں شہر صور کے نام ہی سے جانا جاتا تھا۔

ایسا معلوم پڑتا ہے کہ شہر صور کی اصل عربی ادب کے لفظ سورت ہی ہے جس کے معنیٰ ہیں گھری ہوئی حفاظت کی گئی محفوظ چنانچہ اسی پس منظر میں شہر صور کے معنے ہیں گھرا ہوا حفاظت کیا گیا۔ محفوظ انگریزی ادب میں ٹایر بھی کہلاتا ہے۔

آپ یہ جان کر بڑی حیرت کریں گے کہ شہر صور اسم بامسمیٰ تھا۔ یہ شہر چاروں طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ ایک وسیع و عریض میدان میں واقع پہاڑیاں کچھ اس طرح اطراف شہر کے پائی جاتی ہے کہ وہ کسی بھی سمت سے ناقابل عبور ہیں صرف شہر میں داخلے کے لو دروازے بنے ہوئے ہیں جن کا ذکر کتب قدیمہ میں بھی ملتا ہے۔ شہر صور کی حفاظت کے لئے آٹھ وسیع و عریض ناقابل تسخیر مدافعتی دائرے یا چکر بنائے گئے تھے جو اس زمانے کی جنگی حکمت عملیوں کے لحاظ سے تقریباً ناقابل تسخیر تھے۔ یہ جنگی دائرے یا چکر شہر صور کی ایک خاص جہت ہی میں بنائے گئے ہیں اور صرف ایک ہی وہ جہت ہے جس سمت سے بیرونی حملہ آور شہر صور پر حملہ کر سکتے ہیں اور جبتک دشمن اس جہت میں بنے ہوئے آٹھوں دائرے فتح نہ کر لے اس وقت تک وہ شہر صور کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی وہ شہر صور کی کوئی ہلکی سی جھلک دیکھ پاتا۔

اتھرواشی کے حوالے کا تقابلی جائزہ

شاہان صور نے جو خاتم الکمال کے القاب سے سرفراز تھے اپنے ارضی غلبہ سے فائدہ اٹھا کر ما در ہند کی ریاست آندھرا پردیش میں

واقع اپنی دارالسلطنت کو روئے زمین کے سب سے بڑے شہر کی شکل میں ترقی دی تھی۔ جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں حوالہ دیا تھا کہ اشٹا چکرا، نوادوارا، دیوانام پور ایودھیا، لسیام ہر نتا کوشا سورگو جیوتشا ورتھاہا (اتھروید ۱۰ ادان کانڈ ۳۱ سوکت) اتھروریشی نے انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جامع انداز میں شہر صور کے محل وقوع اور اس کے تہذیب و تمدن اور اس کی تاریخی عظمت پر روشنی ڈالی ہے۔

اتھروریشی لکھتے ہیں کہ آٹھ چکروں نو دروازوں والی دیوتاؤں کی برکت و نور کی سنہری بستی جو ناقابل تسخیر ہے شہر صور کی ہے جو حیات بخش ہے یہاں پر اتھروریشی نے شہر صور کے ساتھ لفظ گو خصوصی طور پر استعمال کیا ہے سنسکرت ادب میں گو بمعنی پرورش کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ مثلاً گوداوری دھان کی پرورش کرنے والی، گوپالا، دودھ کی پرورش کرنے والا یا مملکت کی پرورش کرنے والا گوبندہ، ہند کی پرورش کرنے والا، راگھو دیورا کی پرورش کرنے والا، تلگو علم کی پرورش کرنے والی زبان (تلوی، علم، جانکاری، گو پرورش کرنے والی) وغیرہ وغیرہ لاطینی ادب کا لفظ god کی اصل بھی شاید لفظ گو ہی سے ہو کیونکہ گودا بمعنی پرورش کرنے والی کے آتے ہیں۔ چنانچہ پاٹلی پترا کی حکومت مگدھ کا صحیح تلفظ ایسا ہے مہا گودا، جو بعد میں مگدھ سامراج کے نام سے مشہور و معروف ہو گیا جس کے لفظی معنے اور جس کے حقیقی مرادی معنی بھی عظیم پرورش کرنے والی مملکت کے ہوتے ہیں۔ ایودھیا اور اس کے بعد ہستنا پور واندر پرستھ کے زوال کے بعد شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا شہر پاٹلی پترا تھا جو مملکت مگدھ کا دارالحکومت تھا خود لفظ پاٹلی پترا کے معنے سمندر کا بیٹا کے ہوتے ہیں۔

الغرض اتھروریشی نے اپنے اس فرمودے میں لفظ سورگو کا استعمال کر کے یہ بتلانا چاہا کہ شہر صور تہذیب و تمدن علم و حکمت فنون لطیفہ صنعت و حرفت کی پرورش

کرنے والا ہے۔ چنانچہ اتھرودیشی نے آگے کے فرمودے میں اس مفہوم کو اور واضح کر دیا جیوتشیا ورتھا یعنی جو حیات بخش ہے۔ یہ جملہ شہر صور کی سماجی معاشی تمدنی اور سیاسی افادیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس سے قبل ہم شہر صور کے بابت یسعیاہ نبی کا فرمودہ پیش کر چکے "کس نے یہ منصوبہ شہر صور کے خلاف باندھا تھا۔ جو تاج بخش ہے جس کے سوداگر امرا اور جس کے بیوپاری دنیا بھر کے عزت دار ہیں اس حوالے کے ساتھ حزقی ایل نبی کا حوالہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا۔ "صور سے کہہ تجھے جس نے سمندر کے مدخل میں جگہ پائی اور سب بحری ممالک کے لوگوں کے لئے تجارت گاہ ہے" یہاں پر مندرجہ بالا حوالہ جات اس بات پر اور واضح روشنی ڈال رہے ہیں جس کو اتھرویشی نے اپنے فرمودے میں پیش کیا۔

یہ تمام حوالے تاریخی طور پر نہ صرف منفرد طور پر مستند تسلیم کئے جاتے ہیں یسعیاہ نبی کا حوالہ شہر صور کے انتہائی نفع بخش ہونے کی پوری پوری دلیل پیش کر رہا ہے یسعیاہ نبی کا کہنا کہ شہر صور تاج بخش ہے جس کے سوداگر امرا اور جس کے بیوپاری دنیا بھر کے عزت دار ہیں۔ الفاظ "دنیا بھر کے" اس بات پر مستند روشنی ڈال رہے ہیں کہ ساری دنیا کیلئے شہر صور کے سوداگر اور بیوپاری نفع بخش کا باعث تھے۔ جیسا کہ اتھرودیشی نے شہر صور کے ساتھ لفظ گو استعمال کر کے اس لفظ کی طرف خصوصی اشارہ کیا۔ حزقی ایل یسعیاہ نبی اور اتھرودیشی کے تاریخی مستند حوالے بحیثیت مجموعی اس بات کے غمازی ہیں کہ تاریخی شہر صور کی تاریخی حیثیت ان بلند و بالا ہستیوں کی سند توثیق نے شہر صور کی بین الاقوامیت اور اس کی عالم گیر تجارت پر تصدیق کی مہر ثبت کرنے کے برابر ہے۔

الغرض ماضی بعید میں شہر صور مندرجہ بالا برگزیدہ ہستیوں کے فرمودوں کی روشنی میں اقوام عالم کیلئے "تجارت گاہ" بنا ہوا تھا۔

اتھروستی نے جس طرح شہر صور کے محل وقوع پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ اس شہر کے اطراف میں آٹھ چکر اور نو دروازے ہیں۔ ہمارے دریافت کردہ شہر صور کے اطراف بھی آٹھ چکر موجود ہیں۔ ان میں سے ہر چکر کے ایک خاص نشان کے مطابق اس چکر کے وسط میں ایک عظیم ایمبلم بھی پایا جاتا ہے۔ آیئے ہم ان دائروں یا چکروں کا مشاہدہ ایک سرسری تاریخی جائزہ کے ساتھ کریں تاکہ نفس مضمون اچھی طرح ہماری سمجھ میں آسکے۔

کنول کے پھول کا دائرہ (پدما ویوہم)

شہر صور کے سب سے پہلے حفاظتی دائرے کا نام پدما ویوہم ہے۔ سنسکرت ادب میں پدم کنول کو ویوہم، اس مقام کی اسٹریٹجی کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کنول کی جنگی نقطہ نظر سے جو اہمیت ہے اس پر روشنی ڈالنا مقصود ہوتا ہے۔ اس چکر کا قدیم ترین نام پدما ویوہم ہی ہے۔ کچھ عرصہ بعد یہ مقام ننگل کے نام سے موسوم ہوا۔ عام طور پر شہر صور کے اطراف کے اہم جنگی مقامات کے نام اس طرح پائے جاتے ہیں مثلاً ننگل، کنڈی گل، گن ناگل، آمن گل، وری گل (ورنگل) وغیرہ۔ یہ تمام نام دکھن کے جلیل القدر حکمرانوں ست واہنوں کے دیئے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے دکن کے بہمن بادشاہوں نے اس مقام کی اہمیت کو سمجھا اور یہاں پر وسیع و عریض قلعہ اور شہر بنانا چاہا لیکن بدقسمتی سے بہمنوں کی بادشاہت دکن میں ختم ہوگئی۔ یہ علاقہ قطب شاہی حکمرانوں کے حصے میں آیا!

باذوق قطب شاہوں نے یہاں پر گل کنڈے کے نام سے ایک مضبوط قلعہ پتھروں کا بنوایا۔ انہوں نے قدیم پدم یعنی کنول کی ساخت کو متاثر کئے بغیر اس عمدگی سے قلعہ بنوایا کہ اس کنول کا قدرتی حسن بھی برقرار رہا اور ایک انتہائی مضبوط قلعہ بھی قطب شاہوں کی جنگی ضرورت کے لئے انہوں نے بنوالیا اور یہی

گل کنڈہ بعد میں عوام الناس میں گول کنڈے کے نام سے مشہور ہوا۔

مشہور فرانسیسی سیاح موسو گستاولیبان نے اپنے سفر نامہ میں اس کو ایک انتہائی پُراسرار قلعہ قرار دیا تھا۔ موسو گستاولی لیبان نے متعلق لفظ ہند کی خصوصیت پر نوٹ لکھا۔ وہ اتنا صحیح ہے کہ ایک غیر ملکی سیاح کا اس طرح کا نوٹ لکھنا ہم کو عالم حیرت میں ڈال دینے کے مترادف ہے۔ گستاولیبان لکھتا ہے کہ لفظ ہند کی اصل شاید لفظ اندر ہی سے ہو۔ یہ قیاس اتنا صحیح ہے کہ لیبان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ درحقیقت موسو گستاولیبان صرف اس کو ثابت نہ کر سکا کیونکہ لفظ اندر کے بارے میں اندرون ملک خود ایک قسم کا تضاد رائے پایا جاتا تھا۔ شاید اسی وجہ سے فرانسیسی سیاح موسو گستا ولیبان نے یہاں پر خاموشی اختیار کر لی۔ درحقیقت لیبان کا قیاس سچا تھا لفظ ہند کی اصل اسی لفظ سے ہے ماضی بعید میں بلا بند کا مقتدر اعلیٰ حکمراں اندر کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ اہل ہند نے ایسی القاب شاہی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اس لفظ کا نصف اول حصہ "اند" پوری مملکت کے لئے استعمال ہوتا تھا جو کثرت استعمال کی وجہ سے ہند ہو گیا تھا اور نصف آخر حصہ خود مقتدر اعلیٰ حکمراں کا خصوصی لقب قرار پایا یعنی "ر" عوام الناس مقتدر اعلیٰ حکمراں کو "دیوار" کے نام سے مخاطب کرتے۔ لفظ "دیوا" اس شاہی خاندان کا نام تھا چنانچہ عوام اسی مناسبت سے مقتدر اعلیٰ حکمراں کو دیوار اور دیوا ناتھ کے نام سے مخاطب کرتے۔

جب ایودھیا نریش سری رام چندر جی نے اپنے مقتدر اعلیٰ حکمراں ہونے کا اعلان کیا تب اہل ہند کے خواص نے ان کا نام بھی رگھوناتھ رکھا لفظ رگھو ایودھیا نریش راجہ دسرتھ کے فرزند سری رام چندر جی کا خاندانی نام تھا۔ لفظ دیوا اور رگھو اپنے اندر ایک خصوصی تاریخی پس منظر رکھتے ہیں۔

لفظ اندر بذات خود کوئی مکمل لفظ نہیں ہے۔ یہ لفظ ایک دوسرے
مشہور و معروف لفظ کا نصف آخر ہے۔ اس مشہور و معروف لفظ کا پہلا حصہ
دوسروں کے حصے میں گیا   اس عنوان پر سیر حاصل بحث ور بتام
ذوالقرنین کے بیان میں پیش کریں گے۔ الفاظ دیو، اداکھو، دیورا، دیواناتھ
کے سیاسی و تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالیں گے۔ اس مقام پر یہ بحث طوالت کا
باعث ہوگی۔

زمانہ قدیم میں پورے بلاد ہند کے عوام کی سیاسی تقسیم یوں تھی۔ دیورا
مقتدر اعلیٰ حکمراں، راجہ دیوارا کے نائبین جو 125 گھرانوں میں بٹے ہوئے تھے
پرجا جو پورے ملک کے عوام تھے نسلی طور پر عوام دیو، دالز اور مانوا جاتیوں
میں منقسم تھے۔ سماجی طور پر پورے ملک کے عوام ایک ہی جماعت کہلاتے جو سودرا
کہلاتی تھی اسی پیرنٹ کلاس Parent سے چار جماعتیں پیشہ ورانہ
خطوط پر قائم ہوئیں۔ برہمن، کھتری، ویش اور سودر۔
مقتدر اعلیٰ حکمراں دیوارا اُس کا سارا گھرانہ برہمن جاتی میں اپنے
آپ کو شامل رکھتا تھا جبکہ تمام راجگان ہند اپنے آپ کو کھتری جاتی
میں شامل کر لیتے ہر کھتری راجہ نہیں ہوتا تھا چنانچہ راجہ اشوک کو باوجودیکہ
وہ کھتری ونش سے تھے بہت سے داہنوں نے راجہ اور آدی راجہ ہونے کی
سند توثیق حاصل کرنا پڑی اور اسی طرح اس راجہ کو ست واہنوں کو سینہ
بتر اور بھی بتر اتسلیم کرنا پڑا۔ اس مرحلہ پر میں اپنی زندگی کا ایک تلخ تجربہ آپ
کے سامنے پیش کروں گا لفظ ہند کی معنویت پر ایک تحقیقی مقالہ میں
نے مختصراً لکھا اور آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کو پیش کیا۔ پروگرام ایگزیکٹو
افسر میرے مقالے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کو نشر کرنے کا
وعدہ بھی کیا لیکن بعد میں وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ آپ کوئی بڑے

پوسٹ پر نہیں ہیں۔" یہ عجیب و غریب بات تھی۔ میں نے بہت کوشش کی کہ موصوف کو مطمئن کروں میں اس عنوان پر کسی بھی گوشے سے کئے جانے والے کسی بھی قسم کے سوال کا جواب دینے کے مضبوط موقف میں تھا لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہ ہو سکے۔ میں نے اس واقعے کا ذکر اوپن یونیورسٹی کے انگریزی ادب کے پروفیسر صاحب سے کیا۔ میرا مقالہ پڑھ کر وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ یہ مقالہ پی ایچ ڈی کے قابل ہے اور مزید میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کہا کہ وہ نہ صرف یہ کہ وہ آل انڈیا ریڈیو والوں سے اس عنوان پر بات کریں گے بلکہ وہ ضرور اس مقالے کو انگریزی اخبارات میں شائع کروانے کی کوشش کریں گے موصوف کے خلوص سے ان کے جذبہ قوم پرستی سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور میں سمجھا کہ شاید میرا مقالہ شائع ہو جائے گا یا کم از کم ریڈیو سے نشر کر دیا جائے گا لیکن گزشتہ پانچ سال سے بات آگے نہ بڑھی اور بات آئی گئی ہو گئی۔ پروفیسر صاحب بھی مجبوراً خاموش ہو گئے۔ نقارہ خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ شاید بات اس کی سنی جائے گی جس کے پاس پلیٹ فارم لاؤڈ اسپیکر متحرک گاڑیاں ہوں اور اس واقعہ کے چند مہینوں بعد میری کتاب سکندر ذوالقرنین شائع ہوا لیکن اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی [illegible] پیش آیا۔ یہ کتاب چند کتب خانوں اور حیدرآباد کے پرانے شہر تک ہی محدود ہو کر رہ گئی۔ اگرچہ کتاب کا رنگ مذہبی ہے لیکن عظیم تاریخی حقائق پر روشنی ڈالنے والی کتاب تھی۔ کسی بھی مرد مومن یا کم از کم مرد دانا تک رسائی حاصل نہ کر سکی۔ الغرض تاریخی طور پر اس قلعہ کی بہت بڑی اہمیت ہے سب سے پہلے ذوالقرنین نے اسی مقام کو بلادِ ہند میں اپنا دارالحکومت بنایا تھا جو حضرت ذوالقرنین کی قوم اہل اسحاق کے حملے کا شکار ہو گیا تھا۔

ال اسحاق کی واپسی کے بعد حضرت ذوالقرنین نے اپنے دوسرے دار الحکومت سے جو ملک چین میں دیوار چین کے پاس موجود شہر بیکنگ کے گرد و نواح کا علاقہ تھا اس آکر یہاں سے تقریباً ۶۵ کلومیٹر کے فاصلے پر جانب جنوب ایک عظیم الشان اور وسیع و عریض شہر انتہائی مضبوط بنیادوں پر آباد کیا۔ یہ شہر شداد کی جنت سے کئی گنا بڑا اور اس کی جنت سے کئی درجے بہتر محل و توع پر انتہائی عمدہ آب و ہوا کے مقام پر واقع تھا حضرت ذوالقرنین نے اس شہر کو شداد کی جنت کے جواب میں بنوایا تھا۔ ذوالقرنین شداد جیسے ناشکرے اور متکبر حکمران کے مقابل صحف ابراہیم کے بہت بڑے عالم انتہائی دیندار دین ابراہیم ع کے بہت بڑے پیروکار دین حنیف کے ایک مثالی نمونہ تھے۔ وہ اپنے رب کریم کے بے حد شکر گزار بندے ایک کریم النفس انسان تھے۔ آپ کی بنائی ہوئی لاثانی دیوار کی طرح یہ شہر بھی روئے زمین کا لاثانی شہر صدیوں تک برقرار رہا۔ جب شاہ صور نے کہا میں الہٰ ہوں اور اپنے آپ کو الہٰ کا سا بنایا۔ رب جلیل سخت ناراض ہوا اور یہ شہر روئے زمین سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اس شہر کا ابتدائی نام مدین تھا۔ جو بعد میں ساری دنیا میں شہر صور کے نام سے مشہور و معروف ہوا۔

عہد قدیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ماویرا ہم پر اسی دائرے یا چکر کے پاس شاہ صور سپی یور نے اپنے بھائی جمشید اول شاہ کابل کو اس زمانہ کے انتہائی پر اسرار شخصیت ضحاک کی مدد سے قتل کیا تھا بعض محققین شاہ جمشید کو نجم کا حکمران سمجھتے ہیں ۔۔۔ نے والد محترم شاہ صور کے انتقال کے بعد اپنے باپ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑتے ہوئے امین الرشید عباسی کی طرح اپنے بھائی سپی یور کو شہر صور ۔۔۔ کا دیا

اور خود شاہ صور بن بیٹھا جس طرح امین الرشید عباسی اپنے بھائی مامون الرشید
کے ہاتھوں مارا گیا اور اپنی مملکت و حکومت کھو بیٹھا اس طرح جمشید اول
بھی مارا گیا لیکن سیتی پور فرزند شاہ صور جیرام ثانی اپنے عہد و پیمان پر قائم
رہا اس نے ورثائے جمشید کو بدستور تجم کی حکمرانی پر برقرار رکھا اور بدستور
شاہ کابل کا لقب ان میں موروثی طور پر برقرار رکھا گیا لیکن دربار شاہ
صور میں ان کا درجہ گھٹا دیا گیا۔ ان کے لقب میں بھی خفیف سی ترمیم کی گئی۔

اسی پدما یوہم والے چکر سے ایک دوسرا بڑا دلچسپ تاریخی واقعہ منسوب
ہے یہ تاریخی واقعہ خود شاہ صور پاک شاسن سے متعلق ہے جس زمانہ میں
پاک شاسن نامی حکمران شاہ صور تھا اس وقت وہ بعض قوانین ملکی کی زد
میں آکر تخت شاہی سے معزول ہو گیا تب وہ اسی کنول کی ڈنڈی میں یعنی
پدماویوہم کے چکر کے وسط میں پائے جانے والے کنول کے پھول کی ڈنڈی
میں پائے جانے والے غاروں میں روپوش ہو گیا۔ تاریخ ہند کی عہد عتیق
سے متعلق کتب میں اس واقعہ کی تمام تفصیلات موجود ہیں لیکن دلچسپ بات یہ
ہے کہ حقیقی تاریخی حقائق سے عدم واقفیت کی وجہ سے کتب قدیم کے ان
حوالوں کو غیر مستند سمجھا گیا جبکہ اس کنول کے پھول کی ڈنڈی میں پائی جانے والے
غاروں میں شاید ہاتھی بھی چھپ جائے۔ گول کنڈہ کے قطب شاہیوں نے
قلعہ کی تعمیر کے دوران کنول کے پھول کو جوں کا توں رکھتے ہوئے کنول کی
ڈنڈی کے قریب ہی جانب مشرق شاہی محلات تعمیر کئے خود بادشاہ کا خاص
شاہی محل عین کنول کی ڈنڈی میں واقع تھا۔ شاہ صور پاک شاسن نے پہلے
سے ملکہ صور ریچا سے ربط پیدا کیا اور ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ وہ مخوش
نامی تخت پر قابض حکمران کو تخت سے بیدخل کرتے ہوئے دوبارہ شاہ
صور بن گیا۔ تاریخی طور پر ایک دلچسپ المناک واقعہ اس تمام واقعہ سے مربوط ہے

اس واقعہ کی تفصیلات یوں ہیں کہ جس زمانہ میں پاک شاسن شاہ صور تھا اس زمانہ میں وشاکھا پٹنم کی بندرگاہ زیر تعمیر تھی۔ خلیج بنگال کے سمندر کے کنارے چکنی مٹی کو کاٹ کر ایک انتہائی موزوں مقام پر ساحل سمندر کے پشت میں دو بڑی گہری خندقیں کھدوائی جا چکی تھیں۔ اور کھدوائی کی تکمیل کے بعد سمندر کے دھانے کو کاٹ کر ملانا باقی تھا۔ تمام کام مکمل ہو چکا تھا اور صرف ساحل سمندر کا دھانہ توڑ کر سمندر کے پانی کو پہلے سے بنائی گئی خندقوں میں پہنچانا باقی تھا۔ اس کام کے لئے دن اور تاریخ اور وقت کا تعین ہو چکا تھا۔ مقررہ دن ٹھیک پانچ بجے شام سمندر کا دھانہ توڑ کر سمندر کے پانی کو چھوڑا جانے والا تھا۔ اس تمام پروجیکٹ کا منتظم اعلیٰ وشواکرما پرجاپتی تامی چیف انجینئر تھا۔ جس کا ایک نوجوان انتہائی لائق بیٹا تھا جس کا نام ورتراسر تھا۔ یہ خود بھی اعلیٰ انجینئر تھا اور سارے پروجیکٹ کی نگرانی اس کے ذمے تھی رسم افتتاح کے موقع پر شاہ صور پاک شاسن بذات خود اس تقریب میں شریک تھا۔ ایک تفریحی پروگرام مزدوروں اور محنت کشوں کی طرف سے شاہ صور کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا جسمیں خود وشواکرما کا بیٹا ورتراسر بھی حصہ لے رہا تھا۔

ٹھیک پانچ بجے مقررہ وقت پر شاہ صور پاک شاسن نے ڈاتقن نو سے سمندر کا دھانہ توڑنے کا حکم دیا جس کے ساتھ حکم کی تکمیل ہوتی سمندر تیزی کے ساتھ پہلے سے بنائی ہوئی نہروں میں گھس پڑا۔ ورتراسر اور اس کے تمام ساتھی جو تفریحی پروگرام پیش کر کے واپس لوٹ رہے تھے اپنے اندازے کی غلطی کی وجہ سے بروقت پر اور ساحل مقام تک واپس لوٹنے میں ناکام رہے۔ وہ اور اس کے تمام ساتھی ایک ہی لمحے میں

آناً فاناً ایک خوفناک سمندر کی موج کی نذر ہوگئے۔ اس المناک
واقعہ کی ذمہ دار شاہ صور پاک شاسن پر رکھی گئی اور چونکہ اس کے
حکم کی وجہ سے ایک عالم اور بے شمار مزدوروں اور کاریگروں کی
موت واقع ہوگئی۔ قوانین ملکی کے مطابق شاہ صور پاک شاسن ملزم
قرار دیا گیا اور وہ تخت سے معزول کر دیا گیا جس نے بعد میں بڑی دلچسپ
حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے دوبارہ تخت صور پر متمکن ہوا۔ اس دلچسپ
واقعہ کے اور بھی بعض اہم تاریخی پہلو ہیں جن پر اس مقام پر تفصیلی روشنی ڈالنا
مناسب نہیں۔ تاریخ ہند میں ماضی بعید کے حکمرانوں میں شاہ صور پاک
شاسن کو حقیقی معنوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے وہ شاکھا پتھ۔ جس کا
قدیم نام دلایترا ہے پاک پٹن یا پرالشپھٹا پورہ دیپا گرکا قلعہ اس کی
عظیم یادگاریں ہیں۔ یوں تو پورا دکھشنا پتھ کا علاقہ اس معروف بادشاہ کی
کسی نہ کسی یادگار کو اپنے میں سموئے ہے لیکن مندرجہ بالا تعمیرات خاص طور پر
اس کی عظیم شخصیت پر روشنی ڈالنے والے ہیں اس بادشاہ کی قومی زندگی کو
جلا بخشنے والی خدمات حقیقت میں اس کو عظیم بناتے ہیں۔ ہم پورے اعتماد کے
ساتھ اس کو the great قرار دے سکتے ہیں۔ تاریخ ہند میں یوں تو
دو ہی گریٹ بادشاہ ہیں۔ اشوک اعظم اور اکبر اعظم لیکن پاک شاسن
کی خدمات بھی اس کو تاریخ ہند میں اعظم بنا دیتی ہے۔ دوسری اہم دلچسپ
بات یہ ہے کہ میسوپوٹیمیا یعنی ملک عراق میں ننار اور ننگل دیوی کی ماضی بعید
میں پوجا ہوتی تھی جن کے منادر کے آثار اس ملک میں پائے جاتے ہیں
بدیا لوہم کا امیر مغربی ایشیا کے اس اہم علاقے کا نائب ہوتا۔ اس امیر
کا خالصہ کا علاقہ ملک ہند میں پشاور اور اس کے گرد و نواح کا
تمام علاقہ ہوتا۔ بدیا لوہم کے حکمراں اس امیر کی پہلی ذمہ داری اپنے

ملک کی حفاظت دوسرے مرحلے میں اپنے خالصہ کی حفاظت اور خاص طور پر درۂ خیبر کی حفاظت ہوتی۔ کیونکہ یہی وہ درہ ہے جہاں سے بیرونی حملہ آور گذر کر ہندوستان پر حملہ کر سکتے تھے تیسرے مرحلہ میں اس امیر کی ذمہ داری شہر صور پر راست حملے کی صورت میں اس میں کنول والا دائرے کی حفاظت ہوتی جو شہر صور کا سب سے پہلا حفاظتی دائرہ تھا اور اس کی آخری ذمہ داری شہر صور کے درے کی حفاظت ہوتی تھی وہ شاہ صور کے مسکن پر اس مصنوعی کوہ کے سامنے موجود آٹھ پہاڑیوں سے پہلی پہاڑی پر متمکن ہوجاتا اور شہر صور کے درے کی حفاظت کرتا نیز دشمن کو اس مصنوعی کوہ کی طرف بڑھنے سے روکے رکھتا۔ اس مصنوعی کوہ کا ایک خاص نام بھی بیان کیا جاتا ہے کیلا پربت مصنوعی کوہ۔ یہاں پر کیلا کے معنی مصنوعی کے آتے ہیں جیسے کیلوگورم مصنوعی گھوڑا وغیرہ۔
جبتک دشمن شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے دامن میں موجود ان آٹھ پہاڑیوں پر مکمل قبضہ نہ کرلے وہ شاہ صور کے مسکن اور مصنوعی کوہ پر قبضہ قطعی نہیں کر سکتا۔ ان آٹھ پہاڑیوں والے آٹھوں امیروں کو مجموعہ توریت میں جبل کے امرا سے مخاطب کیا گیا ہے جبل کے ان امراؤں میں پہلے یا یوم کے امیر کی امیر الامیر کا مرتبہ حاصل رہتا اسی کی جنگی طاقت تمام امراؤں میں زیادہ ہوتی۔
بعد کے زمانوں میں جب شاہان صور کمزور ہوتے تو انہوں نے اس امیر کے وارثوں نے مغربی ایشیا میں بڑی طاقتور مملکت قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی اگرچہ کہ کسی نہ کسی صورت میں ان کا تعلق شاہان صور سے برقرار رہا۔ مختصر یہ کہ یہ تین اہم ترین درے اس امیر کی پناہ میں ہوتے۔ یعنی خیبر کا درہ، تنگل کا درہ اور شہر صور کا درہ۔

الغرض یہ کنول کا پھول مختلف زاویوں سے الگ نظر آتا ہے شمالی سمت سے ایک مکمل کنول کا پھول نظر آتا ہے جو بہت ہی وسیع و عریض معلوم پڑتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک مہیب کنول زمین سے اگ کر آسمان کی طرف بلند ہوگیا ہے یہ کنول جنوبی سمت سے بیحد چھوٹا اور انتہائی مختصر معلوم ہوتا ہے۔ اگر ہم یہاں سے چند میل مغرب میں آگے بڑھ کر اس کنول کا مطالعہ کریں تو یہ انتہائی وسیع و عریض نظر آئے گا۔ اس کنول والے کوہ کے شمالی سمت ایک دس کلومیٹر لمبا پہاڑی سلسلہ ہے جس کے وسط میں داخلے کا ایک درّہ بنا ہوا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ شمال سے پوری طرح اور مغرب و مشرق میں ایک حد تک اس کنول کو گھیرے ہوئے ہے اس کنول والے کوہ کے جنوب میں ایک چھوٹی سی ندی ہے جو کسی زمانے میں سال بھر بہتے رہنے والی زندہ ندی تھی۔ آصف جاہ سابع نے اس پر شہریان حیدرآباد کی پانی کی ضرورت کی تکمیل کیلئے ایک ڈیم بنوایا جس کی وجہ سے تقریبًا یہ ندی خشک ہوگئی۔ حالیہ عرصہ میں اس ندی پر مزید ایک پشتہ تعمیر کیا گیا ہے جانب شمال پہاڑی سلسلے میں جو درّہ بنا ہے دشمن کا آسانی سے اسمیں سے گزرنا بیحد مشکل ہے۔ بڑے سے بڑے دشمن کو اس درے کے پاس روکا جا سکتا ہے۔ اس درے کے اطراف پہاڑیاں اس خوبی سے ہیں کہ جب چاہئے اس درے کے منھ کو بند کر دیا جا سکتا ہے۔ اس زمانے کی جنگی حکمت عملی یہ تھی کہ جب دشمن کنول کے دائرے میں اس درّے کے پاس ابتدا میں معمولی سے مدافعت کے بعد اندر داخل ہوجاتا تو دشمن کو پورا موقعہ دیا جاتا کہ وہ کنول والے دائرے میں اپنی تمام طاقت کو مجتمع کرلے اور جوں ہی دشمن اپنی طاقت جمع کرلیتا تب دشمن کو رسد اور کمک سے محروم کرنے کے لئے درہ قطعی طور پر بند کر دیا

جاتا جو حملہ آور دشمن کو اس بات کا احساس دلایا جاتا کہ وہ چاروں طرف سے کنول کے دائرے میں محصور ہو گیا ہے اور وہ رسد و کمک کے حصول سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس درے کو بند کرنے کیلئے اس درے کے مشرق میں موجود منصوبہ بند پہاڑیاں بڑی ممد و معاون ثابت ہوتیں۔ پھر آسانی کے ساتھ دشمن کو نت نئے جنگی حکمت عملیوں کے ذریعے پہلے سے بنائی ہوئی ہموار کی ہوئی زمینوں میں ہلاک کر دیا جاتا۔ اکثر و بیشتر صورتوں میں دشمن اسی دائرے میں جنگ لڑتے لڑتے تباہ و برباد ہو جاتا۔ بعض تواریخ کی کتب میں آیا ہے کہ کروکشیتر (دہلی کے قریب کا علاقہ) کے میدان میں کورو اور پانڈووں نے مصنوعی طور پر اسی پدماویوہم والی جنگی حکمت کو مہابھارت کی جنگ عظیم میں آزمایا۔

اس کنول کے دائرے کے جنوبی سمت میں جو ندی تھی وہ پوری طرح اصل شہر صور کے اطراف شمال اور مشرقی جانب سرحد کا کام دیتی تھی۔ شہر صور کے جنوبی سمت میں دریائے کرشنا نے ایک مضبوط سرحد بنایا ہے اور دونوں ندیوں کے درمیان کا تمام علاقہ صور کے نام سے مشہور تھا شاہان صور کے انتہائی عروج کے زمانے میں تمام دنیا کے باشندوں کو دو جماعتوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا تھا۔ سُر اور اسُر تمام باشندگان شہر صور اپنے آپ کو سُری قرار دیتے اور ساری دنیا کے تمام باشندوں کو اسُری کہتے۔ یہ تقسیم ماضی بعید میں ملک ہندوستان کا خاص طور پر بڑی معروف تھی چنانچہ قدیم ہند کے ادب میں سُر اور اسر کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ یہاں پر ایک دلچسپ روایت قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔ بعض کتب میں لکھا ہے کہ کورو اور پانڈووں میں صرف ارجن کو ہی ابتدا میں شہر صور میں داخلہ ملا۔ ارجن نے اس داخلے سے

پورا پورا فائدہ حاصل کیا اور شہر صور میں دوتیا آستر کا علم سیکھا (دویا
استر ایک روحانی علم ہوتا ہے عامل چلہ کشی کے بعد یہ علم حاصل کرتا ہے
اب اہل ہند میں یہ علم تقریباً مفقود ہے۔ اگر کسی کے پاس ہو تو اس کا
علم کم از کم مجھے نہیں ہے۔ ممکن ہو کسی قدیم ترین گھرانے میں یہ علم چلا آ
رہا ہو۔ جب ساتویں صدی قبل مسیح سے کچھ عرصہ قبل کرکشیتر کے میدان
میں مہابھارت کی عظیم جنگ لڑی گئی۔ اور اس جنگ میں پانڈوؤں نے
کامیابی حاصل کرلی۔ تب شاہان صور نے پانڈوؤں کی کامیابی سے خوش
ہوکر انہیں شہر صور آنے کی دعوت دی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پانڈوں
نے اس دعوت کو قبول کرلیا۔ اور وہ شہر صور تک پہنچنے میں کامیاب
بھی ہوگئے۔ لیکن انہیں شہر صور کی اس سرحد کے پاس روک دیا گیا اور
ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے ساتھ لائے ہوئے کتے کو واپس لوٹا دیں
کیونکہ قوانین کے تحت شہر صور میں کتے کا داخلہ منع تھا۔ کہا جاتا ہے کہ
پانڈو اس بات کیلئے تیار نہ ہوتے اور وہ بضد تھے کہ ان کے کتے
کو بھی ان کے ساتھ شہر صور میں داخلہ دیا جائے۔ محافظین نے انہیں
بتلایا کہ اگر خود شاہ صور بھی کتا اپنے ساتھ لانے پر اصرار کرے تو انہیں
بھی شہر صور میں داخلے سے محروم ہونا پڑے گا۔ قوانین ملکی کے ایسے عمدہ
نفاذ سے پانڈو بے حد متاثر ہوئے اور واپس اپنے وطن لوٹ گئے شاہان
صور کی خصوصی اجازت کے بغیر کوئی بھی ان سرحدوں کو عبور نہیں کرسکتا
تھا اور نہ ہی شہر صور کی شہرت حاصل کرسکتا تھا تمام باشندگان ملک کے
لئے یہ ندی شہر صور کی سرحد تھی۔

سر پاو یوہم

جب حملہ آور دشمن کسی حکمت سے پر پاو یوہم کے جنگی دائرے کو توڑ دیتا اور اس چھوٹی سی ندی کو ایک مخصوص مقام سے پار کرلینے میں کامیاب ہوجاتا تب اس مقام پر اس کا سامنا ایک خوفناک اژدہے سے ہوجاتا۔ یہ اژدہا ایسے مقام پر بنایا گیا ہے جہاں سے دشمن سخت ترین معرکہ کے بعد اس ندی کو بڑی آسانی کے ساتھ چٹانوں پر سے عبور کرلیتا تھا کیونکہ یہاں پر ندی ایک مسطح چٹان پر سے گذرتی تھی۔ جو پانی کے مسلسل بہاؤ کے دوران پوشیدہ رہتی قطب شاہوں نے اس مقام پر ایک مضبوط پل بنا دیا ہے۔ جب موسم برسات ہوتی یہاں پر ندی کا زور کچھ زیادہ ہی ہوجاتا۔ جس کی وجہ سے عارضی طور پر آمد و رفت بند ہوجاتی تھی اور شہر حیدرآباد کا رابطہ قلعہ گولکنڈہ سے منقطع ہوجاتا تھا عام حالتوں میں اس پر سے گذرنا احتیاط طلب مسئلہ تھا۔ خطرہ ہر وقت موجود رہتا تھا چنانچہ قطب شاہوں نے اس کا دوامی حل اس ندی پر ایک مضبوط پل بنا کر نکالا جو گذشتہ چار سو سال سے اپنی پوری مضبوطی کے ساتھ قائم ہے اور یہیں پر وہ مضبوط جنگی مورچہ بھی موجود ہے جو قدرتی پتھروں کو جوڑ کر بنوایا گیا تھا۔ یہاں سے ندی پار کرتے ہوئے دشمن پر کاری ضرب لگائی جاسکتی ہے اس کے سامنے یہ ڈریگن منہ کھولے کھڑا رہتا۔ اگر اس کو صحیح مقام سے دیکھو تو ایسا معلوم پڑتا ہے کہ اژدہا آسمان میں گھس رہا ہے۔ دشمن کے دریا پار کرتے ہی یہ اژدہا حملہ آور ہوتا ہے۔ حملے کا رخ مغرب سے شمال مشرق کی طرف ہوتا۔ اگر دشمن اس سمت میں یعنی مغربی سمت میں پلٹ کر دشمن کو پسپا کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتا تو وہ چاروں طرف سے محصور پہاڑیوں میں محصور ہوجاتا تھا۔ یہاں پر دشمن پر حملہ کے لئے عمدہ کمین گاہیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے دشمن کو شدید نقصان پہنچایا جاتا تھا۔ اگر دشمن غالب

رہے اور اس جہت سے ہونے والے حملہ کا جواب دے پاتے تب
دشمن پر جنوبی سمت سے شدید حملے شروع کر دیئے جاتے۔ اژدہے کے دائرے
کا تمام علاقہ آج کل کالے پتھروں کے علاقے کے نام سے منسوب ہے۔ خود
قلعہ گولکنڈہ سے اس مقام کا نظارہ کرنے پر اس مقام پر موجود اژدہا
انتہائی سیاہ رنگ کا نظر آتا ہے اور اس کے اطراف کی پہاڑیوں کا
رنگ بھی سیاہی مائل نظر آتا ہے۔ یہاں پر اژدہے کے اطراف منظم
انداز میں بڑی بڑی گذرگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ جب دشمن ان میں داخل
ہوتے تو پہلے سے موزونیت سے بنائی گئی پہاڑیوں پر سے دشمن پر شدید حملے
ہوتے۔ ایسی یہاں پر متعدد پہاڑیاں عمدگی کے ساتھ موجود ہیں۔ گہرے
مشاہدے سے ایسا پتہ چلتا ہے کہ اس مقام پر اطراف و کناف کی تمام زمینی
میدانوں پر دشمن کا اور تمام پہاڑیوں پر مدافعتی لشکر کا قبضہ ہوتا رہا ہوگا۔
اس طرح بلندی پر لشکری اور پستی میں دشمن کو گھیر کر ہلاک کیا جاتا رہا ہوگا
ان پہاڑیوں میں چاروں طرف زیر زمین پانی کی بہتات ہے چنانچہ اس
علاقہ میں ایک مشہور چشمہ بھی ہے۔ آٹھ سو سال قبل میں یا اس سے قبل کے
عرصہ میں ایک ہندوستانی حکمراں نے شہر صور پر قبضہ کیا تھا تب اس نے
اس اژدہے کو شدید نقصان پہنچایا۔ اس نے اس کے نصف حصہ کو کچل ڈالا۔
اس کی زبان چیر دی اور باقی نصف حصہ کو اس نے جوں کا توں اپنی فتح کی
یادگار کے طور پر چھوڑ دیا۔ اگر وہ چاہتا تو اس پورے اژدہے کے نشان کو
ہٹا دے سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور اپنی فتح کی یادگار کے طور پر
اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں پر یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس نے آٹھ حکمرانوں
کے منجملہ صرف ڈریگن کے دائرے کے نشان ہی کو اپنے غضب کا خصوصی
نشانہ بنایا۔ شاید وہ اس دائرے کے امراء اور اس کی مملکت کے اثر و رسوخ

سے شدید اندیشہ مند تھا یا پھر اس ڈریگن کے امیر کے کسی خصوصی سیاسی اقدام سے وہ سخت متفکر تھا اور بطور دارننگ کے اس نے اس دائرے کے خصوصی نشان اژدہے کو شدید نقصان پہنچایا۔
اس اژدہے والے دائرے کے امیر کا خالصہ ملک ہندوستان میں اجمیر اور اس کے گرد و نواح کا تمام علاقہ اور ریاست سندھ کا تمام علاقہ ہوتا۔ یہ امیر مشرقی ایشیا کے ایک عظیم و قدیم ملک کا امیر ہوتا۔ خود اجمیر میں تاراگڑھ کی پہاڑی اس امیر کا مسکن ہوتی۔ تاراگڑھ کی پہاڑی بذات خود بھی ایک بہت بڑے اژدہے کی شکل میں آج تک موجود ہے جس کے منہ کے پاس حضرت غوث پاک کا چلہ بنایا گیا ہے۔ خواجہ اجمیری کا مزار مبارک اس اژدہے کے بالکل دہانے کے سامنے بنایا گیا۔ روایتی اژدہے اور سن کے مثل الزحن اگر بیرونی حملہ آور دشمن اگر دہ خیبر پار کر لیتا تو یہ امیر اس کو بہت سرعت سے سندھ کی طرف پیش قدمی کرنے سے پوری طاقت سے روکتا۔ جب یہ امیر کا خالصہ خطرے میں پڑتا تب وہ امیر مشرقی ایشیا کی اپنی مملکت سے وہ فرا فرم کے ذریعہ اور کمک حاصل کرتا رہتا اور حملہ آور کو پوری مضبوطی سے روکتا۔ جب دشمن اس امیر کے خالصہ پر قبضہ کر لیتا تو اس کا تصادم خود بخود بچھو والے دائرے کے امیر کے خالصہ سے ہو جاتا۔ اژدہے کے دائرے کے متوازی بتلا یو ہم (بچھو کا دائرہ) بہت بڑا بنایا گیا۔ اس بچھو کے ساتھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ چھوٹے بچھو بھی بنائے گئے تھے۔

تیلا یا ورشس چی کا دیوہم - بچھو کی حکمت عملی

اژدہے کے دائرے کے متوازی بہت بڑا بچھو بنایا گیا اس
بچھو کے ساتھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چھوٹے بچھو بھی بنائے گئے تھے۔
بچھو کو تلگو ادب میں تیلا اور سنسکرت ادب میں ورشس چی کا کہا جاتا ہے
عام طور پر یہ روایت مشہور ہے کہ اژدہا بچھو کے ڈنک مارنے
سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ بات کس حد تک صحیح ہے ہم اس بارے
میں کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن اس مقام پر اژدہے کے عقب پر بنائے
ہوئے بچھو سے اس بات کا مکمل یقین ہو جاتا ہے کہ اس
روایت میں بہت وزن ہے کہ اژدہا بچھو کے ڈنک مارنے سے
ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہاں پر دو اژدہے بنائے گئے ہیں۔
پہلے اژدہے کا ابھی ذکر بالتفصیل ہوا تھا جو آج تک بھی اپنی بگڑی
ہوئی شکل میں موجود ہے دوسرے اژدہے کا بہت برا حال بنا دیا
گیا ہے اس کے تیز دونوں دانت تقریباً نصف سے زیادہ توڑ دئے

اس بچھو کے امیر کا خالص ملک ہند میں سمجھا یو وہ موجودہ دہلی
اور اس کے اطراف کا تمام علاقہ تھا اور امیر مشرقی ایشیا کے ایک
ایسا خطہ کا امیر ہوتا جو برما کا تمام مختلف جزائر پر مشتمل علاقہ تھا جہاں
کے باشندے بڑے محنت کش جفاکش اور بہادر ہوا کرتے ہیں

یہاں پر اس بات کی وضاحت بے حد ضروری ہے کہ اژدہے اور
بچھو کے یہ نشانات والے حلقے صرف دشمن کو دھوکہ دینے کی غرض سے
بنوائے گئے تھے۔ اگر دشمن بے حد طاقتور ہوتا تو وہ ان حلقوں کو آسانی سے

زیر کر لیتا اور آگے بڑھ جاتا۔ اور بڑی آسانی کے ساتھ وہ بے خبری میں اصل اژدہے کے دائرے میں جا کر پھنس جاتا۔ یہ دائرے تقریباً تقریباً دس مربع میل پر مشتمل ہے دشمن ایسی پُر پیچ پہاڑیوں میں اپنے آپ کو پھنسا لیتا جس سے نکلنا سخت صبر آزما کام ہوتا ہے۔ اس دائرے کے مشرقی سمت میں ایک دوسرے منہ کھولے اژدہے کو بتلایا گیا ہے۔ یہ پورا دائرہ اپنے اطراف واکناف کی پہاڑیوں سے کئی سو فٹ نشیب میں ہے جانب مشرق بلند میدانی ٹیلے ہیں اور ان ٹیلوں کے عین وسط میں ایک عظیم الشان بچھو بنایا گیا تھا جو اپنے اطراف واکناف کی تمام زمینوں خاص طور پر اژدہے کے اصل دائرے والے پہاڑی علاقہ سے کئی سو فٹ بلند ہے۔ یہاں سے اژدہے کی سمت میں زمین کے بڑے بڑے ڈھلان بنائے ہوئے ہیں حیرت کی بات یہ ہے کہ بڑے بچھو والے نشان کے سامنے ایک بڑا وسیع وعریض میدان ہے جس کا ڈھلان وسط سے مشرق کی طرف اور اس وسط سے مغرب کی طرف ہے ایک بڑا لشکر بھی اگر اس میدان میں جانب مشرق مقیم ہے تو وہ یہاں سے دور نشیب میں مغرب کی بلند پہاڑیوں پر موجود دشمن کو نظر نہیں آتا۔ تصویر نمبر ــــ

یہاں پر نشیب میں موجود دشمن پر جو اژدہے والے دائرے پر پوری طرح قابض ہوتا ہے اس عمدگی سے حملہ کیا جاتا ہے کہ ہر صورت میں دشمن کی تباہی لازمی ہے۔

نامور روسی جنرل مارشل ژوکوف نے لینن گراڈ کے محاصرے کے دوران جس جنگی حکمت عملی کو اختیار کیا اور پورے زور و شور

سے بڑھنے والی جرمن فوج کو شکست دی۔ یہاں اسی حکمت عملی کے مطابق جنگی دائرہ بنایا گیا ہے۔ یعنی طاقت کے ساتھ پیشقدمی کرنے والی فوج کا رو برو مقابلہ کرنے کے بجائے دشمن کے وسط پر حملہ کرنا۔ بچھو کے دائرے کے پاس ایسی حکمت عملی کو اختیار کیا گیا ہے کہ اگر دشمن غالب ہو اور وہ ناعاقبت اندیشی سے مقابلہ کرتے کرتے بچھو کے دائرے میں داخل ہو جائے تو یہاں پر ایسی عمدگی کے ساتھ پسپائی اختیار کرتے ہوئے دشمن کو مشرق کی سمت میں بڑھایا جاتا ہے کہ دشمن بالآخر اندرجال میں پھنس جاتا ہے۔ جو جانب مشرق منصوبہ بندی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔

شہر صور کے ان تمام دفاعی دائروں کی ایک اہم بات یہ ہے کہ ہر تین دائروں کے بعد دشمن کو دھوکہ دیتے ہوئے آہستہ آہستہ جانب مشرق اندرجال میں پھانسنے کی کوشش کی جاتی ہے نیز ہر تین دائروں کے بعد ایک انتہائی محفوظ مقام پر ایک ٹاور نما پہاڑی پائی جاتی ہے جو کہ اتنی محفوظ ہوتی ہے کہ دشمن کی رسائی کسی صورت میں بھی یہاں تک ممکن نہیں ہوتی۔ دوران جنگ شاہان صور بذات خود اس مشاہداتی پہاڑی چوٹی سے تینوں دائروں میں موجود دفاعی لشکر کا مشاہدہ کرتے رہتے اور ساتھ ہی دفاع میں مصروف تمام لشکروں کی شخصی کارکردگی کا یہاں سے مشاہدہ کرتے رہتے جس سے ساتھی دفاع میں مصروف تمام لشکریں اس بات کا احساس قوی تر رہتا تھا کہ ان کی کارکردگی پر مکمل نظر رکھی جا رہی ہے اور ان کی عمدہ کارکردگی پر نوٹ کیا جا رہا ہے کیونکہ ہر تین دائروں میں چاروں طرف سے برسرپیکار لشکر پہلے ہی سے متعینہ مقامات پر اپنے اپنے ماہر

بنجی مشیروں کی موجودگی میں جنگ میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ ہر سپاہی کو یہ خوف ہوتا تھا کہ اس کی عدم کارکردگی کو خود مقتدر اعلیٰ حکمراں بہ نفس نفیس مشاہدہ کر رہا ہے اور ہر وفادار و جاں نثار سپاہی اس یقین سے جنگ میں حصہ لیتا رہتا تھا کہ اس کی وفاداری اور جاں نثاری کو قدر کی نگاہ سے مقتدر اعلیٰ حکمراں دیکھ رہا ہے مابعد جنگ اس کی خدمات کا پورا پورا معاوضہ اس کو یقینی طور پر ملے گا۔ یہ مشاہداتی پہاڑی دشمنوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنے کا ایک محفوظ ذریعہ بھی ہے۔

دوئم یہ کہ ہر تین دائروں کے بعد باب داخلہ کو بند کر دینے کا بھی بڑا معقول انتظام تھا۔ تاکہ دشمن کو اچانک اس کی رسد اور کمک سے محروم کر کے دہشت زدہ کر دیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے پیچ دار پہاڑیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ ابتداً میں یہ پہاڑیاں دشمن کو بے ضرر نظر آتی چنانچہ وہ ان کے تعلق سے بے فکر رہتا لیکن مناسب وقت پر انہیں پہاڑیوں کے رُخ سے ان پہاڑیوں کی آڑ میں مساعی دفاع میں موجود لشکر اچانک نمودار ہو جاتا اور ان دائروں میں داخلے کے اہم درہ یا گذرگاہ پر قبضہ کر لیتا۔ اگر دشمن ان سے نجات پانے کیلئے واپس پلٹ کر لڑتا تب یہاں سے آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوئے لشکر دشمن کو اندجبال کی سمت لے جاتا۔ اگر دشمن اندجبال کی پہاڑیوں میں پہنچ جاتا تو شہر صور کو راست خطرہ ٹل جاتا اور دشمن کو اطمینان سے ہلاک کر دیا جاتا۔

منڈو کا یوہم یا کپتا یوہم

جنگ کے اس مرحلے میں جب وہ پوری طرح اژدہے والے
دائرے پر قابض ہو جاتے اور اگر دشمن چالاکی کے ساتھ بچھو
والے دائرے کی پے در پے حملوں کو برداشت کرتے ہوئے ست
جنوبی سمت میں شہر صور کی سمت میں پیش قدمی کرتا ہے تو اس مرحلے
میں اس کو یہاں سے دس میل دور جانب جنوب ایک مہیب
مینڈک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مہیب مینڈک جنوب کی جانب
پیش قدمی کرتے ہوئے دشمن کے عین روبرو زبردست رکاوٹ
پیدا کرتا ہے۔ میلوں دور سے دشمن کو نظر آتا رہتا ہے۔

جس طرح مینڈک اپنی زبان سے شکار کرتا ہے اسی طرح اس
مینڈک کے پاس جنگی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ اس مینڈک کے نما
عظیم کوہ کے پاس سے مختلف ترچھی گہری اور وسیع پٹیاں دشمن کی طرف
اس طرح سے بنائی گئی ہیں کہ وہ پیش قدمی کرنے والے دشمنوں
کی نظروں سے قطعی طور پر پوشیدہ رہتی ہیں۔ یہ پٹیاں میلوں لمبی ہیں۔
خود ان گہری وسیع پٹیوں میں موجود اور دشمن پر حملہ کرنے کیلئے پیشقدمی
کرنے والی دستوں کی برق رفتار ٹکڑیوں کو دشمن کے صحیح موقف کا
پتہ نہیں رہتا صرف مینڈک والے کوہ سے ہی مختلف مخفی اشاروں
سے دشمن کے موقف اور مقام کی اطلاع پیشقدمی کرنے والے لشکر کے
دستوں کی ٹکڑیوں کو ہوتا۔ عام طور پر اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے
لئے صرف برق رفتار دستوں کا استعمال کئے جاتے تھے یہ دستے برق رفتار

سے پیش قدمی کرتے ہوئے دشمن کو گھیر لیتے اور شرقاً غرباً حملے
کرتے ہوئے دشمن کو شدید نقصان پہنچاتے۔ اگر دشمن اس مقام پہ
پسپا ہونا چاہے تو اس کے عقب پر ایک دلدلی ندی ہوتی جو دشمن
کو پیچھے ہٹنے میں زبردست رکاوٹ پیدا کرتی۔ اس وقت اس
مقام پر ایک بہت بڑا تالاب قطب شاہی حکمرانوں کا بنایا ہوا
موجود ہے۔ اس تالاب کے پشتے کے عین وسط میں قطب شاہی حکمرانوں
نے ایک خوبصورت آبی محل بھی بنوایا ہے جو تین منزلہ ہے اس مقام
سے اس میلنڈک نما کوہ کا نظارہ بڑا حسین معلوم ہوتا ہے۔
میلنڈک والے دائرے میں داخلے کا ایک محفوظ مقام بنا ہوا ہے
یہاں پر یہ دلدلی ندی صرف پتھروں کی چٹانوں پر سے گذرتی ہے
اس مقام پر اس کو عبور کرنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ اب اس مقام
پر ایک پل بنا ہے جس کا نام پل اندر ہے یہاں پر ایک بہت
بڑا مٹی کا ٹیلہ بنایا گیا ہے جہاں سے میلنڈک کا پورا دائرہ اور
وہ میلوں وسیع میدان اور دلدلی ندی پوری طرح نظر میں رہتی ہے
اس طرح یہاں پر ایک عجیب و غریب قسم کی علامتیں پتھروں کو جوڑ
کر بنائی گئی ہیں۔ جب دشمن کامیابی سے پیش قدمی کرتے ہوئے
اس مقام سے ندی عبور کرتا ہے اور میلنڈک والے دائرے میں پہنچ جاتا
ہے تب دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے میلنڈک کے کوہ سے اشارہ پاکر
لشکر قریب میں جانب مشرق میں موجود وسیع و عریض پہاڑیوں میں سے
نکل کر اچانک پوری طاقت سے ندی کی اس گذرگاہ پر قبضہ کرلیتا
پھر جیسے ہی اس کام میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے میلنڈک
کے کوہ کے دامن میں موجود پہاڑیوں سے ڈھلوں کی ٹکڑیاں چاروں

طرف سے دشمن پر ٹوٹ پڑتی۔ اگر دشمن مضبوطی سے مقابلہ کرتے ہوتے اس ندی کی گذرگاہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کرتا تاکہ رسد اور کمک کی سپلائی آسانی کے ساتھ جاری رہے تب اس ندی کی اس سنگلاخ گذرگاہ کے پاس موجود پہاڑیوں پر سے پیادہ فوج ٹوٹ پڑتی اور دشمن کو شدید نقصان پہنچاتی۔ اگر دشمن غفلت سے مشرق کی سمت میں موجود ان مہیب پہاڑیوں کا رخ کرے تب وہ پھر ایک بار اندرجال میں پھنس جاتا۔

اس ملینڈک والے دائرے کا امیر وسطی مغربی اور مشرقی آفریقہ کا حکمران ہوتا۔ نیل ارزق اور نیل ابیض کا مالک ہوتا عملداری اندرون ملک یا اس کی جاگیر ناسک (مہاراشٹر) کے گردونواح کا علاقہ ہوتا مغربی ساحل کا کچھ علاقہ بھی اس کی عملداری میں ہوتا۔ ساحل زنجبار سے راست مغربی ہند کے ساحل تک اس کی رسائی ہوتی۔

ناگاپو ہام

اگر دشمن یہاں پر بے پناہ طاقت جمع کرنے میں کامیاب ہو جاتے تب وہ اس ملینڈک والے کوہ پر قبضہ کر لیتا اور وہ آسانی کے ساتھ جنوب کی طرف پیشقدمی کرنا شروع کر دیتا۔ ہر مرحلے پر ایک عجیب و غریب نئی جنگی حکمت عملی اختیار کی جاتی۔

ملینڈک کی سمت جانب مشرق ایک بلند مٹی کا ٹیلہ بنا ہے جو آہستہ آہستہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اس ٹیلے پر قابض پھر دلیا کو جو ڈکم ایک ہوتے زمین کا شاید نادر الوجود ایسون آرٹ

کا نمونہ ہے جس کو ملیں نے دکھشا پتھر اسٹون آرٹ کا نام دیا ہے خالص پتھروں کو جوڑ کر چار عجیب و غریب شکلیں بیک وقت بنائی گئی ہیں۔ اس کی پہلی شکل ایک بہت بڑے ناگ کی سی ہے۔ جو پھن کھولے بیٹھا ہے اس ناگ کا پھن سو مربع فٹ ہو گا یہ ناگ چبوترے پر بیٹھا ہے۔ چبوترے کا رقبہ تقریباً دو سو مربع فٹ ہو گا ناگ کے پھن کا رنگ زرد ہے اس کے لئے پیلے رنگ کا پتھر استعمال ہوا ہے لیکن اس پتھر کا صرف شمالی رخ ہی پیلے رنگ کا ہے باقی تمام پتھر سفیدی مائل ہے۔ چبوترے کیلئے جو پتھر استعمال ہوئے ہیں ان کا رنگ ہلکا سیاہ و کسی قدر چاکلیٹی نظر آتا ہے۔ یہاں سے اس ناگ کے پھن کا رخ سیدھے نشیب میں بنائے ہوئے اس عظیم کوہ کی طرف ہے جو مینڈک نما کوہ ہے اور آپ یہ جان کر حیرت کریں گے کہ اس کوہ کا نام آج تک بھی کپا (مینڈک) ہے۔ اس مینڈک کے عقب پر جانب مشرق ایک عجیب و غریب پیلوانی سی بنائی گئی ہے جو روئے زمین کی سب سے نادر جنگی پی ہے مینڈک کے کوہ سے یا ناگ والے کوہ سے اس کا نظارہ بڑا حسین معلوم ہوتا ہے۔ مینڈک کے دائرے میں پھیلے ہوئے دشمن کو مینڈک کے کوہ سے ناگ نظر نہیں آتا۔ وہ ایک سبزی و زردی مائل رنگ کا اڑتا ہوا پری زاد یا اڑتا ہوا فرشتہ نظر آتا ہے۔ ایسا فرشتہ جو اپنے دونوں پیر پیچھے کی طرف موڑے ہوئے اپنے پروں کو دبائے اڑتا ہوا نظر آتا ہے اس آسمانی علامت سے دشمن اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جوں ہی دشمن کامیابی کے ساتھ مینڈک کے کوہ پر قبضہ کر لیتا ہے اسی وقت اچانک برق رفتاری کے ساتھ اس ناگ والے کوہ سے

دشمن پر حملہ کیا جاتا ہے اور حملہ اس زور و شور سے ہوتا ہے کہ دشمن
مجبوراً اس ناگ کے دائرے کا رُخ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔
اس طرح جوں ہی دشمن ایک مخصوص میدان میں پہنچ جاتا ہے اس
پر تیروں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں مینڈک کے دائرے
پر قابض دشمن کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو ایک ناگ سانپ کے
سامنے ایک مینڈک کی ہوتی ہے۔ دشمن کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔
تب اس کو بجائے ناگ نظر آنے کے ان کو اپنے سامنے ایک زرد
رنگ کا پری زاد آسمان میں اڑتا ہوا نظر آتا ہے جو ایک بڑی چٹان
سے اٹھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ان لوگوں نے شاید [illegible]
[illegible]۔ محافظ کروبی کے تصور کو پیش کیا ہے۔ یہ بات خاص طور
پر قابل ذکر ہے کہ محافظ کروبی کا تصور دو مقامات اول شہر مدین کے عین
وسط میں ایک کروبی کا تصور پیش کیا گیا ہے دوم شہر صور کے محافظ آٹھ
دائروں کے عین وسط میں واقع اس مقام پر محافظ کروبی کا تصور پیش
کیا گیا ہے شاید دشمن کو مرعوب کرنا مقصد ہو۔ دوسرا مقصد یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ دشمن کو مشتعل کیا جائے کہ نصرت خداوندی ہمارے ساتھ ہے
مشتعل دشمن جوش مقابلہ میں بھیانک غلطی کرتے ہوئے برق رفتاری سے
آگے بڑھنے کی کوشش کرتا۔ حملہ آور دشمن جب پوری طرح اس پری زاد
یا فرشتہ کی شبیہ کی طرف پیش قدمی کرتا ہے تب وہ مرکزی اندرجال کی
طرف خود بخود بڑھ جاتا ہے۔ اسی فرشتہ کے عقب پر اندرجال کا مرکزی
حلقہ ہے یہاں سے یہ اندرجال بے حد حسین نظر آتا ہے۔ اس دائرے کا امیر
وادی نیل کا حکمراں ہوتا تھا۔ بحیرہ روم کے ممالک میں یہ سب سے ممتاز مقام
پر فائز ہوتا۔ اسکندریہ کی بندرگاہ اس کا سب سے بڑا بحری اڈہ ہوتا۔ یہ

بحری اڈہ پورے بحرۂ روم کی بحری سرگرمیوں کا مرکز ہوتا۔
اس دائرے کے حکمراں کے سر پر ہمیشہ ناگ کا نشان بنا رہتا۔ ان میں سے بیشتر حکمراں جو مختلف خانوادوں میں شمار کئے جاتے ہیں؛

قوم ثمود کی عذاب الٰہی سے ہلاک ہو جانے والوں کے بعد بچے ہوئے افراد کی نسل سے تھے۔ جو حضرت صالح ؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کی نسل سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس میں قوم عاد کے ساتھ قوم ارم اور قوم ثمود کے ساتھ فرعنایان دریائے نیل کا ذکر آیا ہے۔ اور بموجب قرآن ان میں سے بعض مفسدون فی الارض سے تھے اور سب سے بڑا مفسد وہ فرعون تھا جس نے اپنی ربوبیت کا دعویٰ کیا۔ اللہ کے نبی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کیا اور اللہ کے نبی کے سامنے بدعہدی کرتے ہوئے اپنے لشکر جرار کے ساتھ غرق دریا ہوا۔
آج تک بھی وادی نیل میں ایسے مناد پائے جاتے ہیں جو رع (دیوتا) کے مناد بتلائے جاتے ہیں۔ جو ہند اور وادی نیل کی تہذیب کے مشترکہ تہذیبی ورثہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔
شاہان ہند کی طرح شاہان وادی نیل بھی کثرت سے ایسے نام رکھتے تھے جو مشترکہ تہذیب و تمدن کے نمائندہ ہوں۔ مثلاً وادی نیل میں راماسس اول راماوسس اول راماسس دوم راماسس سوم کا ذکر ملتا ہے جبکہ تاریخ ہند میں ہری رام (یہ حضرت سیدنا داؤد ؑ کا ہمعصر تھا) پرشا رام رام چندرجی اور بلرام جیسے نام بڑے بڑے شاہان ہند کے ملتے رہیں۔ جو ایک قدیم مشترکہ تہذیب کے غمازی ہیں۔
دیگر لفظ آمن بعض وادی نیل کے حکمرانوں کے نام کے ساتھ پایا جاتا ہے مثلاً آمن ہوتپ جبکہ دو اہم جنگی مقامات کا نام آج تک

بھی ہندوستان میں ماضی بعید سے آمن گل اور آمن داڑی کے نام سے آج تک موجود ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے تین پشت بعد ذوالقرنین نے عالم گیر غلبہ پایا ساری دنیا کو فتح کر لیا۔ ہندوستان میں اپنے دار الحکومت مدین (شہر صور) کو بسایا اسی زمانے سے مسلسل توراتی کے ساتھ وادی نیل کے فرعون مدین سے مربوط تھے۔ فرعون نے موسیٰؑ کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے قبل اس کا ذکر آپ کے سامنے بیان ہوا۔ قرآن مقدس میں وادی نیل کے حکمرانوں کا بیان تین موقعوں پر آیا ہے پہلا موقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی ہاجرہ و بی بی سارہ کے واقعات کے بیان میں دوسرا موقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان میں تیسرا تفصیلی بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں۔ بیان قرآن میں اول الذکر دو موقعوں پر ملک مصر کے حکمرانوں کو "ملک" کے لقب سے مخاطب کیا گیا ہے

اس مقصد کے حصول کے لئے پیچ دار پہاڑیاں استعمال کی جاتی تھیں ابتدا میں یہ پہاڑیاں دشمن کو بے ضرر نظر آتی چنانچہ وہ ان کے تعلق سے بے فکر رہتا لیکن مناسب وقت پر انہیں پہاڑیوں کے رخ سے ان پہاڑیوں کی آڑ میں مساعی دفاع میں موجود لشکر اچانک نمودار ہو جاتا اور ان دائروں میں داخلے کے اہم درہ یا گذرگاہ پر قبضہ کر لیتا۔ اگر دشمن ان سے نجات پانے کیلئے واپس پلٹ کر لڑتا تب یہاں سے آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوئے لشکر دشمن کو اندرجانی کی سمت لے جاتا۔ اگر دشمن اندرجانی کی پہاڑیوں میں پہنچ جاتا تو شہر صور کو راستہ خطرہ ٹل جاتا اور دشمن کو اطمینان سے ہلاک کر دیا جاتا۔

القصہ مختصر اس ناگ کے دائرے والے امیر کا خالصہ یا جاگیر ملک ہند میں ناگ پور کا علاقہ ہوتا۔

جب دشمن ملک ہند پر حملہ کرتا۔ اس وقت یہ امیر ریاست بہار اڑیسہ اور ریاست مدھیہ پردیش میں پیش قدمی کرنے والے دشمن کی پیش رفت کو طاقت سے روکتا اور پوری پوری کوشش کرتا کہ حملہ آور جنوب ہند میں اپنی پیش قدمی روک دے مغربی ہند کے ساحل کے ذریعہ اس کا رابطہ دریائے نیل کی وادی سے رہتا یہ امیر پوری طاقت و توانائی اس مقام پر لگا دیتا۔ اگر دشمن کا دباؤ بڑھ جاتا تب یہ امیر دشمن کے راستے سے ہٹ جاتا اور اپنی بچی ہوئی طاقت کو جمع کر کے اپنے اصل دائرے یعنی شہر صور کے ناگ کے دائرے میں پہنچ جاتا اور دشمن کے راستے سے ہٹ جاتا اور اپنی بچی ہوئی طاقت کو جمع کر کے اپنے اصل دائرے یعنی شہر صور کے ناگ کے دائرے میں پہنچ جاتا اور دشمن کے اس مقام تک پیشقدمی کا انتظار کرتا۔ جب دشمن اس ناگ کے دائرے کے سامنے لگ بھگ میں دو یا تین کلو میٹر کے فاصلہ پر پہنچ جاتا تب یہ امیر پوری طاقت کو مجتمع کر کے مینڈک کے دائرے میں موجود دشمن پر حملے کرتا۔ اگر دشمن اس کے حملوں سے پریشان ہو کر اس کا پیچھا کرتے ہوئے ناگ کے دائرے میں پہنچ جاتا تو یہ پوری پسپا ہوتے ہوئے اس دائرہ کو بازو والے امیر کے حق میں چھوڑ دیتا اور

خود محفوظ شہر صور کے اندر موجود مصنوعی کوہ کے آگے کی پہاڑی پر جا کر متمکن ہو جاتا اور دشمن کے یہاں تک پہنچنے کا انتظار کرتا۔

گروڑ اویو ہم (باز کا دائرہ)

ناگا ویوہم کے اسرکی پسپائی کے بعد جب دشمن ناگ کے دائرے
میں داخل ہوجاتا اس وقت یہی ناگ ایک گروڑ بن جاتا اور
دشمن پر جھپٹ پڑتا۔ آپ جان کر حیرت کریں گے کہ یہی ناگ
ایک طاقتور باز کی شکل میں بدل جاتا ہے۔ اس مقام پر پتھروں کو
اس خوبی سے جوڑا گیا ہے کہ کوئی بھی ذرا برابر شک نہیں کر سکتا
کہ اس گروڑ کو جانب شمال سے دیکھنے پر ایک پھن کھولے سانپ
کی طرح نظر آتا تھا اب جانب مشرق سے دیکھنے پر ایک خالص
باز نظر آرہا ہے۔ اس باز کی بلندی تقریباً بیس یا پچیس فٹ ہوگی
اور پر کھولے باز کی چوڑائی بھی تقریباً اتنی ہی یا اس سے کسی قدر زیادہ
ہو۔ اس مقام پر ایسی چالاکی کے ساتھ جنگی حکمت عملی اختیار کی جاتی
تھی کہ دشمن لاشعوری طور پر جانب جنوب ہوجاتا اور مدافعتی لشکر
جانب شمال اور بتدریج دشمن کی توجہ جانب شمال کر دی جاتی دشمن
شمال کی سمت کی توجہ جانب شمال کر دی جاتی یا پھر دشمن شمال کی سمت
سے شدید حملوں سے پریشان ہوکر اگر مشرق کی سمت میں جمع ہوجاتا
تو خود بخود دشمن کمزور ہوجاتا اور اگر دشمن مغرب سمت سے دباؤ
ڈالتے ہوئے پھر سے مدافعتی لشکر کے عقب میں پہنچنا چاہتا تب
بھی دشمن اپنے اصل مقصد سے دور ہوجاتا اور ایک بے مقصد معرکہ میں
اپنے آپ کو ملوث کر لیتا۔

اس چکر کا اثر اسپاٹے کو چک اور یوپی علاقوں کا حاکم ہوتا۔

بحر اسود کا پورا علاقہ اور بحر روم کا تمام شمالی ساحل اس کی پناہ میں ہوتا۔ چونکہ اس علاقے کا گہرا تعلق وادی نیل اور جنوبی بحر روم اور سواحل افریقہ سے ہوتا اس لئے ہر دو امیر ایک دوسرے کا تمم ہوتے ان میں قریبی دوستانہ روابط ہوتے اندرون ملک بھی ان کا خالصہ ایک دوسرے سے ملا ہوتا۔ یعنی ناگ والے دائرے کا خالصہ ناگپور کا علاقہ تھا تو گرگدا والے دائرے کے امیر کا خالصہ برار کا علاقہ تھا۔

یہ امیر اپنے قومی نشان کو ہمیشہ اپنے سروں پر رکھتے۔ یہی نشان ملک کا قومی نشان ہوتا۔ یہاں یہ بات خاص طور قابل ذکر ہے کہ شاہان صور نے تمام اقالیم کے علاقوں کو مختلف جانوروں اور پرندوں سے منسوب کر دیا تھا۔ ان جانوروں کے ناموں کو ان کی جغرافیائی افادیت کے پیش نظر رکھا گیا تھا بہت بڑا راز تھا جو کسی پر منکشف نہ کیا جاتا تھا۔ خفیہ تحریروں اور خفیہ منصوبہ بندیوں میں یہ تمام استعمال ہوتا تھا۔ جانب مشرق اس مقام پر اندرجال کا سب سے اہم جنگی میدان بنایا گیا ہے۔ اس اندرجال کا صحیح مشاہدہ ناگ سانپ کے اہم دائرے کے جنوبی سرے سے ممکن ہے جہاں سے اسٹون آرٹ کا یہ نادر نمونہ گھوڑے کا منہ اور گردن نظر آتا ہے۔ گھوڑے کی گردن کے قریب کھڑے ہو کر آپ بڑی خوبی سے اندرجال کے مرکزی میدان جنگ کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اس مقام کو اندرجال کا مرکزی درجہ حاصل ہے۔ اگر دشمن جوش اور غیض و غضب میں جانب مشرق پیشقدمی کرتے ہوئے اندرجال میں پھنس جاتا ہے شہر صور کے لئے خطرہ تقریباً ختم ہو جاتا۔

جنگ بڑی طوالت اختیار کر لیتی اور فتح صرف مدافعتی
لشکر کی ہوتی۔ دشمن بتدریج ختم ہوتے رہتا۔ اگر گرد کے
دائرے کا امیر پسپا ہوتے ہوتے دشمن کو مشرقی پہاڑیوں میں لے جانے
میں کامیاب ہو جاتا تو جنگ فیصلہ کن ہو جاتی۔ دشمن اندر جال
میں پھنس جاتا۔ اور آخر کار دشمن بھاری جانی و مالی نقصان اٹھا کر
یا تو ہلاک کر دیا جاتا یا وہ پسپا ہو کر بھاگ جاتا۔ عام حالتوں
میں اس کی واپسی بہت مشکل ہوتی۔

تاریخی ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صرف شاہ بابل
بخت و نصر کی واپسی یہاں سے محفوظ واپسی ممکن ہو سکی۔ اگرچہ بموجب
توریت ہر کندھا چھل گیا ہر سر کا بال گر گیا پھر بھی شاہ بابل نے صور
کے خلاف کارروائی کر کے کچھ نہ پایا۔ شاہ بابل کا یہ عروج شاہان
بیت المقدس کے زوال کے بعد کے زمانے کا ہے۔ مجموعہ توریت سے
ثابت ہے کہ اس نے شہر صور پر بہت بڑا حملہ کیا لیکن اسی مجموعہ توریت
سے جس کے حوالے اس سے پہلے کے بیان میں گذر چکے ہیں
ثابت ہوتا ہے کہ شاہ صور کو اس حملہ میں قطعی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔
جب یہ امیر اپنے دائرے میں پسپا ہو جاتا تب وہ ایک محفوظ راستے
سے شاہ صور کے مسکن تکیلہ پربت کے سامنے کی چھٹی پہاڑی پر جا کر
متمکن ہو جاتا اور دشمن کے آخری حملہ کا انتظار کرتا۔ پانچویں اور چھٹی
پہاڑیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں جس طرح یہ دائرے ایک دوسرے
سے ملے ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ پہاڑیاں بھی آپس میں ملی
ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اب دشمن اگر اس مشرقی حملے کو روکنے میں کامیاب
ہو جاتا تب وہ پھر سے اپنا رخ بدل کر سیدھے جنوب کی سمت پیش قدمی

کرتا۔ یہاں پر وہ ایک پچاس مربع میل سے زیادہ چوڑے میدان
میں پھیل جاتا۔ دشمن کے روبرو جانب جنوب سے ہلکے پیلے
رنگ کے پتھروں کی بڑی خوبصورت پہاڑیاں ہوتیں جس کا نام
بھی بڑا عجیب و غریب ہے۔ اگر ان پہاڑیوں کا نام "بولی گوٹل"
پڑھا جائے تو اس کا مفہوم ہوگا خوبصورت پہاڑیاں اور اگر بلی گوٹل
کہا جائے تو اس کا مفہوم ہوگا قربان گاہ کی پہاڑیاں۔ دونوں مفہوم
کا انطباق ان پہاڑیوں پر بالکل درست ہوتا ہے۔ یہ پہاڑی چکرودیو
کا ہی ایک حصہ ہیں لیکن دشمن ان خوبصورت پہاڑیوں تک کچھ آسانی
سے نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ابھی اس کو ایک خوفناک ریچھ سے نبرد آزما
ہونا ہے۔

بلوک ڈیوہم (ریچھ کا دائرہ) اور اسکی حکمت عملی

ایک سیاہ ریچھ دشمن کے جنوبی سمت میں پیش قدمی کرتے وقت
جانب مشرق بلند سطح مرتفع پر بیٹھا ہے جو تقریباً دوسو فٹ سے
زیادہ اونچا اور جس کا گھیرا دس ہزار مربع فٹ سے زیادہ ہے۔ اپنے
دونوں بازوؤں کو زمین پر پھیلائے یہ سیاہ ریچھ بلند مٹی کے ٹیلے پر
براجمان ہے جس کے دونوں بازوؤں کے درمیان چالیس فٹ کا
فاصلہ ہے۔ ریچھ کے پچھلی جانب مشرقی سمت میں سنگلاخ چٹانوں کی
پہاڑیاں ہیں۔ ریچھ اور پہاڑیوں کے درمیان ایک میدان بنا ہوا ہے
سامنے کی نشیب میں موجود پچاس مربع میل سے زیادہ وسیع وادی سے
کافی بلند ہے۔ سینکڑوں کی تعداد ٹینکوں پر مشتمل لشکر بڑی پھرتی کے ساتھ
دوڑتا ہوا اس دائرہ نما میدان میں سے نکل کر سیدھے اس ریچھ کے
منہ کے پاس پہنچتے اور یہاں سے ریچھ کے دونوں بازوؤں میں سے
برق رفتاری کے ساتھ نکل کر نشیب کی وادی میں موجود دشمن پر شدید
حملے کرتے رہتے۔ یہ ریچھ کا لشکر اس وقت تک شدید حملے جاری رکھتا
جبتک کہ دشمن رُخ بدل کر شمال مشرق کی طرف پیشقدمی شروع نہ کرتے
اگر دشمن پر یہ حملے کامیاب اثرات مرتب کرتے تو وہ فوری اس ریچھ
کی طرف متوجہ ہو جاتا اور شدید نقصان اٹھاتے ہوئے اس ریچھ کو دفع
کرنے کیلئے پیش قدمی کرتا۔ اگر دشمن ایسا کرتا تب اس دائرے کا
امیر فوری پسپا ہوتے ہوئے مشرقی پہاڑیوں میں پناہ لے لیتا۔ اور ان
پہاڑیوں پر سے دشمن پر شدید حملے کرتے رہتا۔ دشمن کو اپنی طرف پوری

طرح متوجہ رکھنے کیلئے یہ امیر ریچھ کے عقب میں موجود دائرہ نما
میدان میں مشرقی پہاڑیوں سے متصل ایک خصوصی پہاڑی پر متمکن ہوجاتا۔
اور یہاں سے اپنے لشکر کو ہدایت دیتے رہتا۔ اس ریچھ کے عقب میں
ایک اور بلند پہاڑی موجود ہے جس کی خصوصی تعمیر ہوئی ہے جس سے صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پہاڑی مینڈک، باز اور ناگ کے دائرے کا واچنگ
ٹاور ہے۔ یہیں سے ان تینوں دائروں میں لڑی جانے والی لڑائیوں کا
ریکارڈ دکھا جاتا تھا۔ نیز ماہرین جنگ یہیں سے ان تینوں دائروں کے
امیروں کو جنگی حکمت عملیوں کے بارے میں ہدایتیں جاری کرتے تھے یہ
مشاہداتی مرکز بحال محفوظ ہے آپ تصویر عـ میں اس کا مطالعہ کیجئے۔
ہماری صداقت کا آپ خود بخود یقین کرلیں گے۔ اس پہاڑی کی برجی
مائل خصوصی پتھروں سے اس کی تعمیر ہوئی ہے۔

ریچھ کے دائرے کا امیر دشت قبچاق اور وسطی ایشیائی علاقوں کا
حاکم ہوتا۔ اندرون ملک اسکی جگہ خالصہ بیدر، کرناٹک کا علاقہ ہوتا۔
دشمن کو شہر صور کی طرف پیشقدمی سے پہلے بیدر اور اس کے گردونواح
اسکے امیر سے شدید جنگ کرنی پڑتی تھی جبتک امیر طاقتور موقف میں
رہتا۔ اس وقت تک دشمن شہر صور اور اس کے آٹھوں دائروں کی
طرف پیشقدمی نہیں کرسکتا تھا۔ جب یہ حملہ آوروں کے ہاتھوں پسپا
ہوجاتا تب وہ اپنی تمام طاقت اس ریچھ کے دائرے میں مجتمع کرلیتا
تھا اور یہاں سے شدید حملے کرتا تھا۔ ریچھ کے دائرے کی اہم خصوصیت یہ
ہے کہ دشمن جانب مغرب نشیب کی وادی سے پیشقدمی کرتے ہوئے اپنے
تیز رفتار رتھوں کے ذریعہ اس دائرے میں آسانی سے داخل تو ہوجاتا
لیکن جب وہ واپس ہونا چاہتا تب ایک چھوٹی سی ندی جس کا ڈھلان

مغرب سے مشرق کی طرف ہے دشمن کے رتھوں کی واپسی کو تقریباً ناممکن بنا دیتی ہے پتھر کے دائرے میں ایک گول دائرہ نما ڈھلان بھی بنائی گئی ہے جس کا ڈھلان مغرب سے مشرق کی طرف صرف پانچ فٹ ہے بظاہر یہ بے ضرر پتھروں سے بنی ڈھلان بھی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ دشمن کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ دشمن کے رتھوں کو مناسب حملوں کے بعد واپس لوٹتے وقت چھوٹی سی یہی تمام رتھوں کو پلٹنے سے روک دیتی ہے جیسے ہی رتھ رکتا ہے پتھر کے پہاڑ پر موجود لشکر ان رتھوں کے سواروں کو اپنے تیروں کی باڑھ پر رکھ لیتے۔ یہ تاریخی جنگی اہمیت والی سیاہ پٹی اس دائرے کے لئے ایک مینار کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے جو آج تک اس دائرے میں موجود ہے۔ اس تاریخی پٹی کی رکاوٹ سے بیشتر صورتوں میں دشمن بری طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔ تیروں اور نیزوں کی باڑھ سے اپنے آپ کو بچانا چاہے تو اس کو یا تو اندرجال کی پہاڑیوں میں داخل ہونا پڑتا ہے یا پھر بچھو کی دم کا رخ کرنا پڑتا ہے جو بظاہر بے ضرر نظر آتا ہے لیکن دشمن کے لئے سب سے بڑا ہلاکت کا مقام ثابت ہوتی ہے۔ انتہائی محفوظ کمین گاہیں اس دم میں ہی ہیں پتھروں کا رنگ اتنا سیاہ ہے کہ وہ دشمن کو نظر نہیں آتا ہے خبر دشمن فرار کی کوشش میں ہلاک ہو جاتا ہے دشمن یا تو ہلاک ہو جاتا اور بچ کر آگے بڑھتا شروع کرتے ہیں ... دائرے کا امیر دشمن کو اس کے حال پر چھوڑ کر مصنوعی کوہ کے آگے ساتویں پہاڑی پر متمکن ہو جاتا ہے۔

یہاں پر اس پہاڑی کی خاص بات یہ ہے کہ اس پہاڑی پر ایک عظیم بن مانس بنایا گیا ہے سیاہ بالوں اور سرخی مائل سفیدی لئے ہوئے چمکیلے سینے والا بن مانس جس کے سرخ جبڑے دیکھے جا سکتے ہیں۔ میری یہ تمام باتیں شاید آپ کو الف لیلیٰ کا کردار ہی معلوم ہو رہی ہوں گی لیکن

یہ تمام باتیں سچی رہیں۔ آپ تصاویر میں ان باتوں کا بہ نفس نفیس مطالعہ
کیجئے یہ تصاویر میں نے خود لیتے ہیں اس لیئے یہ کچھ زیادہ صاف نہیں ہے
اگر ماہر فوٹوگرافر سے تصاویر حاصل کی جاتی تو یہ اور بھی بہت صاف
ہوتی۔ اور ان میں پوشیدہ وہ اعلیٰ جمالیاتی ذوق بھی پوری طرح
نظر آجاتا جو ماضی بعید میں اس متمدن قوم کو حاصل تھا۔ سینکڑوں میل پر
پھیلے ہوئے یہ نوادرات کا ایک تنہا فرد کا جس کے پاس نہ کوئی کیمرہ
ہو اور نہ کوئی موزوں سواری صرف مطالعہ و مشاہدے کے سہارے
میں نے یہ صبر آزما مہم کو سر کیا۔ اگرچہ یہ ایک مشکل ترین کام ہے اچھا
کیمرہ موزوں سواری، زادراہ اور سفر میں چند مددگار ہوتا۔ اس کام کو
پورا کرنے میں بہ الفاظ دیگر بحسن وخوبی کے پورا کرنے میں مددگار ثابت
ہوتے لیکن میری بدقسمتی سمجھئے یا میری خوش قسمتی کہ مجھے ایسی کسی قسم کی کوئی
سہولت حاصل نہ تھی۔ صرف ایک دوست کے کیمرے کو مستعار لے کر
اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر ایک اسکوٹر پر سفر کرتے ہوئے شہر
صور کے تمام دائروں کا میں نے مطالعہ و مشاہدہ کیا۔ مطالعہ کا لفظ
میں نے اس لیئے استعمال کیا کیونکہ تمام دائروں میں بنی ہوئی اشکال
بیحد پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ مختلف زاویوں سے کرنے پر
ہی کسی خاص رخ سے ان میں پوشیدہ شبیہ نظر آتی۔ پہاڑیاں کثرت
سے ہونے کی وجہ سے ان پر چڑھنا اترنا سخت دشوار تر ہوتا ہے۔
بحیثیت مجموعی تمام کام سخت محنت طلب، جوڑ جوڑ ہلا دینے والا تھکا
دینے والا اور صبر آزما کام ہوتا ہے۔ مجھے سخت مشقت اٹھانی پڑی۔ پھر بھی
میں سمجھتا ہوں کہ میں نے صرف پچیس فیصد کام کو انجام دیا ہے یا ابھی بہت
کام باقی ہے بیشتر خطہ محصورہ جنگلات کا ہے جہاں پر چھوٹے موٹے درندے

بھی پائے جاتے ہیں مثلاً بھیڑیئے، ریچھ، بو ریچھے (ایک قسم کا چیتا) بندر
اور لنگور بھی بکثرت ہیں۔ نشیب کی وادیوں میں جنگلی سوروں کا بھی خطرہ رہتا
ہے۔ سانپ بچھو اور اژدہے تو ان چٹانوں میں ہی پرورش پاتے ہیں۔ تحقیقی
کام کے وقت کم از کم کچھ نہ کچھ حفاظتی ہتھیار کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ نہتے
ان پہاڑیوں میں سفر کرتے رہنا پُرخطر ثابت ہوتا ہے۔ میرے پاس
سرمائے کی کمی نے اس اعلٰے وارفع تحقیقی کام میں نقائص باقی رکھے۔
جس کا مجھے دل سے احساس ہے کہ یہ کام اور بہتر ہوتا تو بہت اچھا ہوتا
اللہ پاک کی مرضی، مجھ سے جو کچھ بن پڑا میں نے کیا۔ اس مقصد کے حصول کے
لئے دل میں بار بار یہ خیال آیا کہ پہلے کچھ کام دوبارہ شروع کر کے دولت
کماؤں اور پھر اس کام کو بحسن وخوبی انجام دوں۔ ایسا وسوسہ بار بار میرے
دل میں آیا۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے پیرومرشد سے مشورہ کیا تب
حضرت قبلہ نے مجھے ہر بار یہی نصیحت فرمائی کہ: اسباب پر نظر
مت رکھو مسبب سے جُٹ جاؤ شاید خدا کو یہی منظور ہو کہ تم تنہا
اس کام کو پورا کرو۔ جس کام کیلئے جو ہوتا ہے وہ کام اس کے
لیئے آسان ہوتا ہے۔ خدا کے انتخاب پر خوش ہو کہ اس نے تم کو اس
کام کی توفیق بخشی۔ اور اللہ پاک کی اس میں کچھ مصلحت بھی ہو۔"
چنانچہ گذشتہ چودہ برس سے میں اس تحقیقی کام میں مصروف ہوں۔ میرے
پیرومرشد کے الفاظ پر جب بھی میں غور کرتا ہوں تو مجھے کام کرنے کے لئے
نئی طاقت و توانائی حاصل ہوتی ہے۔

چکرا دیوہم (دائرے کی حکمت عملی)

جنگ کے اس مرحلے میں جب دشمن ساتوں دائروں کے امرا کی مساعی کو ختم کرتے ہوئے ٹھیک جانب جنوب شہر صور کی طرف پیشقدمی کرتا۔ اس وقت پیشقدمی کرنے والے دشمن کو سب سے خطرناک دائرے میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ یہ دائرہ تاریخ ہند میں چکرویوہم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دور درشن میں پیش ہونے والی مہابھارت میں تاریخی کردار ارجن کے بیٹے ابھیمنو کو اسی چکروویو کی مصنوعی جنگ میں جو کروکشیتر کے میدان جنگ میں لڑی گئی پھنس کر ہلاک ہو جانا بتلایا گیا ہے۔

یہ جنگ مصنوعی طور پر کرک شہر کے میدان میں لڑی گئی تھی۔ زمانہ جنگ آج سے دو ہزار سات سو سال قبل کا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس چکرا کا بڑا گہرا تعلق سدرشن چکرا سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ جو وشنو یا شیو دیوتا کی ایک خاص علامت ہے۔ یہ چکر لبشن یا وشنو دیوتا کے سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر بتلایا جاتا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس چکرا دیوہم کے عین وسط میں جو کوہ رفیع الشان ہے اس کا نام آج تک بھی وشوا ناتھ گرہ ہے۔ وشوا ناتھ لبشن یا وشنو دیوتا کا ہی ایک خاص لقب ہے جو پورے ہندوستان بھر میں جانا جاتا ہے۔

چکرا دیوہم دو عظیم دائروں پر مبنی ہے۔ پہلا چکرا ایک سطح مرتفع ہے جو چاروں طرف سے بلند ناقابل عبور پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہے۔ اس میں جانب شمال داخلے کا راستہ کھلا رکھا گیا ہے۔ اس دائرے کے مرکز میں ایک بڑا محفوظ مورچہ بنایا گیا ہے جہاں سے دشمن چکرا دیوہم کے امیر کے گروہ والے دائرے

میں داخل ہوتا ہے۔ جبتک دشمن پیشقدمی کرتا رہتا اس کی کوئی مدافعت نہیں کی جاتی۔ جوں ہی دشمن خطرہ محسوس کرکے آگے کی طرف پیش قدمی روک دیتا ہے پھر اس طرح دشمن کو مختلف حصوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے کہ دشمن کی تمام طاقت کمزور پڑجاتی ہے اُن کا باہمی رابطہ ختم کردیا جاتا ہے۔ دشمن کو بڑی عمدہ حکمت عملی سے چکر دیوہم کے کوہ والے دائرہ یا چکر میں داخل کردیا جاتا ہے۔ چکر دیو کے امیر کا کوہ بڑی عمدہ حکمت عملی کا مظہر ہے۔ اس چکر میں دشمن کا داخلہ اس کی مکمل تباہی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

اس کوہ کے اطراف میں ایک چکر بنا ہے۔ ابتدا میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خاص مقام پر خاص مقصد دلچسپی کے ساتھ یہ چکر بنایا گیا تھا ایک بلند کوہ کو عین وسط سے قطع کردیا گیا تھا۔ پھر اس منقطع کوہ کے عین مرکز میں ایک بلند کوہ بنایا گیا تھا جس کی چوٹی آج بھی ہر موسم برسات میں بادلوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس بلند چوٹی کے اطراف ایک وسیع میدانی پٹی بنائی گئی ہے جو اس کوہ کی بلندی کے تقریباً وسط میں ہے۔ دامن کوہ گہری خندق بنائی گئی ہے جو کہ اطراف کوہ میں بہت بڑے فاصلے تک بنائی گئی ہے۔ مخالف سمت سے یہ خندق دشمن کو قطعی نظر نہیں آتی۔ کوہ کا محل وقوع پوری طرح اطراف وکناف کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس کوہ کے جانب مغرب ایک خصوصی میدانی پٹی بنی ہے جنوب کی طرف شہر صور کی طرف پیش قدمی کرنے والا دشمن جب اس میدانی پٹی میں لشکر کو جمع دیکھتا ہے تو پوری طاقت سے اس میدانی پٹی کی طرف بڑھتا ہے۔ اس مرحلے میں جانب مغرب کی خوبصورت پہاڑیوں سے دشمن پر شدید حملے کئے جاتے رہتے ہیں۔ دشمن ان حملوں کو برداشت کرتے ہوئے جب آگے بڑھتا ہے جنوب کی میدانی پٹی میں موجود لشکر منصوبہ بند طریقہ پر پیچھے

ہٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس مرحلے میں مشرقی سمت میں موجود
پہاڑیوں سے بھی دشمن پر حملے شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ دشمن مشرق
اور مغرب کی پہاڑیوں کے درمیان تقریباً پانچ میل کھلے میدان میں ہوتا
ہے اور وہ ہر دو طرف کے حملوں کو برداشت کرتے ہوئے جانب
جنوب پیش قدمی کرتا رہتا ہے۔ اس مرحلے میں جنوبی لشکر اچانک
پسپائی اختیار کرتے ہوئے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ دشمن کے درمیان
فاصلہ رکھتے ہوئے جانب جنوب بنائے گئے طویل مٹی کے ٹیلوں پر مضبوطی
کے ساتھ جم جاتا ہے۔ جوں ہی دشمن مقابلہ کرتے ہوئے اپنے
دشمن کے قریب پہنچتا ہے اس کو جانب مشرق ایک وسیع دراڑ
نظر آتی ہے۔ اس دراڑ سے دشمن کو کوہ رفیع الشان نظر آتا ہے
جس کے عین وسط میں بلند چوٹی کے اطراف ایک وسیع میدان
پر چوٹی کے اطراف رتھوں کی بھاری ٹکڑیاں نظر آتی ہیں۔ اور
اس کوہ کے کٹے ہوئے حصہ پر میدان میں بھاری تعداد میں لشکر
کا اجتماع نظر آتا ہے مغربی اور مشرقی پہاڑیوں کے مسلسل حملوں
اور اس کوہ پر اس غیر معمولی فوجی اجتماع سے دشمن دھوکہ کھا جاتا
ہے۔ اطراف کوہ کشادہ اور گہری ایک وادی بنائی گئی ہے
اس وادی کے مشرقی سمت میں چکرویو کا کوہ رفیع الشان ہے
تو وادی کے مغربی سمت میں تھوڑی کم بلند پہاڑیاں وادی کے
اطراف دور تک چلی گئی ہے۔ اس مرحلے پر ان مٹی کے ٹیلوں کے
پاس سے بلندی اور پستی کا ایک حسین امتزاج یہاں پر نظر آتا ہے۔
دشمن پوری طاقت سے غفلت میں نشیب میں اتر جاتا ہے۔ وادی کے
اس مقام پر ایک پہاڑی مورچہ ہے جہاں سے مصنوعی [illegible] دشمن کو

اس وادی میں اترنے سے روکنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں۔ دشمن دھوکہ کھا کر اپنی پیشقدمی کو اپنی کامیابی پر محمول کرتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ اس وادی میں اترتا جاتا ہے اور دامن کوہ پھیلتا جاتا ہے۔ جب دشمن بھاری تعداد میں دامن کوہ کے اس وادی میں پہنچ جاتا ہے تب وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اس وادی میں جا بجا کثرت سے میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں دشمن اپنی طاقت جمع کر کے جب کوہ کی طرف پیشقدمی کرتا ہے اس وقت دامن کوہ سے تھوڑی سی بلندی پر موجود گہری خندق سے مسائی دفاع میں مصروف لشکر نکل آتا ہے اور دشمنوں پر اپنے تیروں کی بارش برساتا ہے۔ اس ڈیفنس لائن کو توڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر دشمن اپنی برتر طاقت سے اس لائن کو توڑ بھی لے تب بھی وہ اس موقف میں ہوتا ہے کہ بلند کوہ پر موجود میدانی سمت کی طرف پیش قدمی کرے لیکن اس مرحلے پر دشمن پر بلا کی طرح وادی کی مغربی سمت میں موجود چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے شدید تیر اندازی شروع ہو جاتی تھی۔ تیروں کی اس بارش میں دشمن کا کوہ چکرو یو ہم سے طرف پیش قدمی قطعی ممکن نہیں ہوتی نیز ایک قدم اور آگے کی طرف بڑھتے ہوئے چکرویو کے دہانے کے پاس موجود ٹیلوں پر موجود لشکر آگے بڑھ کر اس وادی کے دہانے کے پاس کے جنگی مورچہ پر قبضہ کر لیتا تاکہ دشمن رسد اور کمک سے محروم ہو جائے۔ اس کا بھی نفسیاتی طور پر بڑا اچھا اثر ہوتا۔ اس چکرویو میں دشمن صرف پیش قدمی ہی کر سکتا ہے۔ چاروں طرف سے کوہ

کے اطراف ایسی پہاڑی وادیاں بنائی گئی ہیں جو آگے بند ہو جاتی ہیں جن میں پھنس کر دشمن صرف تباہ ہی ہو سکتا ہے۔ اگر دشمن قوی ہو تب وہ بلند کوہ کے اطراف بلندی پر بنائی گئی اس میدانی پٹی میں داخل ہو جاتا جو چوٹی کے چاروں طرف موجود ہے۔ ایسی صورت میں رتھوں کے ٹکڑیاں چکی کے پاٹ کی طرح دشمنوں کو روندتے ہوئے دشمن کو چوٹی کے قریب پہنچنے سے روکنے رہتی ہے۔ اگر دشمن شدید نقصان اٹھاتے ہوئے چوٹی پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو جاتا تب ایسی صورت میں چکرویو کا امیر پسپا ہوتے ہوئے اپنی آٹھویں پہاڑی پر جا کر متمکن ہو جاتا۔

اس مرحلے میں جنگی حکمت عملی مکمل بدل دی جاتی

چکرویو کے مغربی سمت میں پہاڑیاں ہوتی۔ ان پہاڑیوں میں ایک درہ انتہائی بلندی پر بنا ہوا ہے۔ اس درے کے منھ کے پاس پہلے ڈھنگ کی چٹان رکھی ہوئی ہے۔ اب یہ آیا کہ ایک زیادہ بار رتھ تیزی کے ساتھ نشیب سے بلندی کے ٹیلے پر چڑھتے ہوئے بلندی پر بنے اس درے میں داخل ہوتے ہیں اور تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد پھر درہ میں نشیبی ڈھلان شروع ہو جاتی ہے اور جو ایک کلومیٹر یا اس سے کم کے فاصلے پر جا کر اچانک منقطع ہو جاتی ہے جس مقام پر یہ درہ منقطع ہو جاتا ہے یہاں پر تقریباً اسی فٹ سے زیادہ نشیب میں ایک وسیع میدان بنایا گیا ہے۔ یہ میدان سارے کا سارا شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے عین دامن میں ہے۔

جب دشمن اس بلند ڈھلان سے نیچے گرتا ہے تو ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ وہ سیدھے شاہ صفور کے بیرون میں گھس رہا ہو۔ جب دشمن
یہ دیکھتا ہے کہ نشیب سے تیز رفتاری کے ساتھ چند رتھ اس مٹی کے ٹیلے
پر چڑھتے ہوئے اس درہ میں داخل ہوتے ہیں تو وہ ان کا پیچھا
کرتے ہوئے اس درہ تک پہنچ جاتا۔ دوڑتے ہوئے رتھ درے
میں آگے کی طرف پیشقدمی کرتے ہوئے فوری ایک خفیہ راستے سے
پھر پیچھے کی طرف پلٹ آتے دوبارہ اس مٹی کے ٹیلے کی طرف
دوڑتے ہوئے درے میں داخل ہو جاتے ہیں ایسا عمل وہ
بار بار دہراتے رہتے جس سے دشمن دھوکہ کھا کر یہ سمجھتا ہے کہ میدان
جنگ کے پیچھے ہوتے رتھ اس درے سے واپس شہر صفور میں
داخل ہوا ہے۔ اسی جذبہ سے جکڑ وہ میں پھنسے ہوتے دشمن پوری
طاقت سے اس درے میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوا درے
کے دہانے کے قریب بلند پہاڑی پر ایک چھوٹا سا میدان بنا ہے
جہاں پر طاقتور رتھوں کے دستے متعین رہتے جوں ہی دشمن نشیب سے
بلندی پر بنے درے کی طرف پیشقدمی کرتا یہ رتھوں کی ٹکڑیاں بنا
سے ان پر ٹوٹ پڑتی۔ اس معرکے سے دشمن کی پوری توجہ اسی درے
کی طرف مرکوز ہو جاتی۔ جو شہر صفور کا حقیقی درہ ہے جو دشمن کے لئے بعد
میں موت کا کنواں ثابت ہوتا۔ کنول کے پھول کے دائرے کا ایر
اس کا محافظ ہوتا ہے وہ پوری طاقت سے اس درے میں دشمن کو
داخل ہونے سے روکتا رہتا ہے۔ درے کے دہانہ کے پاس مضبوط
مورچہ بندی ہے۔ بڑھتے ہوئے دشمن کو تھوڑی بہت ادھیڑ اس
درے میں داخل ہونے دیا جاتا ہے۔ عام طور پر دشمن اس مقصد
کے لئے برق رفتار رتھ ہی استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ جب دشمن اس

درّے میں داخل ہوتا تب اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب اس کی نظر سید سے شہر صور پر جا پڑتیں۔ دور تک نشیب میں سینکڑوں میل تک وسیع مسطح زمین پر پھیلا ہوا زمین کا سب سے بڑا اور سب سے خوبصورت شہر دشمن کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ان لمحات کا فائدہ اٹھا کر اس درّے کے دونوں جانب موجود چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر پوشیدہ لشکر دشمن کو اپنی تیروں اور برچھوں کی بارش سے ہلاک کر دیتا۔ اگر دشمن اپنے دستوں کو تیزی سے آگے بڑھاتے ہوئے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے تب وہ ڈھلان کے اچانک منقطع ہونے والے حصہ پر موجود اس ڈھلان والی چٹان سے نیچے گر کر ہلاک ہو جاتا۔ پہاڑیاں درّے کے دونوں طرف اس خوبی سے ہیں کہ نہ کوئی آواز دشمن کی اپنے ساتھیوں تک پہونچ سکتی ہے اور نہ ہی نظر جا سکتی۔ اس طرح دشمن مسلسل ہلاک ہوتا رہتا ہے۔ اچانک درّے کے منقطع ہونے والے مقام پر موجود اس ڈھلان والی چٹان سے نیچے گر کر ہلاک ہوتا رہتا ہے اس مقام پر جو چٹان ہے اس کے پاس ایک اور دلچسپ چٹان ہے جو بہت بڑی چٹان ہے لیکن وہ ایک بہت ہی چھوٹی اور غیر معمولی چٹان پر ٹکی ہوئی ہے جس کی آڑ سے دشمن پر کاری ضرب لگائی جاتی ہے۔

مخروطی یا مصنوعی کوہ (کیلہ پربت)

شاہ صور کے مصنوعی کوہ پر ایک عظیم ببر کو بنایا گیا ہے اس ببر کی تعمیر میں جو پتھر استعمال ہوا ہے وہ بھی خالص ببر کے رنگ کا ہے۔ سارناتھ (پٹنہ) کے پاس جو تاریخی لاٹ پائی جاتی ہے اس پر بھی چار ببروں کے منہ بنائے گئے ہیں جبکہ اسی لاٹ پر ایک گھوڑا اور ایک بیل بھی بنایا گیا ہے۔ بیل ابتدائی دور میں شاہان ہند کا قومی نشان تھا۔ بعد میں اس نشان کو گھوڑے سے بدلا گیا۔ نواگیرہ یا کیلہ پربت جو مہر دیوتا کے نام سے خاص طور پر منسوب ہے شیر ببر کا پایا جانا بڑا ذومعنی ثابت ہوتا ہے جو اب تک کے کئی نظریوں پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

کیلا پربت پر بنائی گئی پر اسرار چوٹی بڑی عجیب و غریب حکمت سے بنائی گئی ہے جو تمام شہر صور اور اس کے تمام حفاظتی دائروں سے ایک خاص انداز میں نظر آتی ہے عام حالتوں میں نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے یعنی خاص خاص زاویوں سے وہ آسمان میں ایک ابر کے ٹکڑے کی طرح نظر آتی ہے۔

یہ مصنوعی کوہ آپ ہماری فلم میں دیکھیں گے کہ پوری طرح مصنوعی طور پر بنایا گیا نظر آتا ہے اور اس کے سامنے جانب مشرق آٹھ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو باہم جوڑ کر ایک جنگی مورچہ بنایا گیا ہے۔ ان آٹھ پہاڑیوں کی بلندی شاہ صور کے مصنوعی کوہ کے تقریباً نصف نظر آتی ہے۔ ہنگامی صورت حال میں جب جبل کے یہ امرا اپنے دائروں میں شکست کھا کر

وہ کیلہ پربت کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ کیلہ پربت بشمول حضرت ذوالقرنین کی چٹان ایک چھوٹے سے اندازے کے مطابق کم سے کم چار مربع میل کا ایک انتہائی بلند علاقہ ہے اور یہ علاقہ چاروں طرف سے کٹا ہوا ہے جس کی بلندی تقریباً سطح زمین سے پانچ سو فٹ سے زیادہ ہوگی۔ اس میں جانب مشرق ایک سرے پہ ایک بیش بہر نما بلند ترین پہاڑی ہے تو جانب مغرب حضرت ذوالقرنین کے مدفن والی چٹان ہے۔ ان دونوں کے درمیان انتہائی بلندی پر ایک شاہی محل کے کھنڈرات آج تک موجود ہے۔ جس پر بعد میں قطب شاہوں نے ایک اور محل بنوایا۔ دونوں کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔ قدیم محل کے پاس ایک کتبہ ہے جو کہ تین طرف سے خالی اور ایک طرف تحریر رکھتا ہے جو کسی قدیم زبان میں ہے۔ اس کتبے کے نیچے ایک عورت اور گھوڑے کو باہم انتہائی کامیابی کے ساتھ مجامعت کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے۔ یہ نشان کرہ ارض کے مقدر رانیلے ... سے مشابہ ہے۔ شاہی محل سے متصل ایک وسیع و عریض باغ ہے جس میں ایک وسیع و عریض میٹھے پانی کا کنواں ہے۔ سطح زمین سے سینکڑوں فٹ بلندی پر کیلہ پربت پر اتنی وسعت ہے کہ ہنگامی حالات میں شاہی گھرانے اور امرائے مدین اور شرفائے مدین تمام کے تمام اس میں پناہ لے سکتے ہوں اور اتنا محفوظ ہے کہ زمانہ دراز تک دشمن کا مقابلہ محصور ہو کر یہاں سے کیا جا سکتا ہے تا وقتیکہ تازہ کمک پہنچ نہ جائے چنانچہ مندرجہ بالا جنگی حکمت عملیوں کی وجہ سے اس کو ناقابل تسخیر سمجھا گیا۔

چوٹی کے عین دامن میں دو عجیب و غریب اور بڑے دلچسپ نشانات ہیں۔ یہ نشان شاہ صور کے سامنے پیش ہونے والوں کا پلیٹ فارم ہے۔ یہ نشان یا پلیٹ فارم ایک اُبلتے ہوئے پانی کے چشمے کے وسط

میں بنایا گیا ہے جس کے چاروں طرف میٹھے پانی کا چشمہ ہے۔
پلیٹ فارم پر رکھی چٹان دلکش پتھر اسٹون آرٹ کا عمدہ نمونہ ہے
ایک طرف سے شیشو ناگ کی طرح پھن کھولے ناگ نظر آتا ہے تو
دوسری طرف سے انسانی چہرے اور تاج کی شبیہہ نظر آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ اس چٹان کے وسط میں کوئی خاص قسم کا نشان بنایا گیا تھا جس
کو بعد میں حملہ آوروں نے تراش کر الگ کر دیا۔ شاید یہاں پر سورج
کی شبیہہ بنائی گئی ہوگی۔ آپ تصویر ع۔ میں اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔
چٹان کے دامن میں جو اونچا پلیٹ فارم ہے یہیں سے وہ تمام
لوگ پیش کئے جاتے جو شاہ صور کی رونمائی کے لئے حاضر ہوتے۔
شیر ببر کے بازو ایک پرندہ نما چٹان کے پاس شاہ صور کھڑا ہوتا جب
صبح صادق میں سورج کی پہلی کرن شاہ صور پر پڑتی جس کا سارا بدن
ہیرے جواہرات سے آراستہ رہتا۔ تب وہ ہیرے جواہرات کی دمک
سے چمک اٹھتا جبکہ رونمائی کیلئے پیش کئے جانے والوں کے پاس
تاریکی ہی ہوتی۔ کیونکہ یہ مقام اطراف سے بلند پہاڑوں سے گھرا ہے۔
جب تک سورج تین چار نیزوں کی بلندی تک نہ آ جائے یہاں پر تاریکی چھا
رہی ہے۔ صبح صادق میں شاہ صور کی چوٹی اپنی بلندی کی وجہ سے سورج
کی روشنی سے منور ہوتی۔ اس وقت رونمائی کے لئے حاضر ہونے والوں
کے دلوں پر بڑی ہیبت طاری ہو جاتی۔ معزز افراد اور اہل مشاورت
سے مشورہ یا ملاقات اسی کوہ کے دامن میں بنائے ہوئے ایک دوسرے
مقام پر ہوتی جو خاص شیر ببر کے نیچے بنایا گیا ہے۔ بلند چٹان پر مشتمل ایک
شیشو ناگ کی شبیہہ نظر آتی ہے تصویر ع۔ اس مقام پر شاہ صور اہل
مشورہ اور معززین شہر سے شاہ صور مشورہ لیا کرتا تھا جبکہ قریبان خاص

ان پہاڑیوں پر متمکن ہو جاتے اور جب دشمن چکرویوہم کے دائرے سے خاتحانہ پیش قدمی کرتے ہوئے شہر صور کے درے سے پیش قدمی کرتا ہوا آگے بڑھتا تب یہ امرآ ان پہاڑیوں پر بڑی مضبوطی سے جم جاتے اور کیلہ پربت پر حملہ آور دشمن کو کسی قیمت پر اس عظیم مصنوعی کوہ کی طرف پیشقدمی کرنے نہیں دیتے۔ مصنوعی کوہ اور ان پہاڑیوں کے درمیان بڑا موزوں فاصلہ ہے۔ یہ امرآ مسلسل اپنے حملوں سے دشمن کی توجہ کیلہ پربت سے ہٹاتے رہتے۔ بالآخر دشمن اس بات کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا کہ پہلے ان امراؤں کے کام تمام کر دیا جائے۔ دشمن اپنا رخ مغرب میں کیلہ پربت سے مشرق کی طرف جبل کے ان امراؤں کی پہاڑیوں کی طرف کرتا اور جنگی حکمت عملی کے طور پر اپنی دانست میں بڑی چالاکی سے جبل کے ان امراؤں کی پہاڑیوں کے عقب میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ جوں ہی دشمن اس نئی حکمت عملی کو روبہ عمل لاتے ان آٹھ پہاڑوں کے عقب میں پہنچا ہوا جبل کے امرآ دشمن کو برق رفتاری سے پہلے سے طے شدہ حکمت عملی کے مطابق اپنے عقب میں ایک اور پہاڑی محاذ پر گھیر لیتے اور خود ان امرآ کے طاقتور دستے دشمن کو اس کے عقب میں موجود پہاڑیوں کی مدد سے گھیرے میں لے لیتے۔ اب محاذ جنگ پھر بدل جاتا۔ جنگ جیتنے والا دشمن اپنی ہی غیر دانش مندی سے ایک پسپا ہونے والی فوج بن جاتا۔ اب دشمن خود چاروں طرف سے محصور ہو کر بے بسی کے ساتھ صرف جبل کے امراؤں سے لڑتا رہتا۔

جبتک دشمن جبل کے امراؤں کی پہاڑیوں پر ان کو زیر نہ کرلے، وہ شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کیلہ پربت پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اگر خوش قسمتی سے دشمن اگر ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تب

کی ملاقات اس پہاڑی پر ہوئی جس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے۔
اس رونمائی کے پلیٹ فارم سے ہٹ کر چند سو گز کے فاصلے پر ایک دوسرا پلیٹ فارم ہے جو پتھروں کو جوڑ کر ایک بھیانک انسانی چہرے کی شکل کا بنایا گیا ہے جس میں ایک انسانی شکل کی لمبی زبان باہر تک نکلی ہوئی ہے اور اس چہرے کی دونوں موٹی موٹی آنکھیں باہر کی طرف ابل پڑی ہیں جس سے ڈراونا پن نظر آتا ہے۔ یہاں پر مجرموں کو شاہ صور کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ یا تو مجرم معاف کر دیئے جاتے یا وہ اسی مقام پر شاہ صور کے سامنے قتل کر دیئے جاتے تھے۔

آتشی پہاڑ

اس کوہ سے متصل شاہان صور کے محلات تھے۔ یہ محلات آتشی پتھروں
کے پہاڑوں پر بنائے گئے تھے جن کا ذکر مجموعہ توریت میں شاہان صور
کے ذکر کے ساتھ پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ بڑے خوبصورت پہاڑ ہیں۔
انھیں پہاڑوں پر شاہان صور کے محلات تھے۔ ان پہاڑوں کے جانب
مغرب وسیع دائرہ نما میدان ہے۔ شاید یہ میدان شاہان صور کے باغات
رہے ہوں گے۔ اس میدان سے ذرا ہٹ کر وہ قدیم ترین تاریخی بستی ہے
جس کا نام آج تک بھی مدین ہے جس کا ذکر بھی مندرجہ بالا سطور میں ہو چکا ہے
شاہان صور کے محلات کے مشرق میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے
جو صرف چند پتھروں کا مجموعہ نظر آتا ہے لیکن ایک خاص مقام سے دیکھنے
پر ایک ندی (نیل) کی طرح نظر آتی ہے جس کا رنگ بھی ہلکا نیلا ہے۔
تصویر میں آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

اگر ہم یہاں سے چند میل کا فاصلہ شہر صور میں طے کرتے رہیں تب ہم کو
جانب مشرق ایک کشادہ درہ ملے گا۔ یہی درہ شہر صور کا وہ درہ ہے
جو مثل منھ کے استعمال ہوتا تھا۔ درہ اتنا بڑا ہے کہ اپنے میں ایک بہت
بڑے بازار کو سمو لیا تھا۔ ماضی بعید میں یہ مقام روئے زمین کا سب سے بڑا
بازار تھا۔ شاید اپنے زمانے کا وال اسٹریٹ رہا ہو۔

درے کے دھانے کے قریب ایسی پہاڑیاں بنائی گئی ہیں جنھیں سے
بعض مگرمچھ کی طرح محسوس ہوتی ہیں۔ درے کے اختتام پر ایک بہت
بڑا کشادہ چٹان ہے جو بتدریج بلند ہوتی گئی ہے۔ شہر صور پر سمندری

حملہ صرف مشرقی ساحل سے دریائے کرشنا اور گوداوری کے درمیانی ساحلی علاقے ہی سے ہو سکتا ہے چنانچہ اس بحری حملے سے شہر صور کو محفوظ رکھنے کیلئے اس درے سے جانب مشرق تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر دو عظیم جنگی دائرے بنائے گئے ہیں جن کے وسط میں سمندری مخلوق جیسے نشان بنائے گئے ہیں۔ یہ دائرے اپنا ایک جداگانہ رنگ رکھتے ہیں۔ سمندری مخلوق نشان والے دائرے حملہ آوروں کے لئے بہت بڑی رکاوٹ پیش کرتے ہیں۔ ان دائروں سے بچ کر دشمن کا آگے بڑھنا قطعاً ممکن نہیں ہوتا۔ اس درے کی خصوصیت دوسری یہ ہے کہ ماضی بعید میں ہفت اقالیم کو یہاں سے بحری اور بری راستے نکلتے تھے۔ زمانہ امن میں بے پناہ زندگی اطراف و کناف میں پائی جاتی تھی۔ طروسس کے جہازوں سے سارا مشرقی ساحل معمور رہتا۔ طروسس کی تجارتی اشیا شہر صور تک پہنچتی تھی۔ اس درے کے جانب شمال جو راستہ نکلتا تھا وہ عام طور پر ہمیشہ عوام الناس کے لئے بند رہتا تھا صرف خواص کو ایک خاص مقام تک ایک خاص مقصد سے پیشقدمی کی اجازت رہتی تھی۔ آگے تمام راستے مکمل طور پر ممنوعہ علاقے ہوتے۔ کیونکہ یہاں سے حفاظتی دائروں کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔

شاہی قبرستان

حفاظتی علاقہ کے شروع ہونے سے قبل ایک وسیع اور کشادہ میدان ہے۔ جو دو حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ پورا میدان شاہی قبرستان کے لئے وقف تھا۔ اس میدان کے مشرقی شاہی خاندان کے افراد کی تدفین شروع ہوئی ہے جہاں پر اب بھی سینکڑوں قبور شاہان حضور کی محفوظ ہیں۔ بعض قبور پر آتشی پتھروں کا بھی استعمال ہوا ہے بعض قبور سطح زمین سے صرف ایک فٹ بلند ہیں اور ان پر زنجر نما پتھروں کو گول دائرے کی شکل میں جمایا گیا ہے۔ بعض قبروں کی بلندی سطح زمین سے دو اور بعض تین فٹ کی محسوس ہوتی ہے۔ تمام قبور دائرہ نما ہیں اور بعضوں کا رقبہ تقریباً ۵ 5 مربع فٹ اور بعضوں کا ۸۰ مربع فٹ گول دائرے کی شکل میں موجود ہیں۔

شاہی قبرستان کے آخری سرے پر ایک مخصوص مقام بنایا گیا ہے۔ یہ مقام چٹانوں سے گھرا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک چٹان پر ایک عجیب و غریب تصویر بنی ہوئی ہے۔ تصویر سے اس چٹان کا ایک رخ انسانی چہرہ کا ہے تو اس چٹان کا دوسرا رخ بھیڑیے سے ملتا جلتا ہے۔ اسی طرح اور چٹانیں بھی شاید کوئی شبیہ بنا رہی ہیں۔ لیکن بعضوں نے ان پر رنگ کر دیا ہے جس کی وجہ سے شناخت مشکل ہوگئی ہے۔

شاہی قبرستان کے لئے جو زمین وقف کی گئی تھی اس کے آخری سرے سے تدفین کا عمل شروع ہوا ہے جبکہ پہلی قبر اس مقام پر ہے

جہاں سے یہ وسیع میدان شروع ہوتا ہے اور یہ ابتدائی مقام دوسری آنکھ والے درے کے عین روبرو ہے۔ ایک وسیع شاہراہ جہاں تک پہنچتی رہی تھی اب میدان اور جنگل ہی ہے۔

آپ جان کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ اس شاہی قبرستان اور شمالی امریکہ میں میکسیکو کے شاہی قبرستان کے آثار میں حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔ شاہان صور کے شاہی قبرستان کے ایک سرے پر بھی ایک بلند و بالا کوہ ہے جس کی شہنشاہان صور کے مصنوعی کوہ کے رخ کی طرف ایک گنبد سے کی سی بنائی گئی ہے۔ یہ کوہ بھی میکسیکو کے آثار قدیمہ سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے دامن میں شاہی قبرستان ہے۔ اس کوہ کا نام دیوتی گھنڈ ہے۔ یعنی دیوتا کا پہاڑ۔ تحقیق کے اس مرحلے میں دل چاہتا ہے کہ ایک بہت بڑی تاریخی حقیقت کو بیان کروں۔ اور تاریخ ہند کے ایک اہم دور کی بنیادی ٹھوس کڑی پر سے پردہ ہٹا دوں لیکن یہ ایک بہت بڑا عنوان ہوگا۔ جو بے حد طوالت کا طلب گار ہوگا۔ صرف طوالت کے خوف سے اس مقام کی تاریخی حقیقت پر روشنی ڈالنے سے قاصر ہوں۔ آئندہ سلسلہ ذوالقرنین کے بیان میں اسی عنوان پر سیر حاصل مواد پیش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسول خدا نے فرمایا انا مدینۃ العلم علی بابہا دربار رسالت سے امیر المومنین علی مرتضیٰ کا خطاب "اسد اللہ تھا" یہ عجیب و غریب بات ہے کہ مدین کے باب الداخلہ کے پاس بھی ایک شیر بنایا گیا ہے اور اس داخلی دروازے کا تاریخی نام سنگھ دوار ہے میری حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی کہ علم نبوی صلعم کتنا بلند ہوتا ہے۔

سنگھا دوار

قدیم تاریخی شہر مدین بذات خود ایک مکمل محفوظ دائرے کی شکل میں جس کے اطراف بلند پہاڑیاں ہیں، جانب مغرب سب سے اہم باب داخلہ ہے جو بطور ناک کے استعمال ہوا کرتا تھا۔
اس باب داخلے کے پاس ایک بہت بڑا شہر پناہ بنایا گیا ہے۔ وہ سو فٹ بلند ہے۔ شہر میں داخلے کی شاہراہ اس شہر پناہ کے عین بیچ کے نیچے سے گذرتی ہے۔ اس شہر پناہ کے سامنے ایک چھوٹے سے دائرہ نما علاقہ ہے جو شہر مدین سے متصل ہے۔ یہ بستی فوجی جرنیلوں سارتھیوں اور ایسے ہی درجہ کی اعلیٰ جنگی خدمات کرنے والوں کی ہوا کرتی تھی سنگھا دوار کی طرح اور دروازوں کے بھی جداگانہ نام رکھے گئے تھے۔

مدین کا مجسمہ

اصل شہر مدین بذات خود دو حصوں میں منقسم ہے۔ امرائے مدین کے علاقے اور شاہان صور کے محلات و باغات کے علاقے ان دونوں کے درمیان ایک سیاہ پتھروں کی صرف چند فٹ چکلی پٹی جو شمالاً جنوباً شہر مدین کو تقسیم کرتی ہے اور جو آج تک موجود ہے۔
جیسا کہ ہم نے پہلے حوالہ دیا کہ شہر مدین کے عین وسط میں ایک

دکھتا تھا کہ ست واہن حکمرانوں نے بعض خاص سیاسی وجوہات کی وجہ
سے اس سارے علاقہ کو انتہائی پوشیدہ رکھا۔ سارا علاقہ گھنے جنگلوں سے بھرا رہتا تھا۔
ست واہنوں کے بعد کے حکمرانوں یعنی چالوکیوں راشٹراکوٹوں، پلاوا چولا اور
کاکتیہ حکمرانوں کی دلچسپیاں دوسرے علاقوں تک محدود تھیں بہمنوں اور قطب
شاہوں کے زمانے میں اس علاقے میں دوبارہ معاشی اور سیاسی سرگرمیاں شروع
ہوئیں قطب شاہوں نے پرمایوم کے دائرے پر قلعہ گول کونڈہ (گل کنڈہ) بنایا جو گلو
محمد نگر کے نام سے موسوم ہوا تھا اور ان ہی حکمرانوں نے سرمایوم کے دائرے کے پاس
شہر حیدرآباد کی بنیاد رکھی جو آج ہندستان کا پانچواں بڑا شہر ہے قطب شاہوں
نے قلعہ کی تعمیر کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا کہ قدیم کنول کے پھول کو
کوئی نقصان نہ پہنچے اسی طرح اس اژدہے کے مرموز والی پہاڑی کو جو شہر حیدرآباد
سے بالکل متصل میر عالم ٹینک کے پاس موجود ہے شہر کی تعمیر کے دوران کوئی نقصان نہ
پہنچا آج بھی یہ تاریخی مرموز پوری طرح محفوظ ہے قطب شاہوں اور آصف جاہوں
نے ماباقی دائروں کے تحفظ کیلئے ان تمام دائروں کے علاقوں کو سرکاری محفوظ جنگلات
قرار دیئے جس کی وجہ سے زمانہ دراز تک ان کا تحفظ ہوتا رہا ہے۔ اس علاقہ کے
بڑے بوڑھوں اور بزرگوں کا کہنا ہے کہ (ان میں میرے بڑے دادا احمد وزیر حسین
قادری مرحوم بھی شامل تھے) شاہ محبوب اعلیحضرت نظام دکن آصف جاہ
سادس نواب میر محبوب علی خاں رحمتہ اللہ علیہ کو اس علاقہ سے بڑا عشق تھا اعلیحضرت
شیر کے شکار کے بہانے اس تمام علاقے کا دورہ کرتے ابراہیم پٹن کے پاس کر
ریڈیال کے جنگل میں تلا ھوری کے درختوں پر مچان باندھا جاتا اور شیر کا شکار
کیا جاتا۔ اس دورے میں آصف جاہ سادس تالاب ابراہیم پٹن کے کنارے
مولا علی گٹہ کے چھلے کے پاس موجود آبی محل میں قیام کرتے یہاں سے مینڈک کا
کوہ بڑا حسین و جمیل نظر آتا ہے جس کے مشرق میں موجود ناگ کے دائرہ کا
اژدہا ہوا پری زاد بھی یہیں سے نظر آتا ہے رات کے وقت ناگ کا بام
کے دائرے تک شکار ہوتا۔ مشرق میں حیات نگر سے یا چارم تک
پھیلی ہوئی اندرجال کی پہاڑیاں ہوتی۔

نظام دکن دوسرا دورہ شہر مدین کا کرتے۔ شہر مدین کے سنگھا دوار
کے قریب موجود ایک بہت بڑے برگد کے درخت پر مچان باندھا جاتا

مرکزی مقام پر دنیا کا ایک عجیب و غریب اور نادر الوجود مجسمہ دکھتا
اسٹون آرٹ کا نمونہ موجود ہے۔ شہر صور یا مدین کے مغربی باب داخلہ کے
شیر ببر کے پاس سے دیکھنے پر یہ بت ایک ایسا انسانی شکل کا بت
نظر آتا ہے جس کے سامنے چند چیزیں بطور نذر کے پیش کی گئی
ہوں۔ قریب سے دیکھنے پر یہ بت ایسا نظر آتا ہے کہ کوئی پری زاد یا
فرشتہ آسمان سے اتر کر ایک بلند پہاڑی ٹیلے پر بیٹھ گیا ہو۔
جس کے دونوں پر ہوں۔ لیکن آج وہ صرف ایک ہی پر والا پری زاد
نظر آتا ہے جس کا دوسرا پر کٹا ہوا ہے۔ حیرت انگیز بات تو یہ ہے
کہ اس پری زاد یا فرشتہ کی شبیہ کا رنگ ہلکا زرد و سبزی مائل
نظر آتا ہے جیسا کہ پانچویں حفاظتی دائرے میں موجود اڑتے ہوئے
پری زاد یا فرشتہ کا بھی رنگ ہلکا زرد و سبزی مائل ہی نظر آتا ہے
شہر صور کے دائرے اور شہر صور کے مرکزی حفاظتی دائرے کے عین
وسط میں اس قسم کی شبیہوں کا بنایا جانا شاید اس تصور کو پیش کرنا
مقصود ہو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرشتہ
اُسے سید تک اور آسمان تک چڑھا لے گیا نیز مجموعہ توریت میں بھی اسی
قسم کی تشریح ہے کہ "تو ممسوح کروبی تھا یا آسمانی محافظ کا نظارہ آیا ہو۔
حضرت ذوالقرنین کی مزار والی چیپ چٹان سے نظارہ کرنے پر یہ بت
سکندر اعظم مقدونی کے سر کے تاج کی شبیہ بناتا ہے۔ اگر ہم ذوالقرنین
کی چٹان کے اوپر سے اس کا مشاہدہ کریں تو کوئی پرندے کی چونچ والا
انسان محسوس ہوتا ہے۔ یہ شبیہ اس مقام سے ایسی محسوس ہوتی ہے جیسا
کہ حالیہ عرصے میں حضرت موسیٰ ؑ سے متعلق بننے والی فلم میں فرعون مصر کے
دربار میں رکھی ہوئی سیاہ رنگ کی اس مورت جیسی ہے جس کا سر پرندے

کا اور جسم انسان کا بنایا گیا ہے۔

الغرض تاریخی شہر صور جو ماضی بعید میں مدین کہلاتا تھا۔ قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں مجموعہ توریت کے صحائف کی روشنی میں انبیاء بنی اسرائیل کے پے در پے حوالوں کی رُو سے خود بلاد ہند کی کتب قدیم کی رُو سے بالخصوص ویدوں کی روشنی میں پرانوں اور رامائین و مہابھارت کے حوالوں کی روشنی میں اس عظیم الشان تاریخی شہر کا محل وقوع بلاد ہند کے خاص علاقہ دکھشنہ پتھ میں ثابت ہوتا ہے۔ اتھر وید میں موجود اتھر ودیش کے مستند حوالے کی روشنی میں: یہ شہر گوداوری اور کرشنا ندیوں کے عین وسط میں ثابت ہوتا ہے جہاں پر آج تک بھی شہر مدین کا دائرہ نما شہر جس کو انگریزی میں Tyre city کہتے ہیں جو کہ کسی زمانے میں پورا ایودھیا بھی کہلاتا تھا، اپنے پورے پورے تاریخی آثار کے ساتھ موجود ہے۔ اتھر ودیش کے حوالے کے مطابق وہ دائرہ موجود ہے جسمیں نو دروازے موجود ہیں۔ اتھر ودیش کی دوسری شرط کے مطابق آٹھ حفاظتی چکر بھی موجود ہیں جن کے وسط میں اُن کے کتب قدیم میں پائے جانے والے ناموں کے مطابق شاہی نشان موجود ہیں۔ حضرت ذوالقرنین کی چٹان کے عین نیچے وہ لاثانی تاریخی کتبہ بھی موجود ہے جس کا رنگ نیلا ہے اور جس کا نام دیواشیلم ہے۔ شمالی امریکہ میں میکسیکو کے شاہی قبرستان کی طرح ایسی ہی مشابہت رکھنے والا ایک شاہی قبرستان اس مقام پر موجود ہے نیز دیگر ضمنی لاثانی اسٹون آرٹ کے نمونے اس مقام پر موجود ہیں۔ مثلاً ایک بلند چٹان پر ایک بڑا چاند ہلال کی شکل میں بنایا گیا ہے۔ ایک بلند پہاڑی پر ایک سمت سے ایک گھوڑے کی شبیہہ بنائی گئی ہے تو دوسری طرف انتہائی بلندی پر ایک کوہ

پر ببرنی کو حملہ کے لیے تیار بیٹھے ہوئے بتلایا گیا ہے۔

شاہان صور کے باغات کے عقب کی پہاڑیوں پر خوبصورت پارخ بن مانس ایک پہاڑی پر بنائے گئے ہیں اور ان بن مانسوں کا ایک سردار بھی پتھروں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے جو باوجود سیاہ رنگ کے ہونے کے اس کے بال اوپر سے سنہری رنگ کے دکھائے گئے ہیں نیز دیگر بندروں اور ہمہ اقسام کے دیگر جانوروں کی شبیہیں مختلف مقامات پر پیش کیے گئے ہیں۔

خود شاہان صور کے خصوصی مسکن کیلا پربت پر ایک بت شیر ببر کا بنایا گیا ہے۔ جس کے عقب میں ایک وسیع میٹھے پانی کا کنواں اور ایک شاہی محل کا کھنڈر آج تک موجود ہے۔ بعد کے زمانے میں قطب شاہی حکمرانوں نے اسی کھنڈر پر ایک دوسرا محل بنوایا تھا جو آج بھی موجود ہے۔ جو اب کھنڈر ہے۔

قدیم کھنڈر کا پتھر کی ساخت یہ بات بتلاتی ہے کہ یہ پتھر ہزاروں سال پہلے تراشا گیا تھا۔ کوئی بھی ماہر آثار قدیمہ میری بات کی صداقت کی تصدیق کر سکتا ہے۔ خود سارا شاہی محل کا کھنڈر اندر سے کھوکھلا ہے جسمیں داخل ہونے کے لیے سرنگ نما راستہ آج تک موجود ہے۔ اندر داخلے کی ہمت کون کرے۔ کیونکہ سرنگ بہت مخدوش اور اندر سے گردش زمانے سے بند نظر آتی ہے۔

اسی شاہی محل کے کھنڈر کے پاس ایک اور کتبہ ہے جس پر صرف ایک ہی طرف تحریر ہے یعنی تین سمت میں خالی اور کھردرا ہے۔ کتبے کے نیچے ایک بلٹ بنا کر اس پر ایک عورت اور گھوڑے کو مجامعت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ بدقسمتی سے میرے پاس وقت کی کمی کی وجہ سے

کوہ کے اوپر چڑھ کر اس کی فلم بندی نہ کر سکا۔ کم از کم اس کتبے کی ایک فوٹو ہی پیش کرنے کے مقصد سے میں اس کیلا پربت (مصنوعی کوہ) پر چڑھا لیکن جھاڑیوں کی کثرت لمبی لمبی گھاس اور درندوں کا خطرہ میری تلاش میں مانع ہوئی۔ کتبہ ایک سمت میں جھکا ہوا تھا شاید چند سال پہلے کے زلزلوں کی جھٹکے کی وجہ سے شاید وہ پلٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں اس کی تصویر حاصل نہ کر سکا۔ درشنہ ذوالقرنین میں ضرور اس کی تصویر کو پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

رسول عربیؐ کی مدین میں آمد

مفسرین و محدثین نے جلیل القدر صحابہ کے حوالے سے حدیث قدسی بیان کی کہ معراج کی رات رسول اکرمؐ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کے دوران جو اسریٰ کہلاتا ہے مسجد حرام سے سیدھے مدینہ منورہ پہنچے اور دوگانہ ادا فرمایا۔ مدینہ منورہ سے سیدھے رسول عربیؐ حضرت جبرئیلؑ کی معیت میں مدین کی مقدس سرزمین پر پہنچے اور یہاں پر دوگانہ ادا فرمایا۔ اس واقعہ کو تفسیر ابن کثیر کے مفسر نے ترمذی شریف کے حوالے سے پیش کیا نیز معراج النبوۃ کے مؤلف شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے صفحہ ۲۹۴ پر پیش کیا کہ : پھر جب حضورؐ کی سواری نخلستان میں پہنچی تو جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یہاں پر دوگانہ پڑھئے گے بعد زمین یثرب ہے جسے بعد میں بھی مدینہ کہا جائے گا۔ اس کے بعد مدین اور اس سرزمین میں پہنچے جہاں پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ ان دونوں جگہوں پر بھی جبرئیلؑ نے یہی عرض کیا کہ اتر کر دوگانہ ادا کیجئے۔ بعضوں نے یہاں پر مدین کی مقدس سرزمین کا حوالہ بھی دیا۔ الغرض اگر ہماری تحقیق کے مطابق شہر مدین ہندوستان میں ثابت ہوتا ہے اس سے یہ بات کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ رسول عربیؐ کے قدم سرزمین ہند پر بھی پہنچے۔ ہم ہندوستانیوں کا یہ بات پر اپنا بھی فخر کر دیں کم ہے

بحیثیت مجموعی شہر صور اپنے میں بے پناہ تاریخی آثار قدیمہ آج بھی رکھتا ہے۔ لیکن ان آثار قدیمہ ہیں وہ بے پناہ بڑے ہیں۔ جس کی وجہ سے عام ذہن اس کو فوری قبول کرنے میں تامل کرتا ہے شہر صور بذات خود ایک بے پناہ وسیع و عریض دائرے پر مبنی شہر تھا اور اس شہر میں شہر مدین مرکزی مقام رکھتا تھا۔ جو بذات خود بھی ایک دائرے میں گھرا ہوا تھا۔ ہر دو دائرے ایک دوسرے میں موجود آج تک باقی ہیں۔ اس شہر کے اطراف ایسے بے پناہ آثار قدیمہ ہیں جن کے تجزیے سے بہ آسانی اس شہر کے وجود کے بارے میں تاریخی حقائق کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

شہر صور میں شاہان صور کے تین خصوصی مسکن ہیں۔ جو شہر صور میں بڑے اہم جغرافیائی مقامات پر بنائے گئے ہیں۔ ان میں شاہان صور کے دو مسکن وہ ہیں جو قدیم ترین ہیں۔ اور تیسرا مسکن دولت صور کے آخری زمانے کے حکمران کے زمانے میں بنوایا گیا تھا۔ جس کی تعمیر میں نئی تیکنک استعمال کی گئی تھی۔ تعمیر میں بعض اہم جدید اصولوں کو اپنایا گیا تھا۔ جو آج بھی با ذوق افراد کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں پہلا مسکن خود کیلا پربت ہے جس کا قدیم ترین نام چرکنڈہ ہے۔ الفاظ چرا اور کنڈہ دو علیحدہ علیحدہ الفاظ ہیں۔ لفظ کنڈہ شاہ صور کا خصوصی نام ہے جبکہ ولی عہد سلطنت کے مسکن کا نام گیری کہلاتا تھا جو عام طور پر کسی بہت ہی بلند اور وسیع چٹان پر واقع ہوتا۔ چرکنڈہ میں لفظ چرا چرن اور سشرن سے مشتق ہے۔ اسی طرح شہر صور کے عین قلب میں واقع ایک بلند و بالا کوہ ہے جس کا نام چارہ کندہ ہے۔ لفظ چرا اور چارہ میں

صرف خفیف سا فرق ہے لیکن معنویت میں بہت فرق پیدا ہو جاتا ہے
(بلاد ہند میں ریاست بہار میں بھی اسی نام کے چند تاریخی مقامات ہیں
جو شاہان صور کے انتہائی عروج کے زمانے میں بنوائے گئے تھے جس
طرح شہر صور اور یہیں پر جر کنڈہ اور یہاں سے چند میل کے فاصلے پر مونگیر
کی پہاڑی چٹان ہے اسی طرح ریاست بہار میں سارناتھ، جر کنڈہ اور
مونگیر کے تاریخی مقامات ہیں۔ ان تاریخی مقامات کی اپنی ایک جداگانہ
شناخت ہے۔ ورثائے ذوالقرنین کے بیان میں ان پر تفصیلی روشنی
پڑ سکتی ہے صرف قارئین کی کسی قسم کی اندیشہ مندی یا غلط فہمی کو
دور کرنے کے لئے ان کا حوالہ پیش کیا گیا ہے۔

اسی طرح شاہان صور کا تیسرا مسکن دیودا کنڈہ کہلاتا ہے جو کہ سات
چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ زمانہ تعمیر دو ہزار سات سو
سال قبل کی ہے لفظ "دیودا" کی معنویت کو اس سے پہلے کے بیانوں میں
پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ لفظ کتنی بڑی تاریخی معنویت یا پس منظر اپنے آپ
میں رکھتا ہے۔ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ شاہان صور سے تعلق رکھنے
والے آخری حکمران نے بڑے عجیب و غریب حالات میں اقتدار حاصل
کیا اور عجیب و غریب حالات میں اس عظیم الشان قلعہ کو بنوایا۔

مندرجہ بالا تینوں مسکنوں سے قطع نظر شاہان صور کا ایک چھوٹا سا
مسکن بھی شہر مدین کے باب داخلے سنگھا دوار سے ایک میل کے فاصلے
پر شمال مغرب میں واقع ہے جو خود اس کی بستی کے ایک سرے پر واقع ہے
اس مقام کا نام چونکہ آما کنڈہ ہے اس لئے یہ بھی شاہان صور کے مسکن میں
شامل ہے۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ ہفت اقلیم کے انتہائی معزز امرا جو
شاہان صور سے ملنے کیلئے آتے وہ اسی مقام پر شاہان صور سے شرف باریابی

سے سرفراز ہوتے۔ یہ مقام خارج ہے شہر صور سے اسی مقام سے شہر صور بھی طرح ایک گول دائرے کی شکل میں نظر آتا ہے۔ خاص طور پہ مدین کی بستی گول دائرے کی شکل میں اطراف سے خوبصورت پہاڑیوں سے گھری ہوئی بڑی حسین معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بیرون ملک یہ شہر ان ہی امرا کے چشم دید بیان کی وجہ سے تایئر سج کے نام سے مشہور ہوا۔

پھر کندہ و چارہ کندہ تک ان بیرونی معززین کی رسائی ممکن نہ تھی خود شہر مدین میں بھی اُن کا داخلہ تقریباً ناممکن تھا۔ جبل کے امرا کیسوا ہفت اقلیم کے اشراف صرف آنا کندہ کی پہاڑی پر ہی شاہ صور سے شرف باریابی پاتے۔

شاہان صور کے دو اور مسکن شہر صور کے گرد و نواح میں پائے جاتے ہیں۔ اُن کے نام ہیں کلا کنڈہ اور پوڈا کنڈہ۔ ہر دو مسکن بالکل قدرتی پتھر پر مشتمل ہیں۔ ان دونوں مسکنوں کا شاہان صور عجیب و غریب انداز میں استعمال کرتے کلا کنڈہ کوئی بلند پہاڑی نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی مختصر پہاڑی ہے جو شہر صور کے ٹھیک مغرب سمت میں بلند سطح پر واقع ہے۔ یہاں پر شاہان صور اپنے تفریحی پروگراموں کا انعقاد کرتے۔ دنیا بھر کے نامور بہترین کلا کار اپنی کلا کا مظاہرہ اس مقام پر کرتے۔ خاص طور پر شاستریہ سنگیت اور نرتیہ کلا کے شاندار مقابلہ اسی مقام پر ہوتے۔

خاص بات تو یہ ہے کہ کلا کنڈ کے پاس کچھ ایسی چٹانیں ملیں ہیں جن میں کچھ اشارات محسوس ہوتے ہیں۔ شاید کلا پرکھی اس کو پہچان سکیں۔ میرے لئے تو یہ چٹانیں صرف اتنی ہی اہمیت رکھتی ہیں کہ ایک اہم تاریخی مقام پر یہ چٹانیں کسی خاص انداز میں جمائی گئی ہیں اُن کا اتلاف تاریخی اہمیت کو گھٹا سکتا ہے

دوسرا مسکن شاہان صور کا بوڈا کنڈہ ہے۔ یہ ایک قدرتی کوہ ہے
اس کو آپ ایک کوہ عظیم بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ کوہ اندراون کے ایک ایسے
سرے پر ہے جہاں سے کوہستانی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سارا اندراون
اس کوہ کے دامن میں ایک دائرے کی شکل میں نظر آتا ہے شاہان صور
کی یہ شکارگاہ رہا ہوگا۔ شہر صور سے جانب شمال و مشرق اس کا محل وقوع
ہے۔ خود اندراون ایک وسیع و عریض میدان ہے۔ جس کا ایک خصوصی
پلیٹ فارم سے شاہان صور مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ سطح بلند میدان میں
صرف چند پتھروں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ مقام پر ایک خصوصی پلیٹ فارم
بشکل درباری مقام کے بنایا گیا ہے جہاں سے پورا اندرون بڑا ہی حسین و جمیل
نظر آتا ہے۔ اس پلیٹ فارم سے دو یا تین میل کے فاصلے پر یہ کوہ واضح
طور پر سامنے موجود رہتا ہے۔ اطراف کوہ کثرت سے مشرقی سمت میں
پہاڑیاں ہیں۔ شاہان صور سیر و سیاحت اور شکارگاہ کے طور پر اس
تمام علاقے کو استعمال کرتے۔

الغرض شاہان صور کے ان مسکنوں کا اگر اور تفصیل سے معائنہ کیا جائے
تو بہت سی معلومات آفریں آثار دریافت ہو سکتے ہیں ایک
فرد واحد کے لئے تمام مواد اکٹھا کرنا بے حد مشکل کام ہے پھر بھی اللہ
پاک نے چاہا تو درثمانے ذوالقرنین کے بیان میں دیگر اہم معلومات
اور تاریخی مقامات کو پیش کرنے کی کوشش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

دکھشا پتھا کے ست واہن حکمرانوں نے بعض خاص سیاسی وجوہات کی وجہ سے اس سارے علاقہ کو انتہائی پوشیدہ رکھا۔ سارا علاقہ گھنے جنگلوں سے بھرا رہتا تھا ست واہنوں کے بعد کے حکمرانوں یعنی چالوکیوں راشٹرا کوٹوں، پلا وا چولا اور کاکتیہ حکمرانوں کی دلچسپیاں دوسرے علاقوں تک محدود تھیں بہمنوں اور قطب شاہوں کے زمانے میں اس علاقے میں دوبارہ معاشی اور سیاسی سرگرمیاں شروع ہوئیں قطب شاہوں نے پدما یوہم کے دائرے پر قلعہ گول گونڈہ (گل کنڈہ) بنوایا تو قلعہ محمد نگر کے نام سے موسوم ہوا تھا اور ان ہی حکمرانوں نے سریا یوہم کے دائرے کے پاس شہر حیدرآباد کی بنیاد رکھی جو آج ہندوستان کا پانچواں بڑا شہر ہے قطب شاہوں نے قلعہ کی تعمیر کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا کہ قدیم کنول کے پھول کو کوئی نقصان نہ پہنچے اسی طرح اس اژدہے کے مرموز والی پہاڑی کو جو شہر حیدرآباد سے بالکل متصل میر عالم ٹینک کے پاس موجود ہے شہر کی تعمیر کے دوران کوئی نقصان نہ پہنچا آج بھی یہ تاریخی مرموز پوری طرح محفوظ ہے قطب شاہوں اور آصف جاہوں نے ماباقی دائروں کے تحفظ کے لیے ان تمام دائروں کے علاقوں کو سرکاری محصورہ جنگل قرار دیئے جس کی وجہ سے زمانہ دراز تک ان کا تحفظ ہوتا رہا ہے۔ اس علاقہ کے بڑے بوڑھوں اور بزرگوں کا کہنا ہے کہ (ان میں میرے بڑے دادا محمد وزیرالدین قادری مرحوم بھی شامل تھے) شاہ محبوب اعلیٰ حضرت نظام دکن آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خان رحمتہ اللہ علیہ کو اس علاقہ سے بڑا عشق تھا اعلیٰ حضرت شیر کے شکار کے بہانے اس تمام علاقے کا دورہ کرتے ابراہیم پٹن سے پاس راول کے جنگل میں تلامڈی کے درختوں پر مچان باندھا جاتا اور شیر کا شکار کیا جاتا۔ اس دورے میں آصف جاہ سادس تالاب ابراہیم پٹن کے کنارے پر مولا علی رضا کے چھجلے کے پاس موجود آبی محل میں قیام کرتے یہاں سے مینڈک کا کوہ بڑا حسین و جمیل نظر آتا ہے جس کے مشرق میں موجود ناگ کے دائرہ کا اڑتا ہوا پری زاد بھی یہیں سے نظر آتا ہے رات کے وقت ناگ و بانر کے دائرے تک شکار ہوتا۔ مشرق میں حیات نگر سے یا چارم تک پھیلی ہوئی اندرجال کی پہاڑیاں ہوتی۔

نظام دکن دوسرا دورہ شہر مدین کا کرتے۔ شہر مدین کے سنگھادر کے قریب موجود ایک بہت بڑے برگد کے درخت پر مچان باندھا جاتا۔

مدین کے شہروں کا شکار ہوتا۔ دن میں سنگھادوار کی راہ سے مدین کی بستی میں داخل ہوتے اور چرکنڈ کے مصنوعی کوہ تک دورہ ہوتا۔ اس کوہ حضرت سید سادات پیر غیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر حاضری ہوتی۔ شام سے پہلے سنگھادوار کے پاس موجود شکارگاہ کو واپسی ہوتی۔ ایک کمرہ اس عمارت کا اب تک موجود ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آصف جاہ سابع اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خاں نظام دکن کے زمانے میں بعضوں نے مدین بستی کے نزدیک موجودہ آتشی پہاڑوں کو گلاس فیکٹری کے لئے حاصل کرنا چاہا لیکن نظام دکن نے یہ درخواست نامنظور فرمادی۔

پہلے کے بزرگ ماحولیات کے تحفظ اور تاریخی خزانوں کے تحفظ میں ہم سے بہت آگے تھے۔ آج کے روشن زمانے میں ان تاریخی آثار قدیمہ کا تحفظ ایک سوالیہ نشان بنا ہوا ہے۔ ماحول متاثر ہو رہا ہے۔ درخت کٹ رہے ہیں خوبصورت چٹانیں جنھیں بڑی محنت اور بے پناہ تکنیکی صلاحیتوں کے ساتھ جوڑا گیا تھا آج ہماری ذرا سی غفلت سے ضائع ہو سکتے ہیں۔

کاروباری لوگ چٹانوں کو توڑنے کی پوری پوری تیاری کر چکے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ کم از کم ناگ دیوتا کا ہی معائنہ کیجئے اور خطرے کا اندازہ لگائیے۔ تہذیب و تمدن کے یہ خزانے ہماری دلچسپی اور توجہ کے طالب ہیں۔

ختم شد

دکھشنہ پتھ اسٹون آرٹ آف آندھرا پردیش

معزز ناظرین ! آپ کی خدمت میں چند تصاویر دکھشنہ پتھ اسٹون آرٹ کے عنوان سے
پیش کر رہا ہوں۔ یہ اسٹون آرٹ کی تصاویر میں نے شہر صوبہ (مدین) کے آثار قدیمہ سے حاصل کی ہیں۔
اہل ہند کو فن سنگ تراشی میں خاص کمال حاصل رہا تھا لیکن ان تصاویر کی خوبی یہ ہے کہ یہ تصویریں
یا شبیہیں قدرتی پتھروں کو بڑی خوبصورت انداز اور موزونیت کے ساتھ جوڑ کر بنائی گئی ہیں
زمانہ تعمیر شاہان صور کے زمانے کا ہندستانی فن تراشی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
ست واہن سے قبل کا زمانہ، ست واہن و شالی واہن دور کا زمانہ اور شالی واہنوں کے
بعد کا زمانہ۔ میں نے قدیم دور کے ان نادر نمونوں دکھشا پتھ اسٹون آرٹ کا نام دیا ہے
یہ نمونے دنیا کے اور بھی خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق اس خطے سے
خاص ہے جو شاہان صور کے زمانے کا ہے۔ اس عنوان پر ایک علیحدہ کتاب آپ
کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ بعض دشواریوں کی وجہ سے میں سوماوار (چندرا
وار) اندراون، اندراجال، ورش چیکا یا ہم بچھو کے دائرے اور ہینڈک کے دائرے کے نمونے
اس کتاب میں شامل نہ کر سکا۔ نیز میں اندر جال کے مرکز اس کے سیدھے اور دائیں
جانب بنی ہوئی خصوصی نشانات کی تصویروں کو بھی میں اس کتاب میں شامل نہ
کر سکا۔ ان عنوانات پر تفصیلی مواد بھی بعض دشواریوں کی وجہ سے اس کتاب میں شامل نہ
ہو سکا جس کا مجھے بیحد افسوس ہے۔ اگر آپ سبھوں کا تعاون مجھے حاصل رہا تو اس
کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں ان مقامات کی تصویروں کو اور دیگر تفصیلی مواد کو شامل
کر دوں گا۔ فی الوقت صرف چند تصاویر ہی کو اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ امید
ہے کہ ناظرین ان تصاویر کا دلچسپی سے مشاہدہ کریں گے۔ تصاویر رنگین ہوتی تو اور
بھی دلچسپ ہو جاتی۔ کثیر الصرفہ کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکا۔

محقق : غلام ربانی

کوہِ چیرا

کوہ چیرا دوسری سمت سے

کوہ چسرا تیسری سمت سے
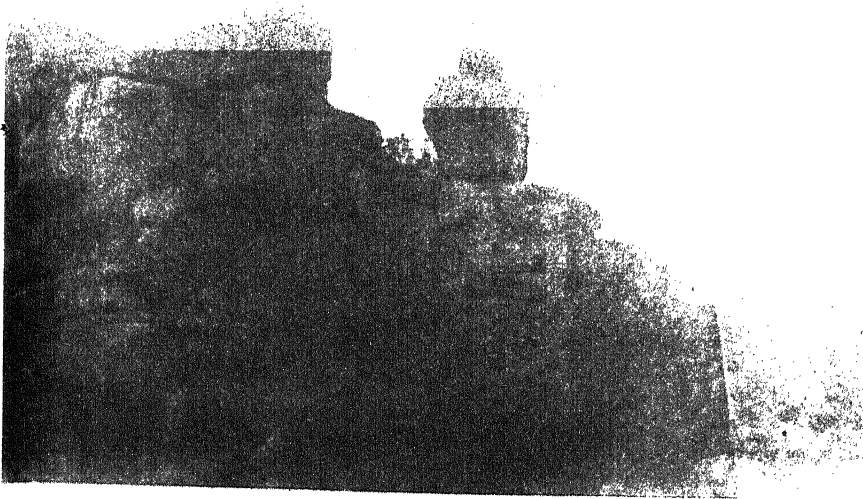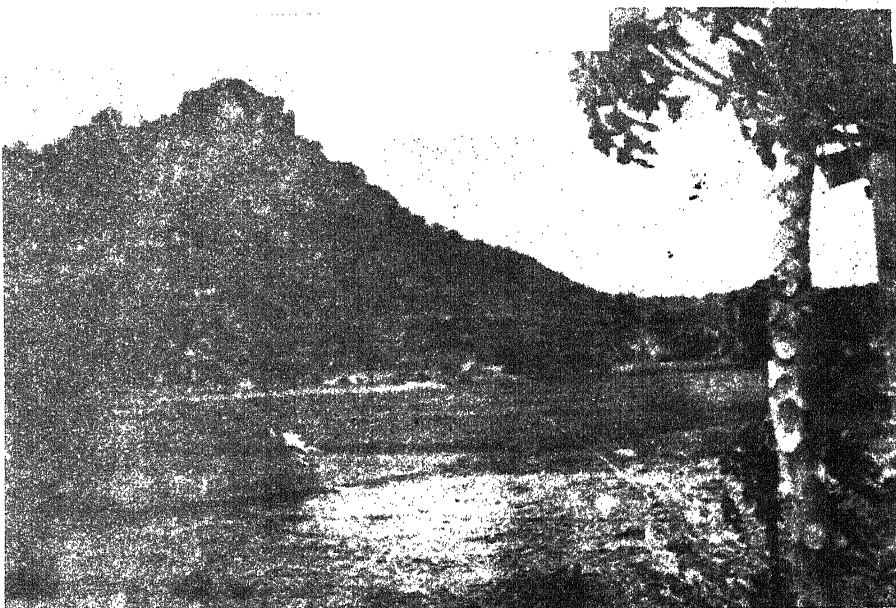
کوہ چسرا (محوری یا مصنوعی کوہ)

ذوالقرنین کی مدفن والی چٹان۔ آخری سرے پر مصنوعی کوہ سامنے آتشی پہاڑ

ذوالقرنین کی مدفن والی چٹان کے دامن میں پایا جانے والا کتبہ
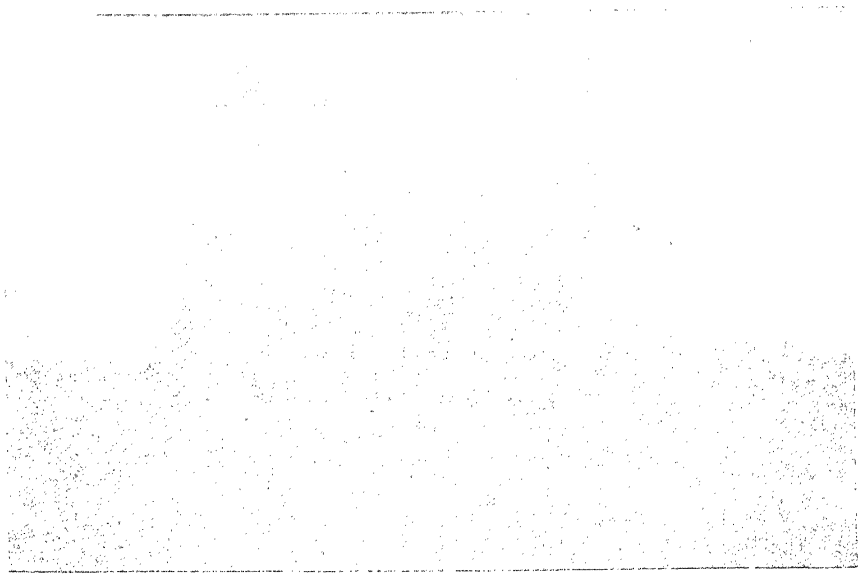
مقربانِ خاص کی بیٹھنے کا مقام

مجرموں کو پیش کرنے کا مقام اور عقب میں تخت بادشاہ کی بیٹھنے کا مقام
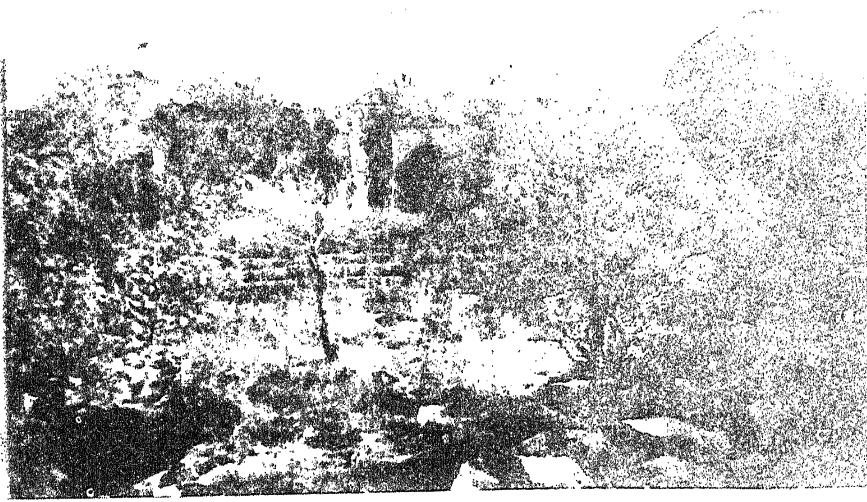
شاہان صور کے محل کے کھنڈروں پر بنائے ہوئے قطب شاہی محل کے کھنڈرات
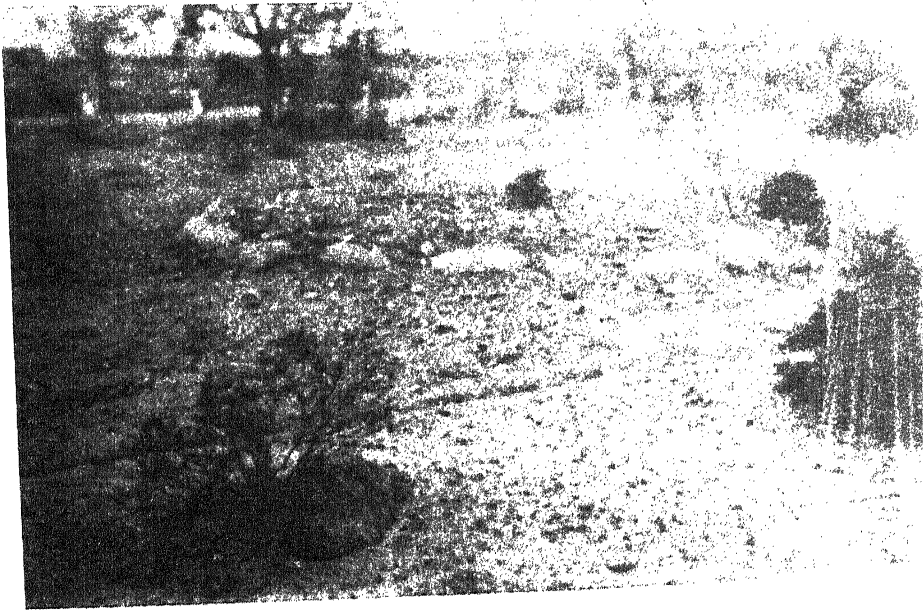
شاہی قبرستان
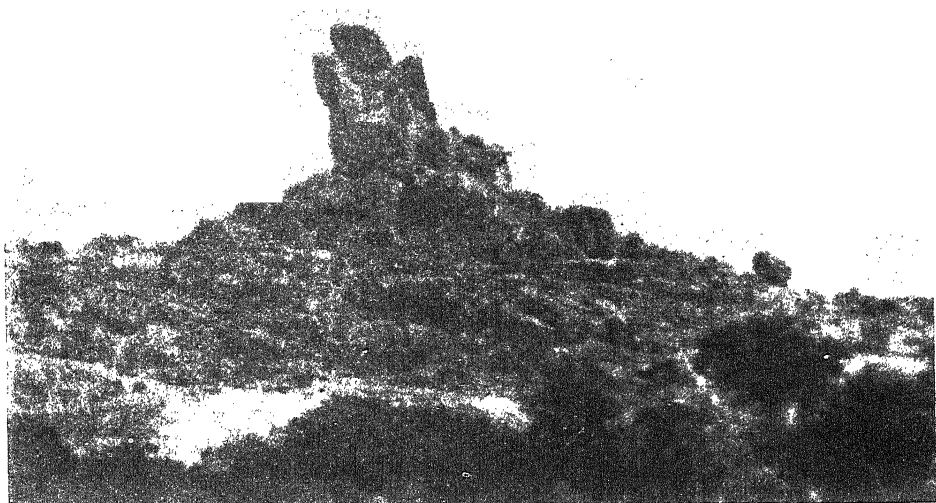
مدین کا بُت
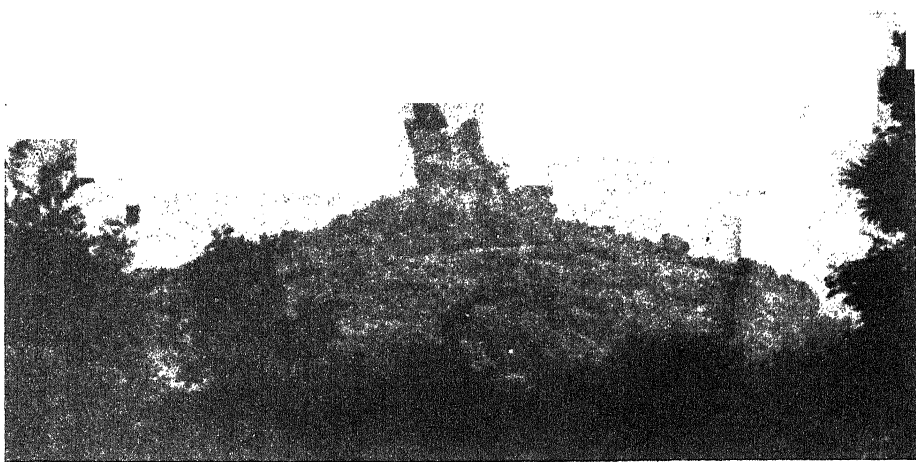
مدین کے بُت کی دوسری شبیہہ

مدین کے بت کی چوتھی شبیہہ

سنگھا دوار کا شیر ببر

ناگا یوہم کا نشان
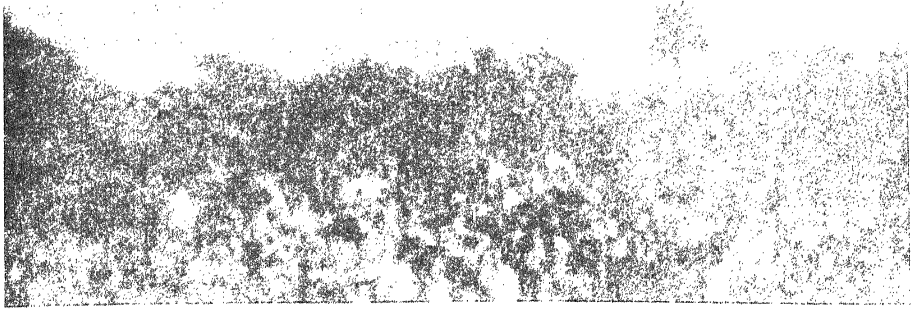
گرڑ ڈایوہم کا نشان (بلندی پر ڈال پر بیٹھا باز اور نشیب میں زخمی ناگ سانپ)
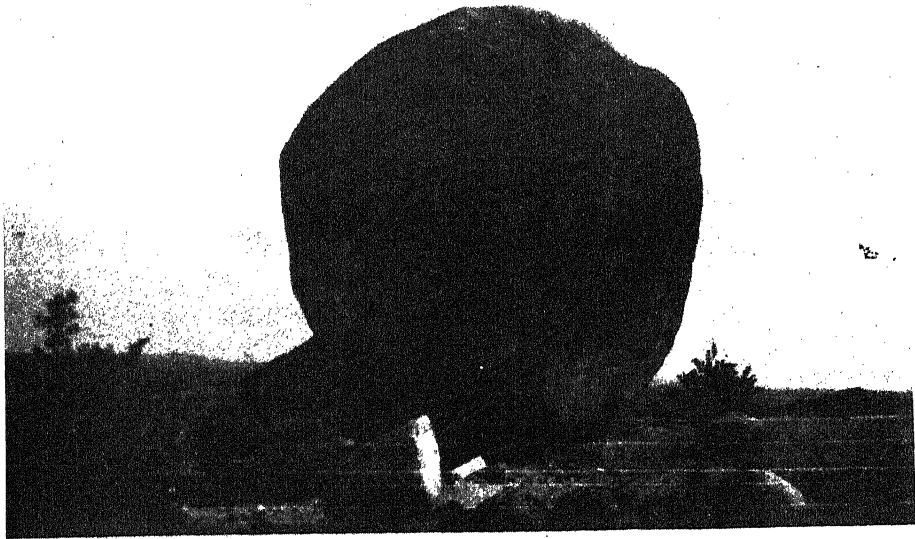
زخمی ناگ کے پھن پر پائی جانے والی خوفناک عورت کی تصویر
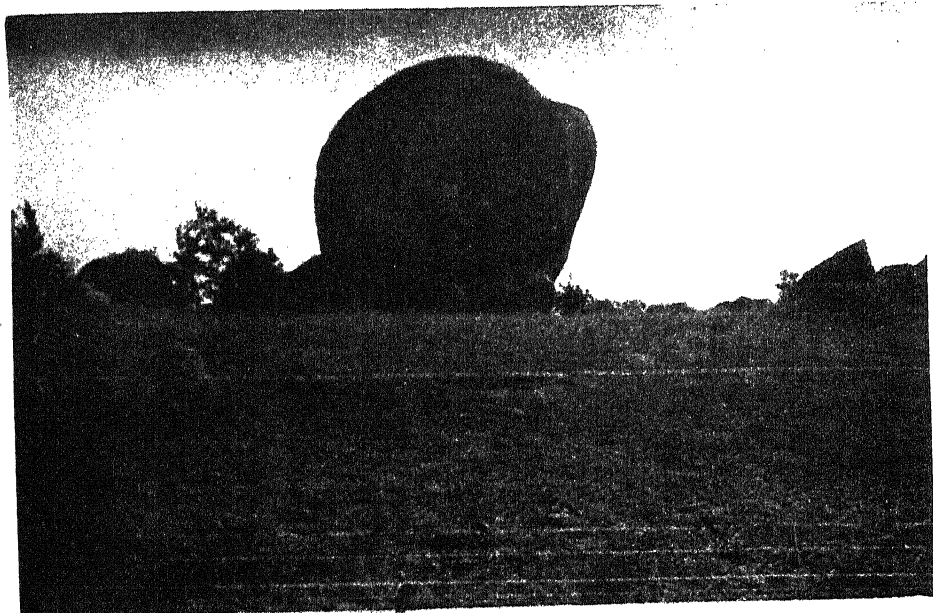
زخمی ناگ کے پھن پر پائے جانیوالی عورت کی تصویر

گروڑ کا بچہ اور وہاں سے نظر آنے والا اڑتا ہوا نشان
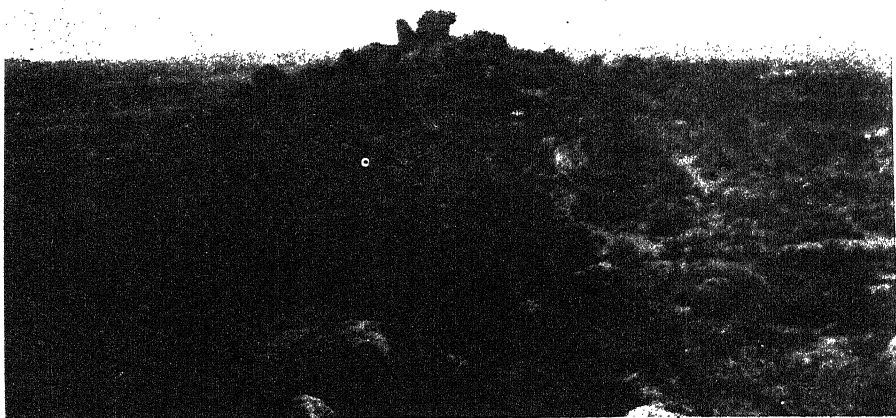
گروڑ اگری سے نظر آنے والا اڑتا ہوا انسان یا فرشتہ سامنے لیٹا ہوا گروڑ ادیون

زرد رنگ کے شہر بر کا لشان

گھوڑے اور باز کی مشترکہ شبیہہ کا نشان (اوچے سروا)
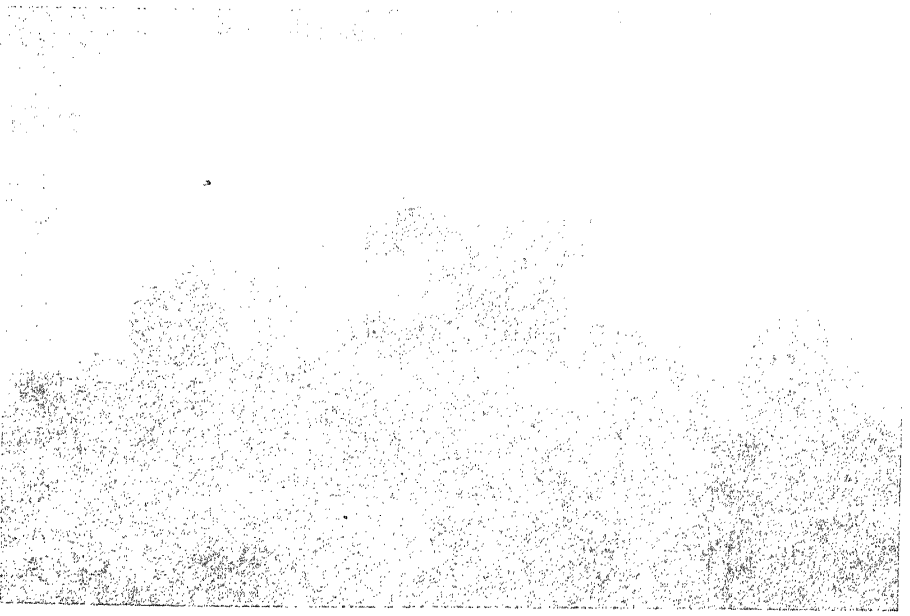
بہلی لوکا یوہم ریچھ کی پہاڑی

44
1-94
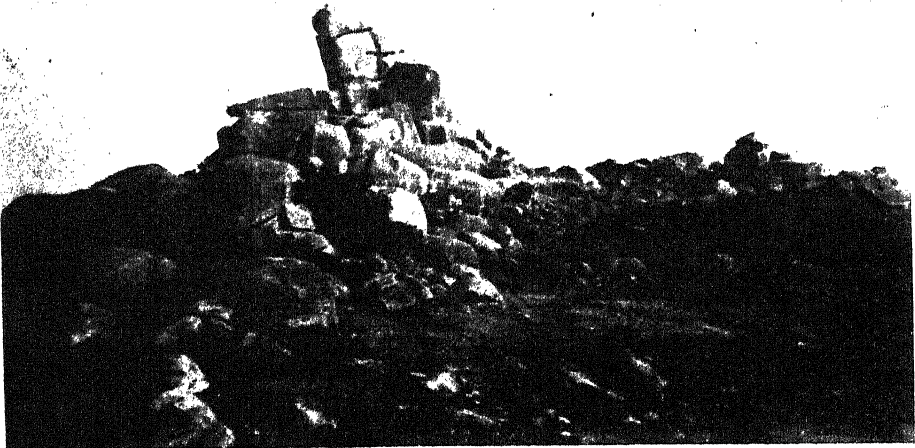
سبر پایوہم کا نشان (اژدہے کا نشان)
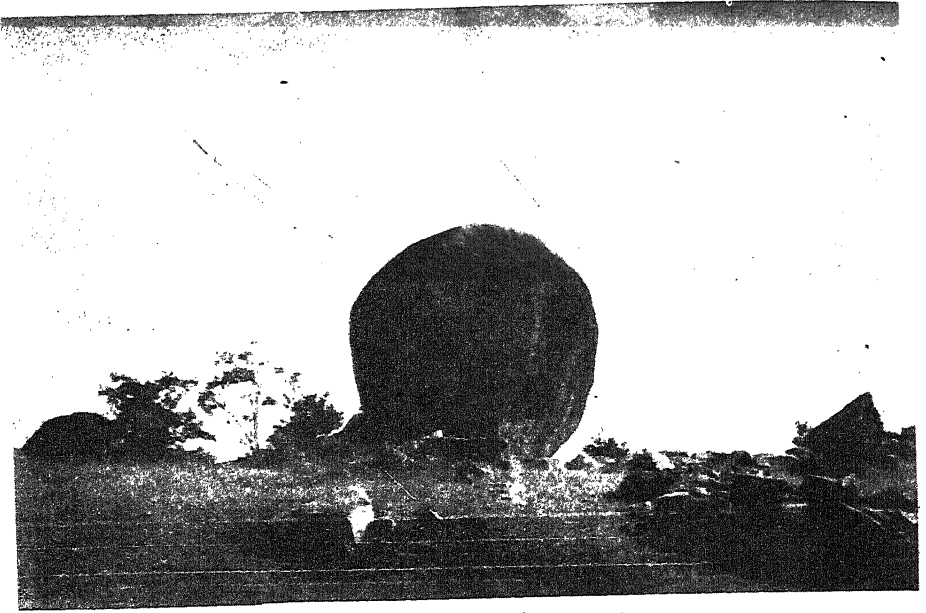
زخمی ناگ کے پھن پر پائے جانیوالی تحریر اور انسانی شبیہہ

چکراویو کی پہاڑی

پدمایہم کا نشان (کنول کا پھول، گل کنڈہ)